تفسیر ابن مسعود

عربی تالیف : محمد احمد عیسوی

اردو ترجمہ: مولانا شمس الدین

جمع و ترتیب : اعجاز عبید

تفسیر ابن مسعود

تالیف فی العربیۃ: محمد احمد عیسوی

اردو ترجمہ : مولانا شمس الدین

جمع و ترتیب : اعجاز عبید

فہرست

الاستعاذہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

شیطان مردود سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

۱۔ صاحب کشاف نے ۲/۳۴۳ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھا تو آپ نے مجھے فرمایا اے ابن ام عبد تم اس طرح پڑھو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ مجھے جبرئیل نے لوح محفوظ سے لکھ کر اسی طرح پڑھایا ہے۔

۲۔ امام احمد کے بیٹے عبداللہ نے اپنی اسناد کے ساتھ المسند ۵/۳۱۸ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس طرح فرماتے تھے اللھم انی اعوذ بک من الشیطان من ہمزہ و نفثہ و نفخہ۔ اے اللہ میں شیطان کی طرف سے جنون، نفث اور تکبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ (ھمز، طعنہ زنی، جھاڑ پھونک)

۱۔ سورة الفاتحہ

علامہ قرطبی نے احکام القرآن ۱/۹۹میں ابراہیم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے دریافت کیا گیا تم نے اپنے مصحف میں فاتحۃ الکتاب کو کیوں نہیں لکھا تو کہنے لگے اگر میں اسے لکھتا تو پھر ہر سورت کے ساتھ اسے لکھنا پڑتا۔ کہتے ہیں میں نے کتابت کی بجائے مسلمانوں کے اسے یاد کر لینے پر اکتفا کر لیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ واحدی نے اسباب النزول ص۱۵ ا/۱۶ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے ہمیں دو سورتوں کے درمیان اس وقت فصل کرنے کی کوئی صورت نہ تھی یہاں تک کہ بسم اللہ نازل ہوئی۔

۲۔ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت مریم نے عیسیٰؑ کو کاتبوں کے حوالے کیا تاکہ وہ تعلیم دیں تو معلم نے ان سے کہا۔ اکتب، لکھو 'بسم' لکھو تو عیسیٰؑ نے پوچھا بسم اللہ کیا ہے۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں تو عیسیٰؑ نے فرمایا، با سے باء اللہ، اللہ کی رونق، سین سے سناء اللہ، اللہ تعالیٰ

کا نور اور چمک اور میم سے مملکۃ اللہ، اللہ تعالیٰ کی حکومت مراد ہے۔ یہ غریب روایت ہے۔ (جامع البیان ۱/۱۲۱)

۳۔ طبری نے ابن مسعودؓ، ابو سعیدؓ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت مریم سلام اللہ علیہا نے حضرت عیسیٰؑ کو ایک کاتب کے سپرد کیا تاکہ وہ ان کو پڑھنے لکھنے کی تعلیم دے تو کاتب نے کہا لکھو اللہ عیسیٰؑ نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا معنی کیا ہے؟ پھر خود فرمایا اس کا معنی یہ ہے اللہ تعالیٰ تمام معبودوں کا معبود ہے (جامع الاحکام ۱/۱۲۵) (سند ضعیف ہے)

۴۔ طبری نے حضرت ابن مسعودؓ اور ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰؑ نے کہا۔ الرحمان یعنی آخرت و دنیا میں رحمت فرمانے والا اور الرحیم جس کی رحمت آخرت کے ساتھ مختص ہو۔

۵۔ قرطبی نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے انیس زبانیہ سے محفوظ رکھے تو وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے ہر فرشتے سے بچاؤ کے لئے ایک ڈھال مہیا فرمادیں گے (بسم اللہ الرحمن الرحیم کے انیس حروف ہیں)

۶۔ سیوطی نے حضرت مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ بسم اللہ پڑھنے والے کو ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ اور چار ہزار برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور چار ہزار درجات بلند ہوتے ہیں۔ (الدر ۱/۱۰)

قرطبی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ بسم اللہ کو آہستہ پڑھا جائے گا اور علماء کی بہت بڑی جماعت کا یہی مسلک ہے۔ (جامع الاحکام ۱/۸۳۔ ۱/۱۰۱)

مالک یوم الدین

مالک انصاف کے دن کا

۱۔ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔مالک یوم الدین سے مراد حساب کا دن ہے۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت جس میں ابن عباسؓ بھی شامل ہیں اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ (المستدرک ۲/۲۵۸)

۲۔ قرطبی نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ الدین اعمال کے بدلے اور حساب کو کہتے ہیں اور یہی قول ابن عباسؓ نے اختیار کیا ہے۔ (احکام ۱/۱۲۵)

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

۱۔ طبری نے ۱۔۷۵ امیں سند کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ اور کئی پیغمبرؑ سےاھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر اسلام سے کی ہے۔ یعنی اسلام کی طرف ہماری راہنمائی فرما۔

۲۔ طبری نے ۱۔۷۳ امیں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ سےالصراط المستقیم کی تفسیر، کتاب اللہ نقل کی ہے۔ یعنی، قرآن کی طرف ہماری راہنمائی فرما۔

ابن کثیر نے ۱/۱۵ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت بیان کی ہے کہ الصراط المستقیم وہ راہ ہے جس کی ایک جانب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں چھوڑا اور دوسری جانب جنت میں جاتی ہے۔

سیوطی نے الدر ۱/۱۵ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت بیان کی ہے کہ الصراط المستقیم وہ راہ ہے جس کی ایک جانب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں چھوڑا اور دوسری جانب جنت میں جاتی ہے۔

سیوطی نے الدر ۱/۱۵ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ یہ راستہ ہے حاضری کی جگہ ہے جہاں شیاطین آتے جاتے ہیں اے اللہ کے بندو! یہ راستے کی اتباع کرو اور الصراط المستقیم تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اسے مضبوطی سے تھام لو۔

صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

طبری نے ۱/۸۸ میں طبری کی سند سے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ المغضوب علیہم سے یہودی مراد ہیں۔

طبری نے ۱/۹۵ میں اپنی سند سے حضرت ابن مسعودؓ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے نقل کیا کہ 'الضالین' سے نصاریٰ مراد ہیں۔

***

۲۔ سورۃ البقرہ

بخاری نے اعمش سے نقل کیا کہ میں حجاج کو منبر پر یہ کہتے سنا : وہ سورۃ جس میں بقرہ کا تذکرہ ہے اور وہ سورۃ جس میں آل عمران کا تذکرہ ہے اور وہ سورۃ جس میں عورتوں کا تذکرہ ہے ۔

اعمش کہتے ہیں میں نے یہ بات ابراہیم کو بتائی تو اس نے عبدالرحمان بن یزید کی وساطت سے حضرت ابن مسعودؓ کے متعلق نقل کی یا کہ میں ابن مسعودؓ کے ساتھ اس وقت موجود تھا جب انہوں نے جمرہ عقبہ کی رمی کی اور پھر فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس ہستی پر سورۃ بقرہ اتری وہ اس جگہ ہے کھڑے ہوئے (اور جمرہ عقبہ کی رمی کی) (۱۷۸/۲)

۲۔ سیوطی نے الدر ۱/ ۱۹ میں حضرت ابن مسعودؓ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ آدمی ناکام نہیں جو رات کے دوران اٹھا اور قیام میں سورۃ بقرہ و آل عمران شروع کی۔

۳۔ سیوطی نے الدر ۱/ ۲۱ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ان کے ان کے پاس سورۃ بقرہ اور آل عمران پڑھی تو آپ نے فرمایا تم نے دو سورتیں ایسی

پڑھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے ۔ یہ وہ اسم ہے جس کے ذریعہ جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے ۔ جب سوال کیا جائے تو (اس کا) سوال پورا کیا جاتا ہے ۔

۴۔ سیوطی نے الدر ا /۲۲ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے سورۃ بقرہ پڑھی اس نے بہت نیکیاں کمائیں اور بہت خوب کام کیا۔

حاکم نے مستدرک ۲/ ۲۵۹ میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: تم اپنے گھروں میں سورۃ البقرہ پڑھا کرو جس گھر میں یہ سورت پڑھی جائے وہاں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

حاکم نے مستدرک ۱/ ۵۶۱ پر حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ہر چیز کی ایک چوٹی ہے اور قرآن کی چوٹی سورۃ بقرہ ہے ۔ جب شیطان یہ سنتا ہے کہ کسی گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جا رہی ہے تو شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے ۔

ابن کثیر نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ (تکبر سے) اپنا پاؤں ایک دوسرے پر رکھ کر استغناء کا اظہار کرے اور سورۃ بقرہ کی قرأت ترک کردے ۔ جس گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جائے شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے خالی گھر وہ ہے جو کتاب اللہ سے خالی ہو۔

علامہ سیوطی نے ۱/ ۲۰ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ایک صحابی باہر نکلا اس کو شیطان ملا اور اس نے اسے پکڑ لیا دونوں نے کشتی کی تو صحابی رسول نے اس کو گرا دیا۔ شیطان کہنے لگا مجھے چھوڑو میں تمہیں ایک بات بتلاتا ہوں اس نے چھوڑ دیا۔ اس نے کہ بات بیان کرو۔ اس نے کہا، نہیں۔ صحابی رسول نے اس کو گرا دیا۔

شیطان کہنے لگا مجھے چھوڑو میں تمہیں ایک بات بتلاتا ہوں اس نے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا بات بیان کرو۔ اس نے کہا نہیں۔ صحابی رسول نے اسے دوسری مرتبہ پکڑ کر پچھاڑ دیا۔ شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں بات بتاتا ہوں۔ اس نے چھوڑ دیا۔ اس نے کہا وعدے کے مطابق حدیث سناؤ۔ اس نے کہا نہیں۔ اس نے تیسری مرتبہ پکڑا اور شیطان کو صحابی نے پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ اور اپنے انگوٹھے سے اس کے گلے کو دبانے لگے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ اس نے کہا میں تجھے اس وقت تک نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ تو مجھے حدیث نہ بیان کرلے اس نے کہا۔ سورۃ بقرہ کی کوئی سی آیت شیاطین کے درمیان پڑھی جائے وہ منتشر ہو جاتے ہیں۔ اور جس گھر میں یہ پڑھی جائے وہاں شیاطین کا داخلہ نہیں۔

سیوطی نے الدر ۱/ ۲۱ میں حضرت ابن مسعودؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور کہنے لگی یا رسول! میں نے اپنے کو آپ کی رائے کے سپرد کر دیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو فرمایا جس نے اسے پیغام نکاح دیا تھا۔ کیا تمہیں کچھ قرآن آتا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں! سورۃ البقرہ اور مفصلات کی ایک سورۃ۔ تو آپ نے فرمایا میں نے اس کا تیرے ساتھ نکاح کر دیا اس شرط پر کہ تو اس کو وہ سورت پڑھائے گا اور سکھائے گا۔

سیوطی نے الدر ۱/ ۲۲ میں حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا جس نے سورۃ بقرہ کے کسی ایک لفظ کا حلف اٹھایا تو اس پر اس کی ہر آیت پر قسم اٹھائے گا بوجھ ہوگا۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾

۱۔ طبری نے ۱/۲۰۷میں حضرت ابن مسعودؓاور کئی اصحاب رسول ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ الم یہ حرف ہے جس کو اسماء باری تعالیٰ شے مشتق کیا گیا ہے (اللہ کے مقدس ناموں کے حروف تہجی سے بنایا گیا ہے)

۲۔ طبری نے ۱/۲۰۶میں حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ حم، طس، الم یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہیں۔ ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

۳۔ زادالمسیر ۱/۲۲میں مذکور ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ الم کا معنی انا اللہ اعلم۔ (میں اللہ جاننے والا ہوں) فرماتے تھے۔

۴۔ احکام قرطبی نے ۱/۱۳۴میں ہے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے حروف مقطعات یہ وہ مخفی راز ہے جس کی تفسیر نہیں کی جاتی۔

۵۔ ترمذی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام دوسرا اور میم تیسرا حرف ہے۔ (قرطبی فی الاحکام ۱۰/۳۲۰)

۶۔ السیوطی نے بیہقی سے الدر ۱/۲۸میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ جس نے سورۃ بقرہ کی دس آیات دن کی ابتداء میں پڑھ لیں تو شام تک شیطان اس

کے قریب نہیں پھٹک سکتا اور اگر اس سے شام کو پڑھ لیں تو صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں آ سکتا اور وہ اہل و مال میں کوئی مناسب بات رونما ہوتی نہ پائے گا۔

۷۔ القرطبی سے احکام القرآن ۱/۱۳۳ میں دارمسی سے شعبی کے حوالہ سے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا کہ جس نے رات کے وقت سورۃ بقرہ کی دس آیات گھر میں پڑھیں وہاں شیطان نہیں داخل ہو سکتا یہاں تک کہ صبح ہو ان میں پہلی چار آیات اور آیت الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیات اور تین آخری آیات للہ ما فی السموات والارض۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔

اس کتاب میں کوئی شک نہیں راہ بتاتی ہے ڈر والوں کو۔

حاکم نے مستدرک ۲/۲۶۰ میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا الم اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کا ایک حرف اور الکتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱/۲۲۸ میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر کئی صحابہؓ اجمعین نے لاریب فیہ کی تفسیر یہ کی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں۔

۳۔ طبری نے جامع ۱/۲۳۰ میں حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہؓ اجمعین سے نقل کیا ہے کہ یہ حضرات ھدی للمتقین کا ترجمہ یہ کرتے تھے ''یہ اہل تقوی کے لیے روشنی ہے''

۴۔ طبری نے جامع ۱/۲۳۳ میں حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہؓ اجمعین سے نقل کیا ہے کہ یہ حضرات ھدی للمتقین میں سے متقین سے مراد 'مومن' لیتے تھے۔

الذی یومنون بالغیب

جو یقین کرتے ہیں بن دیکھا پر۔

طبری نے جامع ۱/۲۳۸ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہؓ اجمعین فرماتے تھے کہ الذین یومنون بالغیب سے مراد اہل عرب کے مومن ہیں۔

۲۔ طبری نے جامع ۱/۲۳۵ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ الایمان سے مراد تصدیق ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۱/۲۳۶ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہؓ اجمعین نے فرمایا کہ الغیب میں غیب سے مراد وہ چیزیں جو بندوں سے مخفی ہیں مثلاً جنت اور جہنم کا معاملہ اور وہ تمام چیزیں جو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ذکر کی ہیں، عرب کے مومن اپنے پاس موجود کتاب یا علم کی بنیاد پر ان کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔ (کر سکتے تھے)

۴۔ حاکم نے مستدرک ۲/۲۶۰ میں حضرت عبدالرحمن بن یزید سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس حضرات صحابہ کرامؓ کے ایمان کا تذکرہ کیا تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بیشک حضرت محمد ﷺ کا معاملہ ان لوگوں کے لیے

واضح تھا جنھوں نے آپ کی زیارت کی، قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بن دیکھے ایمان لانے سے زیادہ افضل کسی کا ایمان نہیں۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ نے الم ذلک الکتاب لا ریب فیہ سے یومنون بالغیب تک تلاوت فرمائی۔

ومما رزقناھم ینفقون۔

اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں۔

ا۔ طبری نے جامع ا/۲۴۴ میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہؓ اجمعین فرماتے ہیں کہ ومما رزقناھم ینفقون سے مراد وہ اخراجات ہیں جو آدمی اپنے اہل خانہ پر کرتا ہے۔ اس آیت مبارکہ کی یہ تفسیر زکوٰۃ کے احکام نازل ہونے سے پہلے کی ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ا/۲۴۵ میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہؓ فرماتے تھے کہ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالآخرۃ ھم یوقنون۔ سے مراد اہل کتاب میں سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے۔

ا۔ طبری نے جامع ا۔۲۴۷ میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہؓ فرماتے ہیں کہ الذین یومنون بالغیب سے مراد اہل عرب کے مومن ہیں اور

الذین یومنون بما انزل الیک سے مراد اہل کتاب کے مومن ہیں، پھر ان دونوں گروہوں کا اکٹھا ذکر کیا اور فرمایا اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔

ختم اللہ علی قلوبہم الخ۔ مہر کردی اللہ نے ان کے دل پر اور ان کے کان پر اور ان کی آنکھوں پر ہے پردہ۔

ا۔ طبری نے جامع ۱/۲۶۶ میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہؓ ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم کی تفسیر یوں فرماتے تھے کہ پس وہ نہ سمجھتے ہیں نہ سنتے ہیں اور علی ابصارھم غشاوۃ سے پہلے تفسیر کے طور پر جعل کا لفظ مانتے تھے معنی یہ کہ ڈال دیا ان کی آنکھوں پر پردہ اور علی ابصارھم سے مراد ان کی آنکھیں ہیں معنی یہ کہ وہ دیکھتے نہیں۔

ومن الناس من یقول الخ

اور ایک لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور ان کو یقین نہیں۔

ا۔ طبری نے جامع ۱/۲۷۰ میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ کرامؓ فرماتے تھے کہ ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنون میں جن لوگوں کا تذکرہ ہے ان سے مراد منافق ہیں۔

فی قلوبھم مرضا الخ

ان کے دل میں آزار ہے پھر زیادہ دیا اللہ نے کو آزار۔

۱۔ طبری نے جامع ۱/ ۲۸۰ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی الہ عنہم فرماتے تھے کہ فی قلوبھم مرض سے مراد یہ ہے کہ ان کے دل میں شک ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱/ ۲۸۲ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ کرامؓ فرماتے تھے کہ فزادھم اللہ مرضا کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے شکوک و شبہات میں اضافہ کر دیا ہے۔

واذا قیل لھم الخ

اور جب کہیے ان کو فساد نہ ڈالو ملک میں، کہیں ہمارا کام تو سنوارنا ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱/۲۸۸ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ کرامؓ فرماتے تے کہ واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون میں جن لوگوں کا تذکرہ ہے ان سے مراد منافق ہیں اور لا تفسدوا فی الارض کی تفسیر اس طرح فرماتے تھے کہ بلاشبہ اصل فساد اور خرابی تو ہے ہی کفر اور نافرمانی کا عمل۔

قالوا انومن کما امن السفھاء

کہیں ہم اس طرح مسلمان ہوں جیسے مسلمان ہوئے بیوقوف۔

۱۔ طبری نے جامع ۱/۲۹۴۲۹۳میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓاور دیگر کئی صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ قالوا انومن کما امن السفہاء

ذھب اللہ بنورہم۔
ارد گرد کو لے گیا اللہ ان کی روشنی اور چھوڑا ان کو اندھیروں میں (انہیں) نظر نہیں آتا۔
۱۔ طبری نے جامع ۱/۳۲۴میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓاور دیگر کئی صحابہ کرامؓ اجمعین مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَاۗءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت چند لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے پھر یہ منافق بن گئے پس ان کی حالت اس آدمی کی حالت جیسی ہے جو اندھیرے میں تھا پھر اس نے آگ روشن کی اس آگ نے تکلیف دہ چیزیں دور کر کے اس کے ارد گرد کو روشن کر دیا اب اسے نظر آنے لگا پس اس نے وہ سب کچھ پہچان لیا جس کے ذریعے یہ تکلیف دہ چیزوں سے بچ سکتا تھا۔
یہ آدمی یونہی کھڑا تھا کہ اچانک آگ بجھ گئی اب اسے پتہ ہی نہیں چل رہا کہ تکلیف دہ چیزوں سے یہ کس ذریعہ سے بچے، پس یہی کیفیت منافق کی بھی ہے۔ یہ شرک کے اندھیرے میں تھا پھر اسلام لایا یوں اس نے حلال و حرام اور اچھے برے کی پہچان کر لی تھی کہ اچانک کافر ہو گیا اب اسے حلال و حرام اور اچھے برے کی کوئی پہچان نہیں رہی۔

اور آیت کریمہ میں النور کے لفظ سے مراد آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لانا ہے اور الظلمۃ سے مراد ان کی منافقوں کی منافقت ہے۔

بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ

بہرے ہیں گونگے اندھے سووہ نہیں پھریں گے۔

ا۔ طبری نے جامع ا/۲۲۱ میں لکھا ہے کہ حضرت اہل عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ کرامؓ فرماتے تھے کہ بکم سے مراد وہ لوگ ہیں جو بول نہیں سکتے۔

۲۔ طبری نے جامع ا/۲۳۲ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ کرامؓ اجمعین فرماتے تھے کہ فھم لا یرجعون کا معنی ہے کہ اب وہ اسلام کی طرف نہیں لوٹیں گے۔

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ

یا جیسے مینہ پڑتا آسمان سے۔ اس میں ہیں اندھیرے اور گرج اور بجلی۔ ڈالتے ہیں انگلیاں اپنے کانوں میں مارے کڑک کے ڈر سے موت کے۔ اللہ گھیر رہا ہے منکروں کو قریب ہے بجلی کہ اچک لے ان کی آنکھیں، جس بار چمکتی ہے ان پر چلتے ہیں اس میں اور جب اندھیرا پڑا اکھڑے رہے اور اگر چاہے اللہ لے جائے ان کے کان اور اور آنکھیں بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱/۳۴۷میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓاور دیگر چند صحابہ کرامؓ آیت مذکورہ کی تفسیر یوں فرمایا کرتے تھے کہ آیت مبارکہ میں مذکور لفظ الصیب کا معنی ہے بارش ہے۔

مزید فرماتے تھے کہ مدینہ منورہ کے دو منافق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں سے بھاگ کر مشرکوں سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں جس بارش کا ذکر کیا ہے وہ انہی پر ہوئی تھی۔ اس بارش میں بادل بڑا سخت گرجا اور بجلیاں چمکیں۔ جب کبھی بادل کڑکتا یہ اس خوف سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے کہ کہیں یہ کڑک ان کے کانوں میں داخل ہوکر انہیں ہلاک ہی نہ کردے۔ اور جب بجلی چمکتی یہ چل پڑتے اور جب بجلی روشن نہ ہوتی انہیں سوجھائی نہ دیتا اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاتے آگے نہ چلتے۔

اب یہ کہنے لگے کاش صبح جلدی ہو جائے ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور اپنے ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیں۔ صبح ہوئی تو یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور مسلمان ہو گئے اور اپنے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں دے دئیے۔ اب پکے مسلمان ہو گئے۔ پس آس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مدینہ منور کے منافقین کی مثال بیان فرمائی ہے۔

منافقین کی عادت یہ تھی کہ جب وہ جناب رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے اس خوف سے کہ کہیں ان کے بارے میں

کوئی حکم نہ نازل ہوجائے اور وہ مارے جائیں جیسے یہ دونوں منافق اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیتے تھے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙۗ وَ اِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ

واذا اضآء لہم مشوا فیہ کی تفسیر یہ ہے کہ جب ان کے مال زیادہ ہو گئے اور ان کے ہاں بچے پیدا ہونے لگے اور انہیں مال غنیمت کا حصہ ملنے لگا یا کوئی فتح حاصل ہوتی تو چل پڑتے اور کہتے کہ بیشک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین سچا ہے یوں اس پر ڈٹ جاتے جیسے یہ دونوں منافق چلتے چلے جاتے تھے معنی یہ ہوا کہ جب بجلی ان دونوں کے لیے راستہ روشن کرتی تو یہ چل پڑتے۔

واذا اظلم علیہم قاموا کی تفسیر یہ ہے کہ جب ان منافقین کے مال ضائع ہوئے اور ان کے ہاں بچیاں پیدا ہونے لگیں اور کوئی اور مصیبت آئی تو انہوں نے کہا یہ سب کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی وجہ سے ہوا ہے پس یوں یہ دوبارہ کافر بن گئے۔ جیسے یہ دونوں منافق اس وقت رک جاتے تھے جب بجلی روشن نہ ہوتی۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱/۸۸ میں حضرت علی، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ البرق لوہے کا ایک کوڑا ہے فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ اس کے ساتھ بادلوں کو ہانکتا ہے۔

یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم

لوگو! بندگی کرو اپنے رب کی جس نے بنایا تم کو اور تم سے اگلوں کو شاید تم پرہیزگاری پکڑو۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۱۸/۳ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند اور صحابہ کرامؓ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ **کی تفسیر اس طرح فرماتے تھے کہ اس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا۔**

:الذی جعل لکم الارض فراشا الخ

جس نے بنا دیا تم کو زمین بچھونا اور آسمان عمارت۔

۱۔ طبری نے جامع ۱/۳۶۵ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین الذی جعل لکم الارض فراشاً **کی تفسیر یوں فرماتے تھے کہ زمین ایک ایسا بچھونا ہے جس پر لوگ چلتے ہیں اور یہ زمین بچھی ہوئی قالین اور ٹھہرنے کی جگہ ہے۔**

۲۔ طبری نے جامع ۱/۳۶۷ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ والسماء بناء **کی تفسیر یوں فرماتے تھے کہ آسمان زمین کے اوپر ایسے بنایا گیا ہے جیسے گنبد کی شکل ہوتی ہے اور یہ آسمان زمین کے اوپر چھت کی مانند ہے۔**

فلا تجعلوا للہ الخ

سو نہ ٹھہراؤاللہ کے برابر کوئی اور تم جانتے ہو۔

طبری نے ۱/۳۶۸ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند اور صحابہ کرامؓ اجمعین فلا تجعلوا لله اندادا میں اندادا کی تفسیر یوں فرماتے تھے کہ ہم پلہ اور ہمسر لوگ مراد ہیں جن کی تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں میں فرمانبرداری کرتے تھے۔

ربیع نے المسند ۳/۸ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ دریافت کیا سب سے بڑا گناہ کونسا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ جل شانہ کا کوئی ہمسر بنالے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا ہے اور وہی اللہ تعالیٰ انصاف فرمانے والے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۱۸۶/۵۔ ۱۸۷ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ دو بہت عمدہ باتیں ہیں ان میں سے پہلی تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنی اور دوسری میری اپنی طرف سے ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو آدمی یوں فوت ہوا کہ اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر بنا رکھا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور میں کہتا ہوں کہ جو آدمی یوں فوت ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہ بنا رکھا ہو اور نہ اس کے ساتھ کسی اور چیز کو شریک ٹھہرایا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

وان كنتم فى ريب مما نزلنا الخ

اور اگر ہو تم شک میں اس کلام سے جو اتارا ہم نے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورت اس قسم کی۔

امام رازی نے مفاتیح ۱/۲۲۷ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان مبارک مثلہٖ کی ضمیر مما نزلنا میں موجود ما کی طرف لوٹ رہی ہے معنی یہ ہے کہ کوئی ایسی سورت لاؤ جو فصاحت اور حسن تنظیم میں اس قرآن مجید جیسی ہو۔ (یہ تفسیر حضرت عمر اور ابن مسعودؓ اور ان کے علاوہ چند اور صحابہ کرامؓ سے نقل کی گئی ہے)۔

فاتقوا النار التی الخ

تو بچو آگ سے جس کا ایندھن ہیں آدمی اور پتھر تیار ہے منکروں کے واسطے

۱۔ طبری نے جامع ۱/۳۸۱ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ وقودھا الناس و الحجارۃ کی تفسیر اس طرح فرماتے تھے کہ الحجارۃ سے مراد آگ پکڑنے والا پتھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا میں اس دن بنایا جس دن یہ آسمان اور زمین بنائی، اللہ تعالیٰ اسے کافروں کے لیے تیار فرما رہے ہیں۔

طبری نے جامع ۱/۳۸۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے تھے کہ الحجارۃ آگ پکڑنے والا ایک پتھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں جیسا چاہا جس طرح چاہا بنایا۔

طبری نے جامع ۱/۳۸۲ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ اجمعین اتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ کی تفسیر یوں فرماتے تھے کہ

الحجارۃ سے مراد آگ پکڑنے والا سیاہ رنگ کا پتھر ہے جس کے ذریعہ کافروں کو عذاب دیا جاتا ہے ۔ آگ بھی ساتھ ہوتی ہے ۔ قرطبی نے احکام ۱/۲۰۳ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ۔ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں پتہ ہے یہ کس چیز کی آواز تھی فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ایک پتھر ہے جسے ستر ہزار سال پہلے جہنم میں گرایا گیا تھا وہ آگ میں نیچے کی جانب لڑھکتا رہا یہاں تک کہ وہ آج اپنی کھائی میں جا کر گرا ہے ۔

سیوطی نے در ۱/۳۶ میں لکھا ہے کہ امام بیہقیؒ حضرت ابن مسعودؓ کا فرمان نقل کرتے ہیں بیشک تمہاری یہ دنیا والی آگ اس جہنم والی آگ کا سترواں حصہ ہے (تپش کے لحاظ سے) اور اگر اسے دو بار سمندر میں دھو کر نہ بھیجا گیا ہوتا تم اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا پاتے ۔

سیوطی نے در ۱/۳۵ میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ جب کوئی بندہ نماز میں ایسی آیت تلاوت کرے جس میں آگ کا ذکر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آگ سے اللہ جل شانہ کی پناہ مانگے اور جب کوئی بندہ ایسی آیت تلاوت کرے جس میں جنت کا تذکرہ ہو تو اسے چاہیے اللہ جل شانہ سے جنت مانگے ۔

و بشر الذین آمنوا الخ

اور خوشی سنا ان کو جو یقین لائے اور کام نیک کیے کہ ان کو ہیں باغ بہتی نیچے ان کے ندیاں۔

امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/۹۰ میں لکھا ہے کہ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ جنت کی نہریں کستوری کے ایک پہاڑ سے پھوٹتی ہیں۔

كلما رزقوا منها من ثمرة الخ

جس بار ملے ان کو وہاں کا کوئی میوہ کھانے کہیں یہ وہی ہے جو ملا تھا ہم کو آگے۔

طبری نے جامع ۱/۳۸۵۔ ۳۸۶ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ اجمعین آیت مبارکہ قالوا هذا الذی رزقنا من قبل کی تفسیریوں فرماتے تھے کہ جنت میں جب جنتیوں کو کوئی پھل پیش کیا جائے گا تو وہ اسے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل ہے جو پہلے ہیں دنیا میں دیا گیا تھا۔

واتوا به متشابها

آوے گا ایک طرح کا۔

طبری نے جامع ۱/۳۹۰ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند اور صحابہ کرامؓ واتوا به متشابها کی تفسیریوں فرماتے تھے کہ وہ پھل رنگ اور دیکھنے میں ملتا جلتا ہوگا ذائقہ میں ملتا جلتا نہیں ہوگا۔

ولہم فیہا ازواج مطہرۃ

اوران کوہیں وہاں عورتیں ستھری۔

طبری نے جامع ۱/ ۳۹۰ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ ازواج مطہرۃ کی تفسیر اس طرح فرماتے تھے کہ وہ ایسی بیویاں ہوں گی جنھیں ایام (حیض) آتے ہوں گے نہ وہ بے وضو ہوتی ہوں گی اور نہ ہی تھوک بلغم آتی ہوگی۔

وہم فیہا خالدون

اوران کو وہاں ہمیشہ رہنا۔

سیوطی نے الدر ۱/ ۴۱ میں لکھا ہے کہ طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں اللہ جل شانہ کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جہنمیوں سے کہا جائے گا کہ تم دنیا میں موجود تمام کنکریوں کے تعداد کے برابر جہنم میں رہو گے تو جہنمی یہ بات سن کر خوش ہوجائیں اور اگر جنتیوں سے کہا جائے کہ تم دنیا کی تمام کنکریوں کی تعداد کے برابر جنت میں رہو گے تو وہ غمگین ہوجائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لیے ہمیشگی کا فیصلہ فرمادیا ہے۔

ان اللہ لا یستحی الخ

اللہ کچھ شرماتا نہیں کہ بیان کرے کوئی مثال ایک مچھر یا اس سے اوپر۔

طبری نے جامع ۱/۳۹۸ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان مثلہم کمثل الذی استوقد نارا اوراو کصیب من السماء (یہ تین آیات) منافقین کی مثال بیان فرائی تو وہ کہنے لگے اللہ تعالیٰ ایسی مثالیں بیان کرنے سے بلند و برتر ہے۔ ان کے یہ کہنے پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ۔۔۔ اولئک ھم الخسرون تک نازل فرمائی۔

یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا و ما یضل بہ الا الفاسقین

گمراہ کرتا ہے اس سے بہتیرے اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتیرے اور گمراہ کرتا ہے انہی کو جو بے حکم ہیں۔

طبری نے جامع ۱/۴۰۸ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یضل بہ کثیرا سے مراد منافقین ہیں اور یہدی بہ کثیرا سے مراد ایمان والے ہیں۔

طبری نے جامع ۱/۴۰۹ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ وما یضل بہ الا الفاسقین سے مراد منافقین ہیں۔

الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ

جو توڑتے ہیں اقرار اللہ مضبوط کیے پیچھے

امام ابن کثیر نے تفسیر ۱/۹۶ میں لکھا ہے کہ مفسر سدی نے اپنی سند کے ساتھ اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ کی تفسیر یوں فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ عہد جو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے قرآن مجید میں لیا تھا تو انہوں نے اس کا اقرار بھی کرلیا تھا پھر اس کا انکار کردیا یوں اسے توڑ دیا۔

کیف تکفرون الخ

تم کس طرح منکر ہو اللہ سے اور تھے تم مردے پھر اس نے تم کو جلایا پھر تم کو مارتا ہے پھر جلادے پھر اسی پاس الٹے جاؤ گے۔

طبری نے جامع ۱/۴۱۸ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ اس آیت مبارکہ کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون کی تفسیر یوں بیان فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں لوگو! تم کچھ بھی نہ تھے پس اس نے تمہیں پیدا کیا پھر وہی تمہیں موت دے گا پھر وہی تمہیں قیامت کے دن زندہ کرے گا۔

ھو الذی خلق لکم الخ

وہی ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں سب پھر چڑھ گیا آسمان کو تو ٹھیک کیا ان کو سات آسمان اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

طبری نے جامع ۱/۴۳۵۔ ۴۳۶ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ مذکورہ بالا آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا مقدس عرش پانی پر تھا جبکہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ پانی سے پہلے بنائی چیزوں کے علاوہ کوئی چیز نہیں بنائی تھی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق بنانے کا ارادہ فرمایا تو پانی سے دھواں بنایا یہ دھواں پانی کے اوپر بلند ہو گیا پھر اس پر چھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نام آسمان رکھ دیا پھر پانی کو خشک کیا تو اسے ایک زمین کی شکل دے دی پھر اس زمین کو پھاڑا تو اس سے ہفتہ اور اتوار کے دو دنوں میں سات زمینیں بنا دیں۔ پھر زمین کو مچھلی پر رکھا (اور یہ وہی مچھلی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ القلم میں کیا ہے) اور مچھلی پانی میں تھی اور پانی ایک پتھر کی پشت پر تھا اور پتھر ایک فرشتہ کی پیٹھ پر تھا اور فرشتہ چٹان پر تھا اور چٹان ہوا میں تھی اور یہ وہی چٹان ہے جس کا ذکر حضرت لقمان نے کیا ہے یہ چٹان آسمان میں تھی نہ زمین میں، پھر مچھلی ہلی جلی تو زمین لرزنے لگی پس اللہ تعالیٰ نے اسی پر پہاڑ گاڑ دیے تو قرار پکڑ گئی یوں پہاڑ زمین کے سامنے فخر کرنے لگے اسی بات کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک اشارہ کر رہا ہے والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم (اور ڈالے زمین میں بوجھ کہ کبھی جھک نہ پڑے تم کو لے کر)

اور اللہ تعالیٰ نے سوموار اور منگل کے دو دنوں میں اس زمین میں پہاڑ بنا دیے اور اہل زمین کے روزی کے ذرائع بنا دیے درخت بنا دیے اور جو زمین کے مناسب و موزوں تھا وہ سب کچھ بنا دیا اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان مبارک میں اشارہ فرمایا ہے انکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین و تجعلون لہ اندادا ذلک رب العلمین وجعل فیھا رواسی من فوقھا وبارک فیھا (کیا تم منکر ہو اس سے جس نے بنائی زمین دو دن میں اور برابر کرتے ہو اس کے ساتھ اوروں کو وہ ہے رب جہان کا اور رکھے اس میں بوجھ اوپر سے اور برکت رکھی اس کے اندر۔ (وبارک فیھا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس نے درخت پیدا کیے) وقدر فیھا اقواتھا (اور ٹھہرائیں اس میں خوراکیں اس کی۔ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس زمین کے رہنے والوں کے لیے روزی کے ذرائع بنا دیے۔ فی اربعۃ ایام سواء للسائلین۔ (چار دن میں پوری پوچھنے والوں) فرماتے ہیں کہ جو آپ سے پوچھتے ہیں انہیں یوں بتا دیجیے (ثم استوی الی السماء وھی دخان (پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھواں ہو رہا تھا) یہ دھواں پانی کے سان لینے سے بنا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے ایک آسمان بنا دیا پھر اسے پھاڑا تو جمعرات اور جمعۃ المبارک کے دو دنوں میں اس سے سات آسمان بنا دیے۔ اور جمعۃ المبارک کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ اس دن آسمانوں اور زمین کی تخلیق مکمل ہو گئی تھی (واوحی فی کل سماء امرھا) (اور اتارا ہر آسمان میں حکم اس کا) اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آسمان میں فرشتے پیدا کیے اور دریا اور سرد پہاڑ بنائے اور نہ معلوم کیا کچھ بنایا پھر آسمان دنیا کو ستاروں سے سجایا یہ ستارے آسمان کی

زینت اور شیاطین سے حفاظت کا ذریعہ بنائے پس جب اللہ تعالیٰ اپنی پسند کی چیزیں بنا چکے تو عرش معلی پر متمکن ہوئے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اپنے اس فرمان مبارک میں خلق السموات والارض فی ستتہ ایام (اس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں) اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کانتا رتقا ففتقنا ھما (منہ بند تھے پھر ہم نے ان کو کھولا)

سیوطی نے الدر ۱/۴۴ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آسمان اور زمین کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے اور ہر دو آسمانوں کے درمیان کا فاصلہ بھی پانچ سو سال ہے اور ہر آسمان کا حجم پانچ سو سال کی مسافت جتنا ہے اور آسمان اور کرسی کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو سال ہے اور کرسی اور پانی کے درمیان بھی پانچ سو سال کی مسافت ہے اور عرش مقدس پانی پر ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ عرش مقدس پر ہیں اور وہ تمہارے حالات کو جانتے ہیں۔

و اذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب.

قرطبی نے احکام ۱/۲۲۵ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباسؓ اور تمام علمائے تفسیر الخلیفہ سے حضرت آدمؑ مراد لیتے ہیں۔

طبری نے جامع ۱/۴۵۸۔ ۴۶۰ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ سے روایت ہے اللہ جل شانہ جب اپنی پسند کی چیزیں بنا کر عرش مقدس پر

تشری فرما ہو گئے تو ابلیس کو آسمان دنیا کی بادشاہی دی اور یہ ابلیس فرشتوں کے ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہے جنہیں جن کہا جاتا ہے اور انہیں جن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جنت کے خزانچی ہیں اور ابلیس اپنی اس بادشاہی کے ساتھ ساتھ خزانچی بھی تھا اس وجہ سے اس کے دل میں بڑائی نے انگڑائی لی اور اس نے کہا میرے کسی خصوصی مقام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے یہ سب کچھ عطا کیا ہے۔

موسی بن ہارون کی بیان کردہ روایت کے الفاظ یوں ہی ہیں مگران کے علاوہ کسی اور شخص نے مجھ سے یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ شیطان نے کہا فرشتوں پر مجھے کوئی خصوصیت حاصل ہے اس کی وجہ سے یہ سب عطا ہوا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس کا تکبر اور بڑائی دیکھی تو فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں ایک نائب بنانے لگا ہوں فرشتوں نے عرض کیا وہ نائب کیسا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہوں گے جو زمین میں تباہی مچائیں گے اور ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے فرشتوں نے عرض کیا پروردگار! کیا آپ ایسے لوگ پیدا کرنے لگے ہیں جو زمین میں خرابی پیدا کریں گے اور خونریزی کریں گے حالانکہ ہم آپ کی حمد و تسبیح کر رہے ہیں اور آپ کی تقدیس کے نغمہ الاپ رہے ہیں۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا جو مجھے علم ہے وہ تمہیں نہیں، اس سے مراد ابلیس کی حالت ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امینؑ کو مٹی لینے کے لیے زمین کی طرف بھیجا زمین کہنے لگی میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہوں اس بات سے کہ تو مجھ میں کمی کرے یا مجھے پیدا کرے

حضرت جبریل امین بغیر کچھ لیے واپس چلے گئے اور بارگاہ الٰہی میں عرض گزار ہوئے پروردگار! اس نے مجھ سے پناہ مانگی میں نے اسے پناہ دے دی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیلؑ کو بھیجا زمین نے ان سے بھی پناہ مانگ لی وہ بھی لوٹ آئے انہوں نے بھی وہی کچھ کہا جو حضرت جبرئیلؑ نے کہا تھا۔ پھر اللہ جل شانہ نے موت کے فرشتے کو بھیجا تو زمین نے ان سے بھی پناہ مانگی لیکن انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ جل شانہ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کیے بغیر واپس چلا جاؤں پس انہوں نے زمین اوپر والی سطح سے مٹی لے کر ملائی اور انہوں نے مٹی ایک جگہ سے نہ لی تھی بلکہ تھوڑی سی سرخ مٹی لی تھوڑی سی سفید اور تھوڑی سی سیاہ اولاد آدم کے رنگ مختلف ہونے کی وجہ یہی ہے۔ اور آدم کو آدم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی مٹی زمین کی جلد (اوپر والی سطح) سے لی گئی ہے۔

جب ملک الموت یہ مٹی لے کر اوپر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے تو اللہ جل شانہ نے فرمایا جب زمین آپ کے سامنے گڑگڑا رہی تھی تو آپ کو اس پر ترس کیوں نہیں آیا؟ انہوں نے عرض کیا میں آپ کا حکم اس کی بات سے زیادہ ضروری سمجھا، یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ میں اولاد آدم کی ارواح قبض کرنے کی صلاحیت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ مٹی اتنی تر کی (بھگوئی) کہ اس کے اجزاء ایک دوسرے سے چمٹنے لگے۔ پھر اسے یوں ہی پڑا رہنے دیا وہ ہمک دینے لگی اور رنگ وغیرہ بھی بدل گیا، اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان من حما مسنون (الحجر: ۲۸) سے اشارہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس کا معنیٰ کرتے ہیں مہک والی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا (میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا۔ پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں ایک اپنی جان تو گر پڑو اس کے آگے سجدے میں)۔

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اپنے دس مبارک سے بنایا تاکہ شیطان ان کے مقابلہ میں بڑائی نہ کر سکے (تاکہ اللہ تعالیٰ اسے کہیں کیا تو ایسی شخصیت کے مقابلہ میں بڑائی کا اظہار کرتا ہے جسے میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور میں نے اس سے بڑائی کا اظہار نہیں کیا) یوں الہ تعالیٰ نے انہیں مکمل انسان بنا دیا۔

آپؑ مٹی کے مجسمے کی حالت میں چالیس سال رہے۔ یہ جمعۃ المبارک کے ایک دن جتنی مقدار ہے فرشتوں کا آپ کے پاس سے گزر ہوا تو انہیں دیکھ کر گھبرا گئے۔ ابلیس سب سے زیادہ گھبرایا۔ پس وہ اس کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے ٹھوکر لگایا کرتا تو جسم سے ٹھیکری بجنے کی سی آواز نکلتی (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا۔ اور یہ اسے کہنا کہ کس کام کے لیے تجھے پیدا کیا گیا ہے؟ اور یہ اس جسم کے منہ میں گھسا اور پچھلے راستے سے نکل گیا اور فرشتوں سے کہنے لگا اس سے مت ڈرو بیشک تمہارا پروردگار بے نیاز ہے اور یہ پیٹ والا ہے اگر مجھے اس پر مسلط کیا گیا تو میں اسے ٹھکانے لگا دوں گا۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ شیطان جب دیگر فرشتوں کے ہمراہ اس جسم کے پاس سے گزرتا تو کہتا اسے دیکھو کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی اس جیسا نہیں، اگر اسے تم پر برتری دے دی گئی اور تمہیں اس کی فرمانبرداری کا حکم ملا تو کیا کرو گے؟ فرشتوں نے جواب دیا ہم اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے سر تسلیم ختم کریں گے۔ مگر ابلیس نے دل میں ٹھان لی کہ اگر

اسے مجھ پر برتری عطا کی گئی تو میں اس کی فرمانبرداری نہیں کروں گا اور اگر مجھے اس پر برتری ملی تو اس کا خاتمہ کردوں گا۔

جب وہ وقت آیا جس کے بارے میں اللہ جل جلالہ نے ارادہ فرما رکھا تھا کہ اس وقت وہ اس جسم میں روح ڈالیں گے تو فرشتوں سے فرمایا جب میں روح اس میں پھونک دوں تو تم اسے سجدہ کرنا جب روح حضرت آدمؑ کے جسم میں ڈالی گئی تو وہ آپ کے سر میں داخل ہوئی اس سے آپ کو چھینک آ گئی فرشتوں نے آپ سے کہا الحمد للہ کہیے آپ نے الحمد للہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کا پروردگار آپ پر رحم فرمائے۔ جب روح آپ کی آنکھوں میں داخل ہوئی تو آپ نے جنت کے پھل دیکھے، جب روح آپ کے پیٹ میں پہنچی تو آپ کو کھانے کی طلب ہوئی، آپ نے جنت کے پھلوں تک جلدی جلدی جانے کے لیے اس بات کا انتظار کیے بغیر کہ روح پاؤں تک پہنچے، چھلانگ لگا دی، اس واقعہ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خلق الانسان من عجل (بنا ہے آدمی شتابی کا)۔

(تب سجدہ کیا ان فرشتوں نے سارے اکٹھے مگر ابلیس نے نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے (الحجر)۔

(قبول نہ رکھا اور تکبر کیا اور وہ منکروں میں سے تھا) (البقرہ)

پس اللہ جل جلالہ نے اس سے پوچھا تجھ کو کیا مانع تھا کہ سجدہ نہ کیا اسے جسے میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے؟ تو شیطان نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، میں مٹی سے بنے ہوئے انسان کو

سجدہ نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا (تو اتر یہاں سے تجھ کو نہ ملے گا (یعنی مناسب نہ تھا) کہ تکبر کرے یہاں سو نکل تو ذلیل ہے (الاعراف)

قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک

بولے کیا تو رکھے گا اس میں جو شخص فساد کرے وہاں اور کرے خون؟ اور ہم پڑھتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو۔

امام رازی نے مفاتیح ۱/۲۶۰ میں لکھا ہے کہ فرشتوں نے جو فساد اور خون ریزی کی بات بتائی تھی یہ پورے یقین سے بتائی تھی۔ حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ سے یوں ہی منقول ہے۔

طبری نے جامع ۱/۴۷۴ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند اصحاب رسولؐ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتوں نے نحن نسبح بحمدک و نقدس لک میں یہ کہا کہ ہم آپ کی نماز پڑھتے ہیں۔

قال انی اعلم مالا تعلمون

کیا مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے؛

طبری نے جامع ۱/۴۷۷ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند اور صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے کہ انی اعلم مالا تعلمون سے مراد ابلیس کی حالت ہے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاءَ كُلَّهَا

اور سکھائے آدم کو نام سارے۔

پھر ساری مخلوق فرشتوں کے سامنے کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو کہ اولاد آدم زمین میں فساد مچائے گی اور خون بہائے گی۔ فرشتوں نے جواب دیا (تو سب سے نرالا ہے ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھا دیا تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے آدم بتا دے ان کو نام ان کے پھر جب اس نے بتا دیے نام ان کے کہا میں نے نہ کہا تھا تم کو مجھ کو معلوم ہیں پردے آسمان اور زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو اور جو تم چھپاتے ہو۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کی یہ بات اتجعل فیھا من یفسد فیھا وہ ہے جو انہوں نے ظاہر کر دی تھی اور ما کنتم تکتمون (جو تم چھپاتے ہو) سے مراد شیطان کا وہ تکبر ہے جو اس نے اپنے دل میں چھپا رکھا تھا۔

ابن جوزی نے زاد ا/٦٠ میں لکھا ہے کہ حضرت آدمؑ کی خلافت کا مطلب یہ ہے کہ آپؑ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کی توحید کے دلائل کے قیام اور اس کی مخلوق میں اس کا حکم نافذ کرنے میں اس کے نائب بنائے گئے تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ اور مجاہد نے بھی یوں ہی فرمایا ہے۔

طبری نے جامع ۱/ ۴۵۲ میں حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے لگا ہوں تو انہوں نے پوچھا وہ نائب کیسا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی اولاد ہوگی جو زمین فساد کرے گی ایک دوسرے سے حسد کرے گی اور ایک دوسرے کو قتل کرے گی۔

طبری نے جامع ۱/۴۸ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے کہ جب موت کے فرشتے کو حضرت آدمؑ کا جسم بنانے کے لیے زمین سے مٹی لانے کے لیے بھیجا گیا تو انہوں نے زمین کے اوپر اوپر سے مٹی لی اور اسے آپس میں ملا دی۔ انہوں نے مٹی ایک جگہ سے نہیں لی تھی بلکہ انہوں نے سرخ، سفید اور سیاہ مٹی لی تھی اسی وجہ سے حضرت آدمؑ کی اولاد کے رنگ مختلف ہیں اور حضرت آدمؑ کو آدم اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ انہیں زمین کی جلد سے لی گئی مٹی سے بنایا گیا ہے۔

وعلم آدم الاسماء کلہا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلائِكَةِ

اور سکھائے آدم کو نام سارے پھر وہ دکھائے فرشتوں کو)

طبری نے جامع ۱/۴۸۷ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ نے ثم عرضہم کی تفسیر یوں کی ہے کہ پھر مخلوق فرشتوں کے سامنے لائی گئی۔

قرطبی نے احکام ۱/ ۲۴۲ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ مفسرین نے اس کی تفسیر یوں فرمائی ہے اشخاص پیش کیے۔

فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

تو کہا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر ہو تم سچے۔

طبری نے جامع ۱/۴۹۰ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ نے ان کنتم صادقین کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ اگر تم سچے ہو اس بات میں کہ اولاد آدم زمین میں فساد مچائے گی اور خون ریزی کرے گی۔

امام رازی نے مفاتیح ۱/۲۶۵ میں حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فران نقل کیا ہے کہ اگر تم سچے ہو اپنی اس بات میں کہ مخلوق میں سے تمہارے سوا کوئی عبادت کر سکتا ہے نہ اس کی صلاحیت رکھتا ہے اور نہ ہی اسے قائم کر سکتا ہے۔

وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ

اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

طبری نے جامع ۱/۴۹۸ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ اس آیت کی تفسیر یوں فرماتے ہیں کہ جو بات وہ ظاہر کر رہے تھے وہ یہ تھی۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا۔ اور جو بات چھپائی جا رہی تھی وہ شیطان کا تکبر تھا جو اس نے اپنے دل میں چھپا رکھا تھا۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلائِكَةِ اسْجُدُوا لآدَمَ فَسَجَدُوا إِلا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ

اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو سجدہ۔ گر پڑے مگر ابلیس نے قبول نہ رکھا اور تکبر کیا۔

طبری نے جامع ۱/ ۵۰۳ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓاور دیگر چند صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے کہ ابلیس کو آسمان دنیا کی بادشاہی عطا کی گئی تھی۔ فرشتوں کے ایک قبیلہ جسے جن کے نام سے پکارا جاتا ہے سے اس کا تعلق ہے۔ اور جن انہیں اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ قبیلہ جنت کا خزانچی ہے۔ ابلیس کے پاس اپنی بادشاہی بھی تھی اور خزانچی بھی تھا۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

اور کہا ہم نے اے آدم بس تو اور تیری عورت جنت میں۔

طبری نے جامع ۱/ ۵۱۲ میں حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعودؓاور دیگر چند صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے کہ اللہ کے دشمن ابلیس پر جب لعنت کر دی گئی اور اسے جنت سے نکال باہر کر دیا گیا تو اس نے زمین پر آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم اٹھا کر کہا وہ حضرت آدمؑ آپ کی اولاد اور آپ کی بیوی کو ضرور ورغلائے گا ہاں اللہ تعالیٰ کے چند مخلص بندے بچ رہیں گے

وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ

اور کہا ہم نے اے آدم بس تو اور تیری عورت جنت میں۔

۱۔ طبری نے جامع ۲ ۵۱۔ ۱میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓاور دیگر چند صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے کہ اللہ کے دشمن ابلیس پر جب لعنت کر دی گئی اور اسے جنت سے

نکال باہر کر دیا گیا تو اس نے زمین پر آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم اٹھا کر کہا وہ حضرت آدم آپ کی اولاد اور آپ کی بیوی کو ضرور ورغلائے گا ہاں اللہ تعالیٰ کے چند مخلص بندے بچ رہیں گے۔

۲۔ طبری نے جامع ۵۱۳/۱ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ سے نقل کیا ہے کہ شیطان کو ملعون قرار دے کر جنت سے نکال دیا گیا۔ حضرت آدمؑ کو جنت میں سکونت عطا فرما دی گئی۔ آپؑ اس میں تنہا تنہا چلتے تھے تسکین کے لیے بیوی تھی نہ کوئی اور جس سے آپ مانوس ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نیند طاری کر دی پھر آپ کی بائیں جانب کی پسلیوں میں ایک پسلی لے لی اور وہاں گوشت رکھ دیا اور اس پسلی سے جناب حوا کو پیدا فرما دیا۔ جب آپؑ بیدار ہوئے تو اپنے سر مبارک کے پاس ایک عورت بیٹھی دیکھی جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کی پسلی سے پیدا فرمایا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں ایک عورت ہوں مجھے آپ کی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ آپ نے پوچھا تجھے کس لیے پیدا کیا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا آپ کی تسکین کی خاطر۔ فرشتوں نے آپ کا علم جانچنے کے لیے آپؑ سے پوچھا جناب ان کا نام کیا ہے؟ حضرت آدمؑ نے فرمایا حوا انہوں نے پوچھا حوا نام رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وجہ یہ ہے کہ یہ ایک زندہ چیز سے بنائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا (اے آدم بس تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں سے محظوظ ہو کر جس جگہ چاہو۔

۱۔ طبری نے جامع ۵۱۵/ ۱ میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں۔ وکلا منہا رغدا میں الرغد سے مراد بے فکری ہے۔

ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین

اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم بے انصاف ہوگے۔

۱۔ طبری نے جامع ۵۱۹/ ۱ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر حضرت صحابہ کرامؓ نے فرمایا ولا تقربا ھذہ الشجرۃ میں درخت سے مراد انگور کا درخت ہے۔ جبکہ یہودیوں کا خیال یہ ہے کہ اس سے گندم کا پودا مراد ہے۔

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۴۲/ ۱ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس سے مراد انگور کا درخت ہے۔

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

پھر ڈگمگایا ان کو شیطان نے اس سے پھر نکالا ان کو وہاں سے جس آرام میں تھے اور کہا ہم نے ان کو اترو تم سب ایک دوسرے کے دشمن ہو۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۲۶۶ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباسؓ اور علماء کرام کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ جب شیطان نے حضرت آدم و حوا کو بہلایا پھسلایا اس وقت وہ انہیں نظر آرہا تھا۔

۲۲۔ طبری نے جامع ۵۲۸/۱ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ اجمعین سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے فرمایا کہ آپ اور آپ کی زوجہ محترمہ دونوں جنت میں رہو اور اس سے جہاں سے چاہو بے فکر ہو کر کھاؤ پیو مگر اس درخت کے قریب نہ جانا کہ کہ ورنہ تم ناانصاف لوگوں میں سے ہو جاؤ گے تو شیطان نے چاہا کہ وہ بھی ان کے پاس جنت میں جائے مگر جنت کے پہریداروں نے اسے روک دیا۔ اب یہ اونٹ کی طرح چار ٹانگوں والے بہت خوبصورت سانپ کے پاس گیا اور اس سے بات کی کہ وہ اسے اپنے منہ میں رکھ لے اور جنت میں حضرت آدمؑ کے پاس لے جائے۔ سانپ نے اسے اپنے جبڑے میں رکھ لیا اور پہریداروں کے پاس سے گزر کر جنت میں داخل ہو گیا اور پہریدار نہ جان سکے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ارادہ فرمایا ہے۔

اب شیطان نے سانپ کے جبڑے میں بیٹھے بیٹھے حضرت آدمؑ سے بات کی مگر حضرت آدمؑ اس کی بات کسی خاطر میں نہ لائے تو جبڑے سے باہر نکل آیا اور کہنے لگا آدم! کیا میں آپ کو ہمیشگی اور نہ ختم ہونے والی بادشاہی کے درخت کا راستہ دکھاؤں (طہ/۱۲۰) مزید کہا کیا میں تمہیں ایسے درخت کے بارے میں نہ بتاؤں کہ اگر تم اس سے کھاؤ تو تم بھی اللہ تعالیٰ کی طرح بادشاہ بن جاؤ یا تم دونوں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہو اور کبھی تم پر موت نہ آئے اور اس نے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہا میں تمہارا خیر خواہ ہوں (الاعراف/۲۱)

مقصد اس کا یہ تھا کہ ان کا لباس تار تار ہو اور ان کی ڈھکی ہوئی شرمگاہیں ظاہر ہو جائیں اسے علم تھا کہ ان کی شرمگاہیں ہیں کیونکہ یہ سب کچھ اس نے فرشتوں کی کتابوں میں پڑھ رکھا تھا۔ جبکہ حضرت آدمؑ یہ بات نہ جانتے تھے۔ اور ان دونوں کا لباس ناخن کا تھا۔

اب حضرت آدمؑ نے تو درخت کا پھل کھانے سے انکار کر دیا مگر حضرت حواء (علیہا السلام) آگے آئیں اور کھالیا پھر حضرت آدمؑ سے کہنے لگیں آدم! تم بھی تو کھاؤ دیکھو میں نے کھایا ہے اس نے مجھے کوئی نقصان نہیں دیا۔ پس جب حضرت آدمؑ نے کھایا تو (ان کی شرمگاہیں کھل گئیں اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے) (الاعراف/۲۲)

۳۔ طبری نے تاریخ ۱۱۲/۱ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ اهبطو بعضكم لبعض عدو) کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سانپ پر لعنت کی اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اور اسے یوں ہی چھوڑ دیا کہ اپنے پیٹ کے بل چلے اور مٹی سے اپنی روزی تلاش کرے، اور حضرت آدم، حواء علیہا السلام، شیطان اور سانپ کو زمین کی طرف بھیج دیا۔

وَلَكُمْ فِي الأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ

اور تم کو زمین میں ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک مدت تک۔

۱۔ امام سیوطی نے الدر ۵۵/۱ میں لکھا ہے کہ ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعودؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (ولکم فی الارض مستقر) کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک ٹھکانا زمین کے اوپر ہے اور ایک ٹھکانا زمین کے نیچے ہے۔

ومتاع الی حین (کام چلانا ہے ایک مدت تک) کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ فائدہ اٹھانے کا وقت جنت یا جہنم کے دروازہ تک ہے۔

فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ

پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر متوجہ ہوا اس پر۔

۱۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۶۳۔۶۴/۱ میں نقل کیا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کو بڑی پسند آئی وہ بات جو ہمارے جدامجد حضرت آدمؑ نے کہی تھی جبکہ ان سے لغزش سرزد ہوگئی اور وہ یہ تھی سبحنک اللہ وبحمدک و تبارک اسمک وتعالی جدک۔ لا الہ انت ظلمت نفسی فاغفرلی انہ لایغفر الذنوب الا انت۔

ترجمہ: اے اللہ جل جلالہ آپ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اور آپ ہی کی تعریفیں ہیں۔ آپ کا نام بابرکت ہے اور آپ کی شان بلند ہے۔ آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے اپنے آپ پر ظلم کرلیا مجھے بخش دیجیے کیونکہ گناہ صرف آپ ہی معاف کر سکتے ہیں۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۶۱/۱ میں لکھا ہے کہ خطیب نے اپنے امالی اور ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جب حضرت آدمؑ

نے درخت میں سے کھا لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میرے پڑوس سے چلے جاؤ مجھے میری عزت کی قسم میرا نافرمان میرے پڑوس میں نہیں رہ سکتا۔

حضرت آدمؑ زمین کی طرف چلے آئے۔ آپ کی رنگت سیاہ تھی۔ زمین رو پڑی اور گڑگڑانے لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے آدم! میری رضاجوئی کے لیے تیرہویں کا روزہ رکھو آپ نے روزہ رکھا تو آپ کے جسم اطہر کا تیسرا حصہ مفید ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے آدم! میری خاطر آج چودھویں کا روزہ رکھو۔ آپؑ نے روزہ رکھا تو آپؑ کے جسم مبارک کے دو حصے سفید ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم! میری خوشنودی کے لیے آج پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھو۔ آپؑ نے روزہ رکھا تو آپ کے تمام جسم اطہر کی رنگت سفید ہو گئی اسی وجہ سے ان تین دنوں کو ایام بیض کا نام دیا گیا۔

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ

اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو میں نے کیا تم پر اور پورا کرو اقرار میرا تو میں پورا کروں گا اقرار تمہارا)۔

۱۔ طبری نے جامع ۵۰۹/۱ میں حضرت ابن مسعودؓ کا فرمان لکھا ہے کہ اسرائیل سے مراد حضرت یعقوبؑ ہیں۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۶۳۔ ۶۴/۱ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے فرمان اوفو بعہدی کی تفسیر یوں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے جو تمہیں اپنی فرمانبرداری کا

حکم دیا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے اپنی نافرمانی کرنے سے جو روکا ہے تو تم یہ وعدہ پورا کرو (اوف بعہدکم) یعنی میں تم سے راضی ہو جاؤں گا اور تمہیں جنت میں داخل کروں گا۔

ابن المنذر نے حضرت ابن مسعودؓ سے اس آیت مبارکہ کی ایسی ہی تفسیر نقل کی ہے۔

وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ :

اور مانو جو کچھ میں نے اتارا ہے سچ بتاتا تمہارے پاس والے کو اور مت ہو تم پہلے منکر اس کے۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۱/۷۴ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ کافر بہ میں جو ہ ضمیر ہے اس سے مراد نازل کی جانے والی چیز ہے یعنی قرآن مجید۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ

کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے آپ کو اور تم پڑھتے ہو کتاب۔

ا۔ امام سیوطی نے الدر ۱/۶۵ میں لکھا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ آپؓ نے سات بار دوہرا کر یہ فرمایا: ہلاکت و بربادی ہے اس کے لیے جو علم نہیں رکھتا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو اسے ضرور علم عطا فرما دیتے۔

اور ہلاکت و بربادی ہے اس کے لیے جس کے پاس علم کی دولت تو ہے مگر علم سے دامن خالی ہے۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاةِ

اور قوت پکڑو محنت سہارنے سے اور نماز سے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ا/٦٦ میں لکھا ہے کہ امام بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا صبر آدھا ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے۔

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ :

اور جب چھڑایا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے دیتے تم کو بری تکلیف ذبح کرتے تمہارے بیٹے اور جیتی رکھتے تمہاری عورتیں۔

ا۔ طبری نے تاریخ ا/٣٨٨ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ سے روایت ہے :

فرعون کا قصہ یہ ہے کہ اس نے خوب میں دیکھا بیت المقدس سے ایک آگ آئی ہے اور مصر کے گھر اپنی لپیٹ میں لے لیے ہیں، اس نے قطبی جلا ڈالے ہیں اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا ہے۔ اور مصر کے گھر تباہ و برباد کر کے رکھ دیے ہیں۔

فرعون نے جادوگر، کاہن، نجومی، قیافہ شناس اور اندازے لگانے والے جمع کیے اور ان سے اپنے کواب کی تعبیر پوچھی، انھوں نے اسے کہا بنواسرائیل جس شہر سے آئے ہیں یعنی بیت المقدس اس شہر سے ایک آدمی آئے گا جو مصر تباہ کردے گا۔ یہ سن کر فرعون نے حکم جاری کیا بنواسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے ہر بچے کو ذبح کر دیا جائے اور ہر بچی کو چھوڑ دیا جائے اور اپنی قوم قبط سے کہا اپنے غلاموں کا خیال رکھو جو باہر کام کرتے ہیں انہیں گھر بلالو اور ان حقیر کاموں پر بنواسرائیل کو لگادو۔ یوں وہ اپنے غلاموں کے کام بنو اسرائیل سے کرانے لگا۔ اور ان لوگوں نے اپنے غلام گھروں میں بٹھا لیے۔ اس کی اسی حرکت کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے (ان فرعون علافی الارض) (فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں) مطلب یہ کہ اس ملک میں جبر سے کام لیا (وجعل اھلہا شیعا) (اور کر رکھے تھے وہاں کے لوگ کئی حصے) مراد بنواسرائیل ہیں کہ انہیں اس نے حقیر کاموں لگا دیا (یستضعف طائفۃ منہم یذبح ابنائہم (القصص/۴) (کمزور کر رکھا ایک فرقے کو ان میں ذبح کرتا ان کے بیٹے)

پس بنواسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والا ہر بچہ ذبح کیا جانے لگا کوئی بچہ بڑا نہ ہو پاتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنواسرائیل کے بوڑھے جلدی جلدی مرنے لگے۔ یہ صورتحال دیکھ کر قبطیوں کے بڑے لوگ فرعون کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے موت نے ان کے گھروں میں ڈیرے ڈال لیے ہیں۔ عنقریب کام کاج کا سارا بوجھ ہمارے غلاموں پہ آنے والا ہے۔

کیونکہ ہم ان کے بیٹے ذبح کرتے جا رہے ہیں ان کا کوئی بچہ بڑا نہیں ہو پاتا جبکہ بڑے فنا کے گھاٹ اتر رہے ہیں تو ان کے بچوں کو زندہ رہنے دیا کر۔

فرعون نے کہا چلو ٹھیک ہے ایک سال ذبح کر لیا کرو اور ایک سال چھوڑ دیا کرو۔ حضرت ہارونؑ اس سال پیدا ہوئے جس سال بچے ذبح نہیں کیے جاتے تھے تو وہ زندہ چھوڑ دیے گئے جبکہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ محترمہ اس سال حاملہ ہوئیں جس سال بچے ذبح کیے جاتے تھے۔

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ

اور جب ہم نے چیرا تمہارے بیٹھنے کے ساتھ دریا پھر بچا دیا تم کو اور ڈبو دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھتے تھے۔

۱۔ بغوی نے معالم ۱/۴۹ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱/۳۳۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات چلے گئے تو فرعون کو خبر ہو گئی۔ اس نے ایک بکری ذبح کرنے کا حکم دیا اور کہا بخدا اس کی کھال اترنے سے پہلے چھ لاکھ قبطیوں کا لشکر جمع ہو جائے گا۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں حضرت موسیٰؑ چلتے چلتے دریا کے کنارے پر پہنچ گئے اور دریا سے فرمایا راستہ دو۔ دریا نے عرض کی جناب والا آپ نے بات بہت بڑی کر دی ہے۔ کہا میں نے پہلے کبھی کسی انسان کو راستہ دیا ہے کہ آپ کو دوں؟

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں حضرت موسیٰؑ کے گھوڑے پر آپ کے ساتھ ایک آدمی سوار تھا اس نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ کو کہا جانے کا حکم دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہیں دریا پر آنے کا حکم ہوا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اس آدمی نے آپ کا گھوڑا دریائی لہروں پر ڈال دیا وہ تیرتا تیرتا باہر نکل گیا۔ وہاں اس آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کہاں کا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا یہیں کا حکم ہے۔ اس نے عرض کیا جناب والا اللہ کی قسم آپ نے جھوٹ نہ بولا نہ آپ سے جھوٹ کہا گیا۔ یہ کہہ کر اس نے پھر دوسری بار گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ گھوڑا تیرتا ہوا باہر نکل آیا۔ اس نے پھر پوچھا اے اللہ کے نبی آپ کو کہاں جانے کا حکم ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا یہیں کا حکم ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! آپ نے جھوٹ بولا نہ آپ سے جھوٹ کہا گیا۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اسی جگہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی (ان اضرب بعصاک الحجر) (اپنا عصا مبارک سمندر پر ماریے) تو حضرت موسیٰؑ نے سمندر پر اپنا عصا مبارک مارا۔ فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم) (الشعراء: ٦٣) (تو ہو گئی پر پھانک جیسے بڑا پہاڑ) ۔ بارہ قبائل کے لیے دریا میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر خاندان کے لیے ایک ایسا راستہ بن گیا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی رہے تھے۔ صورت اس کی یہ تھی کہ پانی کے جو بڑے

بڑے پہاڑ بنے تھے ان میں کھڑکیاں اور روشندان بن گئے جن کے ذریعے وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔

حضرت موسیٰؑ کے ساتھی جب دریا پار کر گئے تو فرعون لشکر دریا کے ان راستوں میں آ کے کھڑا ہو گیا اوپر سے دریا کا پانی آپس میں پہلے کی طرح مل گیا اور انہیں غرق کر کے ک رکھ دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دریا بحر قلزم تھا اور حضرت موسیٰؑ کے گھوڑے پر سوار ہونے والی شخصیت حضرت یوشع بن نون کی تھی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دریا سے کہا تھا جب حضرت موسیٰؑ تجھے ماریں تو انہیں راستہ دے دینا۔ دریا نے وہ رات بڑی بے چینی میں گزاری۔ صبح ہوئی تو حضرت موسیٰؑ نے اسے مارا اور ابو خالد کی کنیت سے نوازا۔

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم یقین نہ کریں گے تم پر جب تک نہ دیکھ لیں اللہ کو سامنے۔

ا۔ ابن الجوزی نے زاد ۸۳/ ا میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ بات جن لوگوں نے کی، وہ ستر پسندیدہ آدمی تھے۔

وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى

اور اتارا تم پر من اور سلویٰ۔

۱۔ طبری نے جامع ۲/۹۶ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ نے فرمایا سلوی ایک پرندہ تھا جس کی شکل بٹیر جیسی تھی۔

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ

اور جب کہا ہم نے داخل ہو اس شہر میں۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۸۴/ ۱ میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباس اور چند اور مفسرین کرام سے نقل کیا ہے کہ بستی سے مراد بیت المقدس ہے۔

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ

اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے اور کہو گناہ اتریں تو بخشیں ہم تم کو تقصیریں تمہاری اور زیادہ بھی دیں گے نیکی کرنے والوں کو پھر بدل لی بے انصافوں نے بات سوائے اس کے جو کہہ دی تھی ان کو۔

۱۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/ ۱۴۰ میں نقل کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں انہیں کہا گیا تھا (ادخلوا الباب سجدا) داخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے۔ مگر یہ دئیے گئے حکم کے برعکس سر اٹھا کر داخل ہوئے۔

۲۔ طبری نے جامع ۲/۱۱۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اس آیت مبارکہ (ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ) (داخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے اور کہو اتریں گناہ) کی تفسیر میں

فرماتے تھے کہ انہوں نے یوں کہا حنطۃ حمراء فیھا شعیرۃ۔ جو ملی سرخ گندم دے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی (فبدل الذین ظلموا قول غیر الذی قیل لھم) (پھر بدل لی بے انصافوں نے بات سوائے اس کے جو کہہ دی تھی ان کو۔

۳۔ طبری نے جامع ۲/۱۴ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: ان یہودیوں نے یہ الفاظ کہے تھے ھطی سقایا ازبۃ ھزباء۔ عربی زبان میں ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہے حبۃ حنطۃ حمراء شقوبۃ فیھا شعیرۃ سوداء۔ یعنی چمکدار سرخ گندم ہو جس میں سیاہ جو بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ان کی اسی حرکت کی طرف اشارہ فرمایا ہے فبدل الذین ظلمو قول غیر الذی قیل لھم۔

وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

اور کما لائے غصہ اللہ کا۔ یہ اس پر کہ وہ تھے نہ مانتے حکم اللہ کا اور خون کرتے نبیوں کا ناحق۔

ا۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ا/۱۴۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بنی اسرائیل دن کو تین تین سو انبیاء (علیہم السلام) کو شہید کیا کرتے تھے اور شام کو بازاروں میں خرید و فروخت بھی جاری رکھتے تھے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/ ۳۳۲۔ ۳۳۳ میں روایت نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جنھیں سخت ترین سزا

دی جائے گی ان میں ایک آدمی وہ ہوگا جسے کسی نبی نے قتل کیا ہوگا یا جس نے کسی نبی کو شہید کیا ہوگا اور ایک آدمی ہوگا جس نے گمراہی کی قیادت کی ہوگی اور ایک آدمی وہ ہوگا جس نے بطور سزا کسی کا ناک کان وغیرہ کاٹا ہوگا یعنی مثلہ کرنے والا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ الخ

یوں ہے کہ جو لوگ مسلمان ہوئے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابئین اور جو کوئی یقین لایا۔۔۔۔

۱۔ واحدی نے اسباب ۲۳۔۲۴ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ اجمعین نے اس آیت مبارکہ کے بارے میں فرمایا کہ آیت مبارکہ کا پہلا حصہ ان الذین آمنوا والذین ھادوا حضرت سلمان فارسی کی شان میں نازل ہوا جو کہ جندیسا پور کے معزز لوگوں میں سے تھے اور باقی حصہ یہودیوں کے بارے میں اترا ہے۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۷۵۔۷۴/۱ میں لکھا ہے کہ ابوالشیخ نے روایت نقل کی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ہمیں خوب معلوم ہے یہودیوں کا یہودیت اور نصاریٰ کا نصرانیت کا نام کہاں سے پڑا۔ یہودیوں کا یہ نام ان کی اس بات کی وجہ سے پڑا جو یہ حضرت موسیٰؑ سے کہا کرتے تھے (انا ھدنا الیک) (الاعراف)

جب حضرت موسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے تو انھوں نے کہا یہ بات حضرت موسیٰؑ کو بڑی پسند آتی تھی۔ یوں انہیں یہود کہا جانے لگا۔

اور نصاریٰ کا نام نصرانیت ان کی اس بات سے پڑا جو حضرت عیسیٰؑ نے ان سے کہی تھی (من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ) (آل عمران۔ ۵۲۔ الصف۔ ۱۴) یوں ان کا نام نصرانی پڑ گیا۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ

سو خرابی ہے ان کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ لیویں اس پر مول تھوڑا سو خرابی ہے ان کو اپنے ہاتھ کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کو اپنی کمائی سے۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۸۲/۱ میں لکھا ہے کہ سعید ابن منصور، ابن المنذر، طبرانی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے، آپؐ نے فرمایا ویل جہنم میں بہنے والے ایک نالے کا نام ہے جس میں جہنمیوں کی پیپ بہتی ہے۔

۲۔ ابن ابی داوَد نے مصاحف ۱۶۰ میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ قرآن مجید کی خرید و فروخت کو مکروہ سمجھتے تھے۔

قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ

تو کہہ کیا لے چکے ہو اللہ کے ہاں سے اقرار تو البتہ خلاف نہ کرے گا اللہ اپنا اقرار۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ٦٦/ ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہی عہد سے مراد اللہ جل جلالہ کی وحدانیت کا عہد ہے۔

بَلَى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔

کیوں نہیں جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اس کو اس سے گناہ نے سو وہی ہیں لوگ دوزخ کے وہ اسی میں رہ پڑے۔

ا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ رحمۃ واسعۃ نے اپنی مسند ۲ ۳۱۔ ۳۱۳/۵ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں جناب رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا تم اپنے آپ کو چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچاؤ وہ اکٹھے ہو کر آدمی کو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی اسی طرح مثال بیان فرمائی کہ کچھ لوگ جنگل بیابان میں اترے قوم کے کام کا وقت آیا تو ایک ایک آدمی جا کر ایک ایک لکڑی لاتا گیا۔ یہاں تک کہ ایک ڈھیر جمع ہو گیا۔ پھر انہوں نے آگ بھڑکائی اور جو چاہا اس آگ میں ڈال کر پکایا۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لا تَعْبُدُونَ إِلا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ۔

اور جب ہم نے لیا اقرار بنی اسرائیل کا بندگی نہ کرلو مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور محتاجوں سے اور کہیو لوگوں سے نیک بات اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہیو زکوٰۃ۔

ا۔ طبری نے جامع ۲/۲۹۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ واقیموا الصلاۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں نماز قائم کرنے سے مراد یہ رکوع و سجود اور تلاوت صحیح صحیح کی جائے، عاجزی کا اظہار ہو اور نماز میں تلاوت کی طرف پوری پوری توجہ رکھی جائے۔

وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

اور دیے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت دی اس کو روح پاک سے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۸۶/ ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں روح القدس سے مراد حضرت جبریل امین ہیں۔

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ

اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافروں پر۔ پھر جب پہنچا ان کو جو پہچان رکھا تھا اس سے منکر ہوئے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۸۸ میں لکھا ہے کہ امام بیہقی نے دلائل نبوت میں یہ روایت نقل کی ہے، حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں : اہل عرب جب یہودیوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں تنگ کیا

کرتے تھے، یہودی چونکہ تورات میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر پڑھا کرتے تھے اس لیے یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اللہ وہ نبی بھیجے تاکہ ہم اس کے ہمراہ ہوکر اہل عرب سے لڑیں، مگر جب آقائے دوجہاں ﷺ تشریف لے آئے تو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا وجہ یہ تھی کہ آپ بنی اسرائیل میں سے کیوں نہیں ہوئے۔

فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ

سو کما لائے غصہ پر غصہ۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد المسیر ۱۱۴/۱ میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے لکھا ہے۔ پہلا غضب اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنایا اور دوسرا غضب اس لیے کہ انہوں نے ختمی مرتبت جناب محمد رسول اللہ ﷺ وسلم کا انکار کیا۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا لوگوں کو سکھائے سحر اور اس علم کو جو اترا دو فرشتوں پر بابل میں ہاروت اور ماروت پر اور وہ نہ سکھاتے کسی کو جب تک نہ کہتے کہ ہم تو ہیں آزمانے کو سو تو مت کافر ہو۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۱/۱۲۳ میں حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر مفسرین کرام کے حوالے سے لکھا ہے کہ فرشتوں پر اترنے والی چیز جادو تھی۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۴۶۔ ۲/۴۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے کوفہ والوں سے فرمایا تھا تم بابل اور حیرہ کے درمیان میں بستے ہو۔

۳۔ بغوی نے معالم ۱/۷۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بابل کوفہ کی سرزمین ہے۔

۴۔ طبری نے جامع ۲/۴۲۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: جب انسانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اور انہوں نے اللہ جل جلالہ کی نافرمانی کرنا شروع کر دی تو فرشتوں، زمین اور پہاڑوں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف ان الفاظ سے بد دعا کی اے پروردگار! انہیں تباہ و برباد کیوں نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا اگر میں شہوت اور شیطان تمہارے دلوں پر مسلط کر کے تمہیں زمین پر بھیجوں تو تم بھی ایسا ہی کرو۔ فرشتے آپس میں کہنے لگے اگر ہمیں یوں آزمایا گیا تو ہم گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تم اپنے میں سے دو معزز فرشتے منتخب کر لو۔ انہوں نے ہاروت و ماروت کو چنا، چنانچہ ان دونوں کو زمین پر بھیج دیا گیا، پھر زہرہ نامی ستارے کو ایک پارسی عورت کی شکل دے کر ان کے پاس بھیجا گیا، اہل فارس اس کا نام بیزخت بتاتے تھے۔ پس یہ دونوں فرشتے گناہ میں مبتلا ہو گئے۔ اب باقی فرشتوں نے مومنوں کے لیے اللہ جل

جلالہ سے ان الفاظ کے ساتھ مغفرت مانگی۔ربنا وسعت کل شیئ رحمۃ وعلما فاغفر للذین تابو (اے ہمارے رب تیری رحمت و علم ہر چیز پر وسیع ہے تو توبہ کرنے ہے ہم کو بخش دے) گناہ میں بتلا ہونے کے بعد انہوں نے بھی اہل زمین کے لیے مغفرت مانگی۔

الا ان اللہ ھو الغفور الرحیم

سنتا ہے !وہی معاف کرنے والا مہربان ہے۔

پھر انہیں کہا گیا کہ تم اپنے لیے دنیوی عذاب چنو گے یا اخروی تو انہوں نے دنیاوی عذاب چنا۔ (یہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے)

۵۔ طبری نے جامع ۲/۴۶۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ آیت کریمہ وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت کی تفسیر میں فرماتے ہیں یہ اترنے والے دونوں فرشتے تھے۔ انہیں زمین پر اس لیے بھیجا گیا تاکہ یہ لوگوں کے درمیان فیصلے کریں۔

اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ فرشتوں نے انسانوں کے کیے ہوئے فیصلوں کا مذاق اڑایا تھا۔

چنانچہ ایک عورت فیصلے کے لیے اپنا معاملہ ان فرشتوں کے سامنے لے کر تو یہ اس سے انصاف نہ کر سکے۔ پھر یہ اوپر جانے لگے تو انہیں روک دیا گیا۔

٦۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/۶۷ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ان دونوں کو قیامت تک کے لیے ان کے عقل و شعور سے لٹکا دیا گیا ہے۔

۷۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲۰۶/ ۱میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا۔ جو آدمی کسی نجومی یا جادوگر کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر اترنے والی وحی مبارک کا انکار کیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اے ایمان والو۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲۲۴/ ۲میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہم نے مکہ مکرمہ میں سورۃ بقرہ کئی سال تک پڑھی اس میں یا ایہا الذین آمنوا نہیں تھا۔ (یہاں سورۃ سے وہ بعض آیات مراد ہیں جو مکہ میں اتریں)

۲۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲۱۳/ ۱میں لکھا ہے ایک آدمی حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے ذمہ کوئی کام لگا دیجیے۔ آپؓ نے فرمایا تو جب بھی سنے کہ اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا کے الفاظ سے مخاطب ہیں تو تو اسے غور سے سننا کیونکہ اس کے ذریعہ یا تو کسی نیکی کا حکم دیا جا رہا ہوگا یا کسی برائی سے روکا جا رہا ہوگا۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ

دل چاہتا ہے بہت کتاب والوں کا کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر کردیں حسد کر کے اپنے اندر بعد اس کے کہ کھل چکا ان پر حق سو درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۱۳۲/ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ معافی اور درگزر کا حکم اللہ تعالیٰ کے اس حکم قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ (التوبہ/۲۹)۔ لڑو ان لوگوں سے جو یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ پچھلے دن پر نہ حرام جانیں جو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔، کے ساتھ منسوخ ہو چکا ہے۔

وَمَا تُقَدِّمُوا لأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ

اور جو آگے بھیجو گے اپنے واسطے بھلائی وہ پاؤ گے اللہ کے پاس۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۳۲۳۔ ۳۲۴/۵ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں اللہ کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ایسا کون ہے جسے اس کے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسند ہو؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! ہم میں ہر ایک کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ پسند ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خوب جان لو تم میں ایسا کوئی نہیں جسے اس کے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسند نہ ہو۔ دیکھو تمہارے مال میں سے تمہارا صرف وہی ہے جو تم

راہ خدا میں خرچ کر کے آگے بھیج رہے ہو اور جو کچھ تم بچا رہے ہو یہ تو تمہارے وارث کا مال ہے۔

وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ

اور اللہ ہی کی ہے مشرق اور مغرب سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ)۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۱۰۸/۱۰۹/۱ میں لکھا ہے کہ ابن المنذر نے حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ کرامؓ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں روایت کی ہے کہ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سولہ ماہ تک صحابہ کرامؓ بیت المقدس کو منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی نماز پڑھتے تو اپنا سر مبارک آسمان کی طرف کر کے دیکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا حکم دیا جائے گا چنانچہ کعبۃ اللہ شریف کی طرف منہ کرنے کے حکم سے یہ بیت المقدس والا حکم ختم کر دیا گیا۔

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ

جن کو ہم نے دی ہے کتاب وہ اس کو پڑھتے ہیں جو حق ہے پڑھنے کا۔

ا۔ طبری نے جامع ۵۶۶۔ ۵۶۷/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اللہ جل جلالہ کے اس فرمان یتلونہ حق تلاوتہ کا ترجمہ یوں فرماتے تھے کہ وہ اس کتاب کی بات ایسے مانتے ہیں جیسے بات ماننے کا حق ہے۔

۲۔ ۲۔ طبری نے جامع ۲/۵٦۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کتاب اللہ کی تلاوت کا حق یوں ادا ہوتا ہے کہ کتاب اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھا جائے اور کتاب اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھا جائے اور اسے یوں پڑھا جائے، جیسے اللہ جل جلالہ نے اسے اتارا ہے، اس کے کلمات کو ان کی جگہوں سے بدلا نہ جائے اور اس کا کوئی مفہوم ایسا بیان نہ کیا جائے جو درحقیقت اس کا مفہوم نہ ہو۔

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

اور جب ٹھہرایا یہ گھر کعبہ اجتماع کی جگہ لوگوں کی اور پناہ اور کر رکھو جہاں کھڑا ہوا ابراہیم نماز کی جگہ۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۱۴۲/۱ میں لکھا ہے اور سدی نے اسے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کا واقعہ یوں پیش آیا کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند حضرت اسماعیل کو تلاش کر رہے تھے وہ نہ ملے تو آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا سواری سے نیچے اتریں۔ آپؑ نے اترنے سے ان کا فرمایا تو کہنے لگیں آئیے میں آپ کا سر مبارک دھودوں۔ یہ کہہ کر وہ ایک پتھر لے آئیں آپؑ نے سواری پر رہتے ہوئے ہی اپنا ایک پاؤں مبارک اس پتھر پر رکھا تو انہوں نے سر کا ایک حصہ دھودیا۔ زوجہ محترمہ نے پتھر سواری کی دوسری جانب رکھنے کے لیے اٹھایا تو دیکھا کہ

آپؐ کے مبارک پاؤں کا نقش اس پتھر پر ثبت ہو چکا تھا زوجہ محترمہ نے پتھر دوسری جانب رکھا اور وہ حصہ بھی دھو دیا۔ آپؐ کا اس طرف والا پاؤں بھی پتھر پر اپنا نقش بنا چکا تھا۔ پس اللہ جل جلالہ نے اس پتھر کو اپنی معزز نشانیوں میں سے بنا لیا۔

وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

اور کہہ دیا ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو کہ پاک رکھو گھر میرا واسطے طواف والوں کے اور اعتکاف والوں کے اور رکوع اور سجدے والوں کے۔

۱۔ سیوطی نے الدر۱۳۶/ا میں لکھا ہے جندی نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ لوگو!اس سے پہلے کہ بیت اللہ شریف اٹھا لیا جائے اور لوگ اس کی جگہ بھی بھول جائیں، کثرت سے اس کا طواف کیا کرو۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا

اب کہیں گے بیوقوف لوگ کا ہے پر پھر گئے مسلمان لوگ اپنے قبلہ سے جس پر تھے۔

۱۔ ابن الجوزی نے زاد۱۵۳/ا لکھا ہے السفہاء سے مراد منافق ہیں۔ سدی نے یہ تفسیر حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے ذکر کی ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي۔

اور جہاں سے تو نکلے منہ کر طرف مسجد حرام کے اور جس جگہ تم ہوا کرو منہ کرو اسی کی طرف کہ نہ رہے لوگوں کو تم سے جھگڑنے کی جگہ مگر جو ان میں بے انصاف ہیں سو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔

۱۔ طبری نے جامع ۳/۲۰۳ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ سے روایت کی ہے جب آپ ﷺ کا قبلہ بیت المقدس سے تبدیل کر کے بیت اللہ شریف کی طرف کیا گیا تو مکہ مکرمہ کے مشرک آپس میں کہنے لگے محمد ﷺ کا دل اپنے دین سے پھر گیا ہے اسی لیے وہ تمہارے قبلہ کی طرف منہ کرنے لگے ہیں اور انہیں علم ہو گیا ہے کہ تم ان سے زیادہ سیدھے راستے پر ہو۔ عنقریب وہ تمہارے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ تو اللہ جل جلالہ نے ان کے متعلق یہ آیت مبارکہ اتاری (وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ الخ)

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

تو تم یاد رکھو مجھے میں یاد رکھوں تم کو۔

۱۔ چار اشیاء: سیوطی نے الدر ۱/۱۴۹ میں لکھا ہے طبرانی، ابن مردویہ اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو چار چیزیں دے گا اسے چار چیزیں ملیں گی۔ اس کی وضاحت قرآن مجید میں ہے جو ذکر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے یاد رکھے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد

کروں) جو دعا کرے گا اس کی دعا قبول کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو) (غافر/۶۰) جو شکر بجالائے گا اس کی نعمتوں میں اضافہ کیا جائے گا کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں (اگر حق مانو گے تو اور دوں گا) (ابراہیم/۷) اور جو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے گا اسے بخش دیا جائے گا کیونکہ فرمان حق تعالیٰ شانہ ہے (گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بیشک وہ ہے بخشنے والا) نوح/۱۰)

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

کہ جب ان کو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھر جانا ہے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۱/۱۵۷ میں لکھا ہے۔ ابن ابی شیبہ اور ابن ابی دنیا نے حضرت عوف بن عبداللہؓ سے یہ روایت بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ چل رہے تھے کہ آپ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ عرض کیا گیا ایسی چھوٹی سی چیز پر بھی انا للہ پڑھا جاتا ہے؟ آپؓ نے فرمایا ہاں۔ یہ بھی تو ایک مصیبت ہی ہے۔

أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

انہیں پر ہے لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۱/۱۶۷ میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت قتادہ و حضرت مقاتل کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہاں الناس سے مراد مومن لوگ ہیں۔

خَالِدِينَ فِيهَا لا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلا هُمْ يُنْظَرُونَ

رہ پڑے اس میں نہ ہلکا ہوگا ان سے عذاب اور نہ ان کو فرصت ملے گی۔

١۔ ابن جوزی نے زاد ١/١٦٧ میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت مقاتل کے حوالے سے لکھا ہے خالدین فیھا میں ھا سے مراد لعنت ہے۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلتے آنا اور کشتی جو لے کر چلتی ہے دریا میں جو چیزیں کام آویں لوگوں کے اور جو اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر جلایا اس سے زمین کو مر گئے پیچھے اور بکھیرے اس میں سب قسم کے جانور اور پھیرنا پاؤں کا اور ابر جو حکم کے تابع ہے درمیان آسمان اور زمین کے ان میں نمونے ہیں عقلمند لوگوں کو۔

١۔ ابن جوزی نے زاد ١/١٦٧ میں ذکر کیا ہے کہ اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے مشرکوں نے ایک دفعہ آپ ﷺ سے کہا اگر آپ سچے ہیں تو یہ کوہ صفا سونے کا بنا دیں تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

سعدی نے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے یہ بات ذکر کی ہے۔

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الأَسْبَابُ

جب الگ ہو جاویں جن کے ساتھ ہوئے تھے اپنے ساتھ والوں سے اور دیکھیں عذاب اور ٹوٹ جاویں ان کے سب طرف کے علاقے۔

۱۔ ابن الجوزی نے زاد ۱/۱۷۱ میں لکھا ہے اسباب سے مراد اعمال ہیں۔ سدی نے اسے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

آیت ۱۶۷

كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ

اس طرح دکھاتا ہے اللہ ان کو ان کے کام افسوس دلانے کو۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۲/ ۱۹۰ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ اور سدی نے فرمایا اعمال سے مراد وہ نیک عمل ہیں جو یہ لوگ کر نہ سکے اور جنت سے محروم رہ گئے۔

۲۔ طبری نے جامع ۳/ ۲۹۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ایک طویل قصہ ذکر فرمایا۔ اس میں آپؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ہر آدمی جنت کے ایک گھر اور جہنم کے ایک گھر کی طرف دیکھے گا۔ اور یہی حسرت کا دن ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا جہنمی جنتیوں کو دیکھیں گے تو ان سے کہا جائے گا کاش تم نے عمل کیے ہوتے! تب انہیں حسرت ہوگی۔ آپؐ نے مزید فرمایا جنتی جہنم والا گھر کو دیکھیں گے تو آواز آئے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان نہ فرمایا ہوتا تو تم بھی اس گھر میں ہوتے۔

آیت ۱۶۸: يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الأَرْضِ حَلالا طَيِّبًا وَلا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ

اے لوگوں کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے ستھرا اور نہ چلو قدموں پر شیطان کے۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/۳۱۳۔۳۱۴ میں لکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپؓ نے لوگوں سے فرمایا قریب آجاؤ۔ لوگ اسے کھانے لگے۔ ان میں سے ایک آدمی ایک طرف بیٹھا رہا۔ آپؓ نے اسے فرمایا قریب آجاؤ۔ اس نے عرض کیا میں اسے کھانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ آپؓ نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا میں نے اسے اپنے اوپر حرام کرلیا ہے تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہی کام تو شیطان کے قدموں میں سے ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ یا ایہا الذین امنوا لاتحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (المائدہ/۸۷)

پھر آپؓ نے اسے فرمایا قریب آجاؤ کھاؤ اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردینا۔ یہ کسی چیز کو خود سے حرام قرار دے لینا شیطان کے قدموں میں سے ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

یہی حرام کیا ہے تم پر مردہ اور لہو۔

۱۔ امام رازی نے مفاتیح ۲/۸۵ میں لکھا ہے کہ علماء کرام نے کسی جانور کے ذبح ہوجانے کے بعد اس کے پیٹ سے مردہ حالت میں نکلنے والے نامکمل بچے کے کھانے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ امام شافعیؒ وغیرہ فرماتے ہیں ایسا بچہ کھایا جاسکتا ہے۔ حضرت علی، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ

اور دے دے مال اس کی حجت پر ناتے والوں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو۔

۱۔ طبری نے جامع ۳/ ۳۴۰ میں حضرت ابن مسعودؓ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ آدمی مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایسی حالت میں دے کہ خود ٹھیک ٹھاک ہو مال کی آرزو ہو۔ فراخ دستی کی امید پیدا ہونے لگی ہو اور مال کے چلے جانے سے غربت کا اندیشہ ہو۔

وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ

اور ٹھہرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور وقت لڑائی کے۔

۱۔ طبری نے جامع ۳/ ۳۴۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ البا ساء سے مراد غربت اور و تنگدستی ہے اور الضراء سے مراد بیماری ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۳/ ۳۵۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حین الباس سے مراد لڑائی کا وقت ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالأُنْثَى بِالأُنْثَى

حکم ہوا تم پر بدلہ برابر مارے گیوں میں صاحب کے بدلے صاحب اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔

۱۔ علامہ قرطبی نے احکام ۲/۲۲۸ میں لکھا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام ثوری، ابن ابی لیلی اوران کے ساتھیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آزاد آدمی کو غلام کے قتل میں قتل کیا جائے گا جیسا کہ غلام کو آزاد کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔

یہ حکم حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۲/۲۲۹ میں لکھا ہے کہ حکم نے حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے اگر کسی آدمی نے جان بوجھ کر عورت کو قتل کیا تو اسے اس کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ

حکم ہوا تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ دلوا مرے ماں باپ کو اور ناتے والوں کو۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/۱۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا وصیت پر عمل یوں ہو گا کہ پہلے سب سے زیادہ محتاج کو دیا جائے گا پھر اس کے بعد اسے جو اس پہلے سے کم محتاج ہو۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ

حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر۔

۱۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/۳۰۶ میں لکھا ہے حضرت معاذ اور حضرت ابن مسعودؓ اور کئی اور صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔

شروع شروع میں روزہ ایسے فرض تھا جیسے پہلی امتوں پر فرض تھا یعنی ہر مہینہ کے تین دن روزہ ہوا کرتا تھا۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/۳۲۹ میں حضرت ابن مسعودؓ سے یہ روایت بیان فرمائی ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر چاند کی ابتدا میں تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایسا بہت کم ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جمعۃ المبارک کا روزہ نہ رکھا ہو۔

۳۔ امام نسائی نے اپنی سنن ۴/۱۶۱ میں حضرت ابن مسعودؓ سے یہ روایت بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اسے اس وقت ملے گی جب اپنے پروردگار سے ملے گا۔ اور ایک خوشی اسے افطار کے وقت ملتی ہے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو عمدہ ترین کو شبو سے زیادہ پسند ہے۔

أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ

کئی دن ہیں گنتی کے پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا سفر میں تو گنتی چاہیے اور دنوں سے اور جن کو طاقت ہے تو بدلہ چاہیے ایک فقیر کا کھانا پھر جو کوئی کرے شوق سے نیکی تو اس کو بہتر ہے اور روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے۔

۱۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/۳۰۶ میں حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور دیگر صحابہ کرامؓ کے حوالے سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں فرمائی ہے ۔

بیمار اور مسافر حالت مرض اور حالت سفر میں روزہ نہیں رکھیں گے کیونکہ انہیں تکلیف اٹھانا پڑے گی دوسرے دنوں میں ان چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا کریں گے ۔ اور جو تندرست ہو، سفر بھی نہ کر رہا ہو اور روزہ بھی رکھ سکتا ہو اسے روزہ رکھنے اور کھانا کھلا دینے میں اختیار ہے چاہے تو روزہ رکھ لے چاہے تو روزہ نہ رکھے اور ہر ایک روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دے ۔ اگر اس نے ایک روزہ کے بدلہ میں ایک سے زیادہ مسکینوں کو کھانا کھلایا تو یہ اس کی نیکی ہوگی ۔ اور اگر روزہ رکھے تو یہ کھانا کھلانے سے بہتر ہے ۔

۲۔ ابن الجوزی نے زاد ۱/۱۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ آیت مبارکہ و علی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کی تفسیر یوں فرمایا کرتے تھے کہ یطیقونہ سے مراد ہے جو لوگ روزہ کی مشقت برداشت کر سکتے ہیں، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں پہلے یہی ہوا کرتا تھا جس نے چاہا روزہ رکھ لیا جس نے چاہا روزہ نہ رکھا اور ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا فمن تطوع خیرا کا مطلب یہی ہے کہ جس نے کسی مسکین کو کھانا کھلا دیا تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے (یہ اس آیت مبارکہ کا ترجمہ ہے ۔فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم۔ آپؓ فرماتے ہیں لوگ ایسے ہی کیا کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ یہ آیت مبارکہ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ (البقرہ/۱۸۵) نازل ہوئی اور اس نے کھانا کھلانے والا حکم منسوخ کر دیا۔

۳۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/ ۳۱۱ میں حضرت ابن مسعودؓ سے یہ حدیث مبارکہ بیان کی ہے اللہ کے رسول ﷺ حالت سفر میں روزہ بھی رکھتے تھے اور کبھی روزہ نہیں بھی رکھتے تھے دو رکعت فرض ضرور پڑھا کرتے تھے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

مہینہ رمضان کا جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فیصلہ پھر جو کوئی پاوے تم میں یہ مہینہ تو اس کو چاہیے روزہ رکھے اور جو کوئی ہو بیمار یا سفر میں تو گنتی چاہیے اور دنوں سے۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۱/ ۱۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ مہینوں کا سردار رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور دنوں کا سردار جمعۃ المبارک کا دن ہے۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۱/ ۱۸۴ میں لکھا ہے بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے یہ روایت بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں آقا و مولی جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دئیے جاتے ہیں پھر پورا مہینہ ان میں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دئیے جاتے ہیں پھر پورا مہینہ ان میں سے ایک دروازہ بھی کھولا نہیں جاتا اور سرکش شیاطین جکڑ دئیے جاتے ہیں۔

اور آسمان اسے ایک پکارنے والا ہر رات پَو پھوٹنے تک یہ ندا لگاتا رہتا ہے اے بھلائی کے طلبگار بھلائی کو پورا کر اور خوش ہو جا اور اے شر کے طلبگار باز آ جا اور ہوش کر۔ کوئی ہے جو بخشش مانگے تو ہم اسے بخش دیں؟ کوئی ہے جو توبہ کرے تو ہم اس کی توبہ قبول فرما لیں؟ کوئی ہے جو ہمیں پکارے تو ہم اس کی پکار کا جواب دیں؟ کوئی ہے جو مانگے تو ہم اسے عطا کریں؟

اور اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر رات افطار کے وقت ساٹھ ہزار آدمیوں کو جہنم سے خلاصی عطا فرماتے ہیں۔ اور مہینہ بھر جتنے لوگوں کو آگ سے آزادی ملتی ہے عید کے دن اتنے لوگوں کو جہنم سے آزادی بخشی جاتی ہے۔

۳۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ مسند احمد ۶/ ۴۹ میں حدیث بیان فرمائی ہے حضرت اشعث بن قیس حضرت ابن مسعودؓ کے پاس حاضر ہوئے تو آپؓ نے ان سے پوچھا آپ جانتے ہیں عاشورہ کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہو گئے تو اس دن کا روزہ چھوڑ دیا گیا۔

۴۔ سیوطی نے الدر ۱/ ۱۸۳ میں لکھا ہے ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے یہ حدیث بیان کی ہے آپؓ نے فرمایا: جس آدمی نے جان بوجھ کر رمضان المبارک کا ایک روزہ چھوڑا کہ نہ وہ سفر پر تھا نہ مریض تھا تو وہ اگرچہ زمانہ بھر روزے رکھے رمضان المبارک کے چھوڑے ہوئے روزے جتنا ثواب نہیں پا سکتا۔

۵۔ امام بخاریؒ نے بخاری ۳/ ۳۰ میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث بیان فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب کوئی روزہ رکھے تو داڑھی اور سر کے بالوں کو تیل لگائے اور بال سنوار کر رکھے۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

اور اس واسطے کہ پوری کرو گنتی اور بڑائی کرو اللہ کی اس پر کہ تم کو راہ بتائی اور شاید تم احسان مانو۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۲/ ۲۸۲۔ ۲۸۳ میں لکھا ہے دار قطنی نے حضرت عمرؓ سے روایت بیان کی ہے آپؐ نے فرمایا پہلی رات کے چاند ایک دوسرے سے بڑے ہوتے رہتے ہیں۔ پس جب تم پہلی کا چاند دن کے وقت دیکھو تو اسی وقت تک روزہ نہ توڑنا جب تک دو گواہ یہ گواہی نہ دیں کہ انہوں نے اسے کل دیکھا تھا۔

حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر اور حضرت انس بن مالکؓ کا فرمان بھی یوں ہی ہے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/ ۲۹۲ میں لکھا ہے کہ راوی حدیث عمرو بن الحارث الخزاعی کہتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ جتنے رمضان المبارک گزارے ہیں ان میں سے انتیس روزہ والے رمضان المبارک تیس روزوں والے رمضان المبارک سے زیادہ نہیں تھے۔

۳۔ سیوطی نے الدر ا/۱۹۴ میں لکھا ہے سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت ابن مسعودؓ کے حوالے سے لکھا ہے آپؐ عید کے روز یوں تکبیریں کہا کرتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ

اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آوے تم کو دھاری سفید دھاری سیاہ سے فجر کی پھر پورا رکو روزہ رات تک۔

۱۔ امام نسائیؒ نے اپنی سنن ۱/۱۴۰ میں حضرت ابن مسعودؓ سے یہ حدیث بیان کی ہے آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/۲۳۸ میں حضرت ابن مسعودؓ سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا حضرت بلالؓ کی اذان کی وجہ سے سحری کھانے سے نہ رک جایا کرو کیونکہ وہ تو نماز میں کھڑے آدمی کو سحری کی طرف لوٹ جانے کے لیے پکار رہے ہوتے ہیں اور سوئے ہوئے کو بیدار کرنے کے لیے نداء لگا رہے ہوتے ہیں۔ وہ یوں نہیں کہہ رہے ہوتے (یہ فرما کر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بند کر لیا اور اسے اوپر کو اٹھا دیا بلکہ وہ یوں کہیں تو سحری سے رک جاؤ) راوی حدیث حضرت یحییٰ نے ہاتھ کی پہلی دو انگلیاں مٹھی سے الگ کر کے اس ارشاد کی وضاحت فرمائی۔

۳۔ طبری نے جامع ۳/۵۲۵ میں لکھا ہے کہ عامر بن مطر کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے گھر حاضر ہوا آپؓ نے سحری ہمارے سامنے رکھی ہم نے سحری کا کھانا کھایا پھر نماز کھڑی ہو گئی تو ہم گھر سے نکلے اور نماز پڑھی۔

۴۔ امام نسائیؒ نے اپنی سنن ۳/۱۴۳۔۱۴۴ میں روایت بیان فرمائی ہے حضرت ابو عطیہؒ فرماتے ہیں میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں عرض کیا دو صحابی رسول ہیں۔ ایک افطار میں جلدی کرتا ہے اور سحری میں تاخیر کرتا ہے جبکہ دوسرا افطار میں تاخیر کرتا ہے اور سحری میں جلدی۔ ام المومنینؓ نے دریافت فرمایا ان میں سے جو افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرتا ہے وہ کون ہے تو میں نے عرض کیا وہ حضرت ابن مسعودؓ ہیں۔ ام المومنینؓ نے فرمایا اللہ کے رسول ﷺ بھی یوں ہی کیا کرتے تھے۔

ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد

اور نہ لگو ان سے جب اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں۔۔

۱۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ۱/۳۲۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور محمد بن کعب وغیرہ مفسرین کرام اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں فرماتے تھے کہ اعتکاف کرنے والا حالت اعتکاف میں اپنی بیوی کے قریب نہ جائے۔

۲۔ سیوطی نے الدر ا/۲۰۲ میں لکھا ہے حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا (نفلی) اعتکاف کرنے والے پہ روزہ رکھنا لازم نہیں ہاں اگر وہ خود سے روزہ رکھنا لازم کر لے تو الگ بات ہے۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۲/۳۱۲ میں لکھا ہے حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے اعتکاف صرف اسی مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں جماعت ہوتی ہو۔ '

وَلا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق اور نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کاٹ کر لوگوں کے مال سے مارے گناہ کے اور تم کو معلوم ہے۔

ا۔ حضرت امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کردہ یہ حدیث مبارکہ پڑھی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مسلمان کا اپنے بھائی کو برا بھلا کہنا گناہ ہے اور اس کا خون بہانا کفر ہے اور بلا اجازت اس کا مال لینا ایسے ہی حرام ہے جیسے بلا وجہ شرعی اس کا خون بہانا حرام ہے یہ حدیث مبارکہ مسند احمد ۲/۱۳۲ پر موجود ہے۔

۲۔ ابن ماجہ نے اپنی سنن ۲/۱۰۱۶ میں حضرت ابن مسعودؓ سے یہ حدیث مبارکہ روایت فرمائی ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ عرفات کے میدان میں اپنی اونٹنی پر سوار خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو اثنائے خطبہ میں آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا جانتے ہو آج کونسا دن ہے یہ

کونسا مہینہ ہے اور یہ کون سا شہر ہے ؟ صحابہ نے عرض کیا یہ حرمت والا شہر ہے یہ حرمت والا مہینہ ہے اور آج حرمت والا دن ہے ۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا سن رکھو بلاشبہ تمہارے مال اور خون کی ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے اس مہینہ کی حرمت ہے اس شہر کی حرمت ہے اور آج کے دن کی حرمت ہے ۔

۳۔ حضرت ربیع نے مسند 3/4 میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے کہ رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا رشوت لے کر فیصلہ کرنا کفر ہے ۔

والفتنۃ اشد من القتل

دین سے بچلانا مارنے سے زیادہ ہے ۔

ا ۔ ابن جوزی نے زاد ا /۹۸ ا میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ مفسرین کرام کے حوالے سے لکھا ہے کہ فتنہ سے مراد شرک ہے ۔

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ

اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے ۔

ا ۔ طبری نے جامع ۴/ ۱۳ ا میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں نقل کی ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے قسم بخدا ار مسلمانوں پر تنگی کا اندیشہ نہ ہوتا اور اگر میں نے رحمت دوعالم ﷺ سے اس بارے میں کچھ سنا ہوا نہ ہوتا تو میں فتوی دیتا کہ بلاشبہ عمرہ بھی حج کی طرح فرض ہے ۔

۲۔ سیوطی نے الدر ا/۲۰۸ میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ مسلمانو! تمہیں چار چیزیں قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے فرمان الٰہی ہے اقیموا السلوة واتوا الزكوة۔ اس کے علاوہ کئی اور مقامات پر بھی یہ آیت موجود ہے۔ اور دوسرا فرمان الٰہی ہے واتموا الحج والعمرة لله۔ حج کو حج اکبر کہتے ہیں اور عمرہ کو حج اصغر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۳۔ امام احمد بن حنبل نے مسند ۵/۲۴۴۔ ۲۴۵ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ حدیث مبارکہ روایت فرمائی ہے رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ایسے ختم کر دیتے ہیں جیسے چٹی، لوہے، سونے اور چاندی کی کھوٹ ختم کر دیتی ہے اور مقبول حج کا ثواب جنت ہی ہے۔

۵۔ علامہ بغوی نے معالم ا/۱۴۵ میں لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ سے فرمان الٰہی واتموا الحج والعمرة لله کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپؓ نے فرمایا حج و عمرہ کی تکمیل واتمام یہ ہے کہ تو اپنے گھر کی دہلیز سے دونوں کا احرام باندھے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔

فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ۔

اگر تم روکے گئے تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور حجامت نہ کرو سر کی جب تک پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانہ۔

۱۔ علامہ بغوی نے اپنی تفسیر معالم ۱/۱۴۸ میں لکھا ہے کہ علماء کی ایک بڑی جماعت کا مسلک یہ ہے کہ جو چیز بی عازم حج کے بیت اللہ شریک تک پہنچنے میں اور احرام باندھے رکھنے میں رکاوٹ بنے چاہے وہ دشمن ہو، بیماری ہو، زخم ہو، زادراہ ختم ہو گیا ہو یا سواری گم ہو گئی تو اس کی وجہ سے احرام کھولنا جائز ہو گا۔ حضرت ابن مسعودؓ کا مسلک بھی یہی ہے۔

۲۔ علامہ طبری نے جامع ۴/ ۱۴۱ میں عبدالرحمن ابن یزید کے حوالے سے ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عمر بن سعید النخعی نے عمر کا آغاز کیا۔ جب آپ ذات شلقوق نامی جگہ پر پہنچے تو آپ کو بچھو کاٹ گیا آپ کے ساتھی اہل علم لوگوں کی تلاش میں باہر راستے پر نکل ائے۔ انہیں حضرت ابن مسعودؓ مل گئے۔ انہوں نے ساری صورت حال اپ کے سامنے رکھی۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت عمر بن سعید ہدی مکہ مکرمہ کی جانب روانہ کر دیں اور تم آپس میں یہ طے کر لو کہ اسے فلاں دن ذبح کیا جائے گا چنانچہ جب وہ ذبح ہو جائے تو یہ احرام کھول دیں البتہ ان پر عمرہ کی قضا لازم رہے گی۔

۳۔ ابن جوزی نے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت حسن وغیرہ مفسرین کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کے نزدیک المحل سے مراد وہ علاقہ ہے جس پر حرم کا اطلاق ہوتا ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ

پھر جو کوئی تم میں مریض ہویا اس کو دکھ دیا ہو اس کے سر نے تو بدلہ لیوے روزے یا جرات یا ذبح کرنا پھر جب تم کو خاطر جمع ہو تو جو کوئی فائدہ لیوے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ تو جو میسر ہو قربانی پہنچا دے پھر جس کو پیدا نہ ہو روزے تین دن کے حج کے وقت میں اور سات دن جب پھر کر جاؤ۔

ا۔ سیوطی نے الدر ا/۲۱۲۔ ۲۱۳ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے فرمان فان احصرتم کی تفسیر یوں فرمایا کرتے تھے جب آدمی حج کا احرام باندھ لے پھر رکاوٹ پیش آئے اور حج کو جا نہ سکے تو جو ہدی میسر ہو بھیج دے۔ پھر اگر اس نے ہدی کے اپنے مقام تک پہنچنے سے پہلے جلد بازی کی اور سر منڈوالیا یا خوشبو لگالی یا کوئی دوائی استعمال کرلی تو اس پر روزہ یا صدقہ یا قربانی کی صورت میں فدیہ لازم ہو جائے گا روزے تین ہوں گے اور صدقہ میں چھ مسکینوں کو تین صاع دینے ہوں گے ہر مسکین کو آدھا صاع ملے گا (صاع ایک وزن ہے) اور قربانی ایک بکری کی دینی ہوگی۔

اسی طرح اللہ جل جلالہ کے فرمان فاذا امنتم کی تفسیر آپؓ یوں فرمایا کرتے تھے جب عازم حج بیماری سے شفا پا گیا اور اسی حالت میں بیت اللہ شریف کو چلا گیا تو وہاں عمرہ ادا کرے اور حج والا احرام کھول دے۔ اب اگلے سال حج کرنا اس پر لازم ہو گیا۔ لیکن اگر یہ بیت اللہ شریف نہیں گیا اور وہیں سے واپس لوٹ آیا تو اب حج اور عمرہ دونوں اس کے ذمہ ہوں گے۔ اور اگر یہ لوٹا حج کے مہینوں میں یوں کہ حج تمتع کا ارادہ تھا مگر کر نہ سکا تو اب ایک بکری

بطور ہدی دینا اس پر لازم ہو گیا پس اگر بکری دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو تین روزے ایام حج میں ہی رکھے اور سات واپس آ کر رکھے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۲/۳۶۹ میں لکھا ہے کہ حج اور عمرہ اکٹھا ادا کرنے کے مختلف طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے حج قرآن کا اس کی صورت یہ ہو گی کہ جب عازم حج مکہ مکرمہ میں وارد ہو تو حج اور عمرہ کا ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کرے۔ یا طواف بھی دو کرے اور سعی بھی دو کرے جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے اور حضرت علی المرتضیٰؓ و حضرت ابن مسعودؓ سے بھی یوں ہی منقول ہے۔

۳۔ علامہ قرطبی نے احکام ۲/۳۷۲۔ ۳۷۳ میں لکھا ہے کہ حج تمتع کرنے والوں کو متمتع اس لیے کہتے کیونکہ اس نے ایک ہی سفر میں دو سفروں کا فائدہ لے لیا ہے۔

اور ابن قاسم نے وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے۔ اسے متمتع اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس نے جب عمرہ ادا کر کے احرام کھول لیا تو حج کے شروع ہونے تک اس نے ان کاموں سے فائدہ اٹھا لیا جو محرم کے لیے جائز نہیں ہوتے۔ وجہ تسمیہ میں عمومیت زیادہ ہے۔

یہی وہ صورت ہے جسے حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ ان دونوں کا فرمان ہے یا ان میں سے کسی ایک شیخ کا فرمان ہے۔ کیا تم میں سے کوئی منیٰ میں یوں آئے گا کہ وہ حالت جنابت میں ہو؟

الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ

حج کے کئی مہینے ہیں معلوم۔

۱۔ طبری نے جامع ۴/۱۱۵ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فرمان لکھا ہے کہ الحج اشہر معلومات سے شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن مراد ہیں۔

۲۔ طبری نے جامع ۴/۱۱۹ میں لکھا ہے کہ طارق بن شہاب کہتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے اپنی ایک عورت کے بارے میں پوچھا کہ وہ حج کے ساتھ عمرہ بھی ادا کرنا چاہتی ہے تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں اللہ جل جلالہ کا یہ فرمان سن رہا ہوں الحج اشہر معلومات میں ان مہینوں کو سرف حج کی دائے گی کے مہینے سمجھتا ہوں۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلا رَفَثَ وَلا فُسُوقَ وَلا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

پھر جس نے لازم کرلیا ان میں حج تو بے پردہ ہونا نہیں عورت سے نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج میں۔

۱۔ ابن الجوزی نے زاد ۱/۲۱۰ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ فرض سے مراد ہے حج کا تلبیہ کہنا اور حج کا احرام باندھنا۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۱/۲۲۳ میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ فمن فرض فیھن الحج سے مراد تلبیہ ہے۔

۳۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/۳۴۳ میں حضرت ابن مسعودؓ کی وساطت سے لکھا ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ تلبیہ یوں پڑھا کرتے تھے۔ لبیک اللھم لبیک۔ لبیک لا شریک لک۔ لبیک ان الحمد والنعمۃ لک۔

۳۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/۳۴۴ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فمن فرض فیھن الحج کی تفسیر یوں فرماتے تھے کہ جب کوئی حج کا تلبیہ کہہ لے تو پھر اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی علاقے میں ٹھہر جائے۔

ابن ابی حاتم نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن زبیرؓ وغیرہ سے ایسے ہی منقول ہے۔

۴۔ طبری نے جامع ۴/۱۳۰ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ولا جدال فی الحج کی تفسیر یوں فرماتے تھے کہ جدال سے مراد یہ ہے تو اپنے ساتھی سے اتنا جھگڑے کہ اسے غضبناک کر دے۔

فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ

پھر جب طواف کر چلو عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر حرام کے اور اس کو یاد کرو جس طرح تم کو سکھایا۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۵/۲۳۰ میں حضرت عبداللہ مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے ہمیشہ دیکھا کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے نماز کے اس وقت پر ادا فرمائی سوائے دو نمازوں کے۔ ایک نماز مغرب اور عشاء مزدلفہ میں اکٹھا ادا فرمائیں اور دوسری اسی دن کی نماز فجر بھی اس کے وقت سے پہلے ادا فرمائی۔

۲۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/۳۴۲ میں حضرت عبد الرحمن بن یزید کی روایت نقل فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں حضرت ابن مسعودؓ کے ہمراہ حج ادا کیا۔ جب ہم میدان عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے تو سورج غروب ہونے پر حضرت ابن مسعودؓ فرمانے لگے اگر امیر المومنینؓ یہاں سے کوچ فرمائیں تو آپؓ کا یہ فیصلہ بالکل درست ہوگا۔ راوی حدیث حضرت عبد الرحمن بن یزید کہتے ہیں میں نہیں جانتا حضرت ابن مسعودؓ کی بات جلدی مکمل ہوئی یا حضرت عثمانؓ نے کوچ کرنے کا حکم جلدی دیا۔ راوی حدیث کہتے ہیں لوگوں نے اپنے اونٹوں کو تیز دوڑا دیا مگر حضرت ابن مسعودؓ اتنا زیادہ تیز نہیں دوڑا یا یہاں تک کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے۔ یہاں حضرت ابن مسعودؓ نے ہمیں نماز مغرب پڑھائی پھر رات کا کھانا منگوا کر کھایا پھر عشاء کی نماز ادا فرمائی اور سو گئے جب فجر کا بالکل ابتدائی وقت ہوا تو آپؓ اٹھے اور نماز فجر ادا فرمائی۔ راوی کہتے ہیں میں نے آپؓ سے عرض کیا آپ تو فجر کی نماز اس وقت ادا نہیں فرمایا کرتے (راوی کہتے ہیں آپؓ نماز فجر اچھی خاصی روشنی ہو جانے پر ادا فرمایا کرتے تھے) تو آپؓ نے فرمایا میں نے اس دن اس جگہ پر جناب رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر اسی گھڑی ادا فرماتے دیکھا ہے۔

۳۔ امام نسائی نے اپنی سنن ۵/۲۶۰ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں بلاشبہ جناب نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشاء ایک ہی اقامت کے ساتھ ادا فرمائی۔ آپ ﷺ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل ادا فرمائے نہ ان کے بعد۔

ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ۔

پھر طواف کر چلو جہاں سے سب لوگ چلیں۔

ا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/ ۶۲ میں حضرت محمد بن عبدالرحمن بن یزید کی روایت نقل فرمائی ہے حضرت محمد بن عبدالرحمن کہتے ہیں میرے والد محترم نے بتایا کہ میں حضرت ابن مسعودؓ کے ہمراہ تھا ہم جب جمرہ عقبہ کے پہنچے تو آپؓ نے فرمایا مجھے کچھ کنکریاں پکڑانا، میں نے سات کنکریاں آپؓ جمرہ کی طرف آئے اور بطنی الوادی کی جانب سے آپؓ نے جمرہ کو سات کنکریاں ماریں۔ اس دوران آپؓ اونٹنی پر سوار رہے۔ آپؓ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے رہے اور یہ دعا مانگتے رہے اللہ ا یہ حج قبول فرمالے اور گناہ معاف فرمادے۔ پھر آپؓ نے فرمایا۔ یہیں کھری ہوا کرتی تھی وہ مقدس و مطہر ہستی جس پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی۔

فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ

پھر جب پورے کر چکو اپنے حج کے کام تو یاد کرو اللہ کو۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ا/ ۲۱۱ میں لکھا ہے کہ کچھ حجاج مدینہ منورہ کی نواحی بستی ربذہ میں رہائش پذیر حضرت ابوذر غفاریؓ کے پاس سے گذرے تو آپؓ نے ان سے فرمایا تم حج ادا کرنے کے لیے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اب از سر نو اعمال شروع کرو۔

ابن ابی شیبہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے بھی کچھ لوگوں سے یہی بات ارشاد فرمائی تھی۔

وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى

اور یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن میں اس پر نہیں گناہ اور جو رہ گیا اس پر نہیں گناہ جو کوئی ڈرتا ہے۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۱/۲۹۹۔ ۳۰۰ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت عمیر بن سعید فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپؓ تکبیرات تشریق کی ابتدا یوم عرفہ کی نماز فجر سے کرتے اور ایام تشریق کے آخری دن کی نماز عصر پر اختتام فرماتے۔

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/۱۶۰ میں لکھا ہے اہل عراق کے نزدیک تکبیر تشریق یہ ہے کہ دو مرتبہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ لیا جائے۔

۳۔ طبری نے جامع ۴/۲۱۷۔۲۱۸ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ کی تفسیر میں یہی فرماتے تھے کہ ایسا آدمی بخش دیا گیا اور آپؓ و من تاخر فلا اثم علیہ کی تفسیر بھی یوں ہی فرماتے کہ ایسا آدمی بخش دیا گیا۔

۵۔ طبری نے جامع ۴/ ۲۲۱۔ ۲۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اللہ جل جلالہ کے فرمان لمن اتقی کی تفسیر یوں فرماتے تھے جس نے حج کی ادائے گی کے دوران تقویٰ کا دامن

تھامے رکھا اس کے پہلے یا آپ نے فرمایا اس کے گزرے ہوئے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔

٦۔ علامہ بغوی نے معالم ١/١٦١ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا گناہوں سے معافی اسی کے لیے ہے جو حج ادا کرنے کے دوران اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا۔

٧۔ قرطبی نے احکام ٣/١٤ میں لکھا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بخشش تو اس کے لیے ہے جو حج سے واپس آ کر تمام گناہوں سے بچتا رہا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ

اور جو کہیے اس کو اللہ سے ڈر تو کھینچ لاوے اس کو غرور گناہ پر پھر بس ہے اس کو دوزخ اور بری تیاری ہے۔

١۔ علامہ بغوی نے معالم ١/١٦٢ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ کسی کو کہا جائے اے بندے اللہ سے ڈر تو جواب میں وہ کہے کہ تو اپنا کام کر۔

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلائِكَةُ

کیا لوگ یہی انتظار رکھتے ہیں کہ آوے اللہ ان پر ابر کے سائبانوں میں اور فرشتے)۔

١۔ علامہ ابن کثیر نے ١/٣٦٣ میں لکھا ہے کہ حافظ ابو بکر بن مردویہ نے حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل کی ہے آپ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن سب اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے۔ لوگ یوں کھڑے ہوں گے کہ ان کی آنکھیں آسمانوں کی طرف لگی ہوں گی، اپنے فیصلے کے منتظر ہوں گے۔ اسی اثنا میں اللہ تبارک و تعالیٰ بادل کے سائے عرش سے کرسی کی جانب نزول فرمائیں گے۔

وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ

اور اتاری ان کے ساتھ کتاب سچی کہ فیصلہ کرے لوگوں میں جس بات میں جھگڑا کریں اور کتاب میں جھگڑا ڈالا نہیں مگر انھوں نے جن کو ملی تھی بعد اس کے کہ ان کو پہنچ چکے صاف آپس کی ضد سے پھر اب راہ دی اللہ نے ایمان والوں کو سچی بات کی جس میں وہ جھگڑتے تھے اپنے حکم سے۔

ا۔ ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں فیہ میں موجودہ ضمیر سے مراد رحمت دو عالم ﷺ کی ذات اطہر ہے۔

مستهم الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ

پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور جھڑ جھڑائے گئے یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے کب آوے گی مدد اللہ کی۔

ا ۔ حضرت ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/۳۶۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ و دیگر مفسرین فرماتے ہیں الباساء سے مراد غربت ہے اور الضراء سے مراد بیماری ہے ۔ وزلزلوا کا معنی ہے انہیں دشمنوں کی طرف سے سخت خوف میں مبتلا کیا گیا اور ان کے بڑے بڑے امتحان لیے گئے ۔

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کیا چیز خرچ کریں ۔

ا ۔ ابن الجوزی نے زاد ۱/۲۳۴ میں لکھا ہے اکثر مفسرین اس بات کے قائل ہیں کہ بلاشبہ یہ آیت مبارکہ منسوخ ہو چکی ہے ۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے اسے زکوٰۃ والی آیت مبارکہ نے منسوخ کر دیا ہے ۔

ویسالونک ماذا ینفقون قل العفوا

اور پوچھتے ہیں تجھ سے کیا خرچ کریں تو کہہ جو افزود ہو ۔

ا ۔ طبری نے جامع الاحکام القران ۴/۳۴۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ ۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ضرورت سے زائد مال میں سے سخاوت کیا کرو ، اپنے زیر کفالت افراد سے ابتدا کیا کرو اور گزارہ کے مطابق روزی پر تمہیں ملامت نہ کی جائے گی ۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ

حکم ہوا تم پر لڑائی کا اور وہ بری لگتی ہے تم کو ۔

ا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/ ۴۱ میں حضرت ابن مسعودؓ سے مروی یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں آقا ﷺ سے عرض کیا اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند کون سا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز اپنے وقت پر ادا کرو۔ میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا والدین سے حسن سلوک! میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟ آقا ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہ کے راستے میں جہاد کرنا، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اگر میں اور پوچھتا تو آپ ﷺ یقیناً اور جواب دیتے جاتے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ

تجھ سے پوچھتے ہیں حرام کے مہینے کو اس میں لڑائی کرنی تو کہہ اس میں لڑائی بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اس کو نہ ماننا اور مسجدِ حرام سے روکنا اور نکال دینا اس کے لوگوں کو وہاں سے اس سے زیادہ گناہ ہے اللہ کے ہاں اور دین سے بچلانا مار ڈالنے سے زیادہ۔

ا۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/ ۳۶۸۔ ۳۶۹ میں لکھا ہے کہ سدی نے کہا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ نے آیت مبارکہ یسالونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر وصد عن سبیل اللہ کی تفسیر میں ایک طویل واقعہ ذکر کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سات افراد پر مشتمل ایک جماعت لڑائی کے لیے بھیجی۔

حضرت عبداللہ بن جحش الاسدیؓ کوان کا امیر مقرر فرمایا۔ اس جماعت میں حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، بنی نوفل کے حلیف، حضرت عتبہ بن غزوان، حضرت سہیل بن بیضاء، حضرت عامر بن فہیرہ، اور حضرت عمر بن خطابؓ کے حلیف حضرت واقد بن عبداللہ الیربوعیؓ جیسی شخصیات موجود تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر جماعت حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو ایک خط دیا اور فرمایا بطن ملل پر پہنچنے سے پہلے اسے پڑھنا نہیں ہے۔ جب آپؓ بطن ملل پر پہنچے تو خط کھولا اس میں لکھا تھا بطن نخلہ تک سفر جاری رکھو چنانچہ آپؓ اپنے ساتھیوں سے فرمایا جو موت کی تمنا رکھتا وہ ساتھ چلے اور وصیت کرلے۔ پس میں وصیت کر رہا ہوں اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر عمل پیرا ہوں۔ چنانچہ آپ چل چل دئیے۔ دو صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عتبہ بن غزوانؓ آپؓ کے ساتھ نہ جاسکے کیونکہ ان کے اونٹ گم ہو گئے تھے یہ ان کی تلاش میں بحران چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن جحشؓ جب بطن نخلہ پہنچے تو وہاں حکم بن کیسان، مغیرہ بن عثمان، عمرو بن حضرمی اور عبداللہ بن مغیرہ موجود تھے، مسلمان ان سے لڑے اور حکم بن کیسان اور عبداللہ بن مغیرہ کو قید کر لیا جبکہ مغیرہ بھاگ گیا۔ عمرو بن حضرمی قتل ہو گیا۔ حضرت داؤد بن عبداللہؓ نے اسے مارا تھا۔

یہ پہلا موقع ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو مال غنیمت ملا۔

جب یہ حضرات دونوں قیدیوں اور ہاتھ لگنے والا مال لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو اہل مکہ نے چاہا فدیہ دے کر قیدی چھڑا لیے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے ہمیں یہ دیکھنے دو کہ ہمارے ان دو ساتھیوں پر کیا بیتی۔ جب حضرت سعد بن ابی وقاص اور ان کے ساتھی صحیح سلامت لوٹ آئے تو آپ ﷺ نے فدیہ لے کر قیدی چھوڑ دئیے۔

اب مشرکین مکہ نے آپ ﷺ پر طعنہ زنی کی اور کہا (حضرت) محمد ﷺ کا خیال یہ ہے کہ وہ اللہ جل جلالہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں حالانکہ سب سے پہلے انہوں نے ہی حرمت والے مہینے کی حرمت ختم کی ہے۔ یعنی ہمارے ساتھی کو انہوں نے رجب کے مہینہ میں قتل کیا ہے۔ مسلمانوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم نے انہیں جمادی الثانی میں مارا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ رجب کی پہلی رات تھی اور جمادی الثانیہ اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔ جب رجب کا آغاز ہوا تو مسلمانوں نے اپنی تلواریں نیام میں کر لیں۔

اس واقعہ پر اللہ جل جلالہ نے اہل مکہ کو عار دلانے کے لیے یہ آیت مبارکہ اتاری۔ یسالونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر۔ یعنی اس ماہ محترم میں قتال حلال نہیں مگر اے اہل مکہ جو کرتوت تم نے کیے ہیں وہ حرمت والے مہینے میں قتل کرنے سے بڑے جرم ہیں۔ تم نے اللہ جل جلالہ کا انکار کیا ہے، تم نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو اللہ جل جلالہ کے راستہ سے روکنے کی کوشش کی ہے ہم نے انہیں مسجد حرام سے دور کر دیا ہے، تمہارے یہ کرتوت اللہ جل جلالہ کے نزدیک حرمت والے مہینہ میں قتل سے بدتر برا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے۔

وصد عن سبیل اللہ وکفر بہ والمسجد الحرام واخراج اھلہ منہ اکبر عنداللہ والفتنۃ اکبر من القتل۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ

اور پوچھتے ہیں تجھ سے یتیموں کا حکم تو کہہ سنوارنا ان کا بہتر اور اگر خرچ ملا رکھو ان کا تو تمہارے بھائی ہیں۔

١۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ١/٣٧٤۔ ٣٧٥ میں لکھا ہے کہ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں نقل کی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب یہ دو آیات مبارکہ اتریں۔ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن **(الانعام۔ ١٥٢) اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جس طرح بہتر ہو۔** اوران الزین یاکلوان اموال الیتامی ظلما انما یاکلوان فی بطونہم نارا و سیسلون سعیرا **(النساء ١٠)** **جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق وہ یہی کھاتے ہیں اپنے پیٹ میں آگ اور اب بیٹھیں گے آگ میں۔**

تو جن جن لوگوں کے زیر کفالت یتیم تھے انہوں نے اپنا کھانا پینا یتیموں کے کھانے پینے سے الگ کرلیا۔ اب صورتحال یہ ہوگئی کہ اگر کوئی کھانے کی چیز بچ جاتی تو اسے رکھ چھوڑتے کسی کو دیتے نہیں تھے پھر حسب ضرورت یا تو اسے خود کھالیتے یا پھر خراب ہوکر ضائع ہوجاتی۔ اس صورتحال سے بڑی مشکلات پیش آنے لگیں تو صحابہ کرامؓ نے اس کا ذکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ اس موقع پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ یسالونک عن الیتامی قل

اسلاح لھم خیر ان تخالطوھم فاخوانکم (پوچھتے ہیں تجھ سے یتیموں کا حکم تو کہہ سنوارنا ان کا بہتر ہے اور اگر خرچ ملار کھو ان کا تو تمہارے بھائی ہیں) اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے صحابہ کرامؓ نے اپنا مال زیر کفالت یتیموں کے مال کے ساتھ ملالیا۔

سدی نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ سے یوں ہی روایت نقل کی ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ

اور پوچھتے ہیں تجھ سے حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہے تو تم پڑے رہو عورتوں سے حیض کے وقت۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱/۲۵۸ میں لکھا ہے کہ امام دار قطنی نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے آپؓ نے فرمایا۔

عورتوں کی ماہواری کی مدت تین دن سے دس دن تک ہے۔ پس اگر دس دن سے بڑھ جائے تو وہ حیض نہیں استحاضہ ہے۔

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لأَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ

عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تمہاری سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے اور ڈرتے رہو اللہ سے۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ا / ۲۶۳ میں لکھا ہے کہ سعید بن منصور، ابن حمید، دارمی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ابوالقعقاع الحرمی کے حوالے سے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ واقعہ اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔

ایک آدمی نے حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا حضرت! میں اپنی بیوی سے جیسے چاہوں صحبت کر لوں؟ اپؓ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پوچھا میں جس حصہ جسم میں چاہوں صحبت کر لوں؟ آپؓ نے فرمایا ہاں! وہاں موجود ایک آدمی اس کے سوال کا مقصد سمجھ گیا۔ اس نے حضرت ابن مسعودؓ سے عرض کیا حضرت یہ چاہتا ہے کہ یہ اپنی بیوی سے اس کی مقعد میں صحبت کرے۔ اب آپؓ نے فرمایا نہیں کر سکتا کیونکہ بیوی کی مقعد اس کے خاوند پر حرام ہے۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ا /۶۲۸ میں لکھا ہے کہ مشہور محدث عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابووائل کے حوالے سے حضرت ابن مسعودؓ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

ایک آدمی نے حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایک کنواری لونڈی سے شادی کی ہے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے پسند نہیں کرتی۔

آپؓ نے فرمایا بلاشبہ محبت والفت اللہ جل جلالہ کی جانب سے ہوتی ہے اور ناپسندیدگی کے بیج شیطان بوتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا حلال کردہ کام لوگوں کی نظروں میں ناپسند ٹھہرا سکے تم ایسا کرنا جب وہ آجائے تو اسے کہنا کہ میرے پیچھے کھڑی ہو کر دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا کرنا

اللہم بارک لی فی اھلی وبارک لہم فی وارزقنی منہم وارزقہم منی اللہم اجمع بیننا ماجمعت و فرق بیننا ازا فرقت الی خیر۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱/۲۶۸ میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت علقمہ کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ جب اپنی بیوی سے صحبت کرتے تو بوقت انزال یہ دعا پڑھتے۔ اللہم لا تجعل للشیطان فیھا رزقتنا نسیبا۔

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ

جو لوگ قسم کھا رہتے ہیں اپنی عورتوں سے ان کو فرصت ہے چار مہینے۔

۱۔ طبری نے جامع ۴/۴۷۹ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایلاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت کو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۴/۴۸۰ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن انیس نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور کہیں چلے گئے چھ ماہ تک واپس نہیں آئے۔ پھر جب واپس آئے تو اس عورت کے پاس گئے کسی نے کہا اسے آپ کی طرف سے طلاق بائنہ ہو چکی ہے، اب یہ حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتحال کا تذکرہ کیا آپؓ نے فرمایا کوئی شک نہیں اسے طلاق بائنہ ہو چکی ہے پس تم اسے جا کر بتا دو اور اسے پیغام نکاح دو۔ انہوں نے جا کر اسے بتایا کہ تجھے طلاق بائن ہو چکی ہے اور ساتھ ہی پیغام نکاح بھی دے دیا۔ انہوں نے ملک شام میں رائج وزن کے حساب سے پانچ پاؤنڈ سونا بطور مہر اسے دیا۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۳/۱۰۶ میں لکھا ہے ابن سیرین نے فرمایا قسم غصہ میں اٹھائی جائے یا خوشی میں وہ ایلاء ہی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ اور امام ثوری نے بھی یوں ہی ارشاد فرمایا ہے۔

فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

پھر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربانی۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱/ ۲۷۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا فئ سے مراد رضا مندی ہے۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۱/ ۲۷۱ میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ فئ سے مراد صحبت کرنا ہے۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱/ ۲۷۱ پر ہی حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان بھی تحریر کیا ہے کہ جب میاں بیوی کسی بیماری، سفر، قید یا کسی اور عذر کی وجہ سے ملاقات نہ کر سکتے ہوں تو خاوند رجوع پر کسی کو گواہ بنا لے تو یہی اس کا رجوع سمجھا جائے گا۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ

اور طلاق والی عورتیں انتظار کروائیں اپنے تئیں تین حیض تک۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/ ۱۸۸ میں تحریر فرمایا ہے کہ علماء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ القرء سے مراد حیض ہے۔ حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ کا موقف بھی یہی ہے۔

۲۔ علامہ طبری نے جامع ۴/ ۲۶۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ایلاء کا شکار ہو جانے والی عورت بارے میں فرمایا جب چار ماہ گزر جائیں تو اسے طلاق بائن ہو جائے گی اب وہ تین قروء یعنی تین حیض عدت گزارے گی۔

وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا

اور ان کے خاوندوں کو پہنچتا ہے پھیر لینا ان کا اتنی دیر میں اگر چاہیں صلح کرنی۔

۱۔ طبری نے جامع ۴/ ۵۰۲۔ ۵۰۳ میں حضرت علقمہ کے حوالے سے لکھا ہے وہ فرماتے ہیں ہم حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک عورت نے آ کر پوچھا حضرت! میرے خاوند نے مجھے ایک یا دو طلاقیں دیں پھر وہ رجوع کے لیے ایسے وقت میرے پاس آیا کہ میں حیض سے پاک ہو کر غسل کی تیاری کر رہی تھی میں نے غسل کے لیے پانی بھی رکھ لیا تھا دروازہ بھی بند کر لیا تھا حتیٰ کہ کپڑے بھی اتار دئیے تھے تو اب میرے بارے میں کیا فیصلہ ہے؟ حضرت عمرؓ نے پاس بیٹھے حضرت ابن مسعودؓ دریافت فرمایا کہ آپ کی رائے کیا ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب تک اس کے لیے نماز نہ پڑھنا جائز نہیں ہوا تھا تب تک رجوع کرنا ٹھیک تھا لہذا میرا خیال ہے کہ یہ اس کی بیوی ہے نکاح ختم نہیں ہوا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میری رائے بھی یہی ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۴/ ۵۰۴ میں حضرت نخعی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے اس آدمی کے بارے میں مشورہ طلب کیا جس نے اپنی بیوی کو ایک

یا دو طلاقیں دی تھیں اور تیسرے حیض کے وقت رجوع کرنا چاہتا تھا، حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب تک وہ غسل نہیں کر لیتی یہ خاوند اس کا زیادہ حقدار ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے دل میں جو بات تھی آپ نے بھی اس کی موافقت کی ہے چنانچہ اس عورت کو اس کے خاوند کے حوالے کر دیا۔

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ

طلاق ہے دو بار تک پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے۔

۱۔ طبری نے جامع ۴/۵۴۲ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اللہ جل جلالہ کے فرمان الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان کی تفسیر یوں فرمایا کرتے تھے کہ مرد ایسے وقت اپنی عورت کو طلاق دے جب وہ حیض سے پاک ہو چکی ہو اور ابھی صحبت بھی اس سے نہ کی ہو۔ اب اسے یوں ہی رہنے دے یہاں ن تک کہ وہ اگلے حیض سے پاک ہو جائے تو دوسری طلاق دینا چاہے تو دے دے۔ دو طلاقیں دینے کے بعد اگر رجوع کرنا چاہتا ہے تو رجوع کر لے اگر ایک اور طلاق دینا چاہتا ہے تو طلاق دے لے ورنہ اسے یوں ہی رہنے دے۔ یہاں تک کہ وہ تین حیض مکمل کرے اور اپنے خاوند سے بائن ہو جائے۔

۲۔ قرطبی نے ۳/۱۲۶ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ نیز حضرت مجادہ وغیرہ دیگر کئی مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ اس آیت مبارکہ میں طلاق دینے کس سنت طریقہ بتایا جا رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی دو طلاقیں دے لے وہ

تیسری طلاق دینے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ اب عورت کا کوئی حق مارے بغیر اسے چھوڑ دے یا پھر اس کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رکھتے ہوئے اسے اپنے پاس رکھ لے۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱/۲۷۸ میں لکھا ہے کہ امام بیہقی نے حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ کرامؓ کے حوالے سے روایت کی ہے۔ یہ تمام حضرات فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان الطلاق مرتان میں وہ مدت بتائی جارہی ہے جس میں رجوع ہو سکتا ہے جب کسی نے ایک طلاق دے لی ہے یا دو دے لی ہیں تو اب تیا تو اسے اپنے پاس رکھے اور رجوع کر لے یا پھر اس کے حوالے سے زبان بند رکھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی عدت گزارے پھر وہ جانے اور اس کا کام جانے۔

۴۔ علامہ قرطبی نے احکام ۳/۱۳۲ میں لکھا ہے یکمشت تین طلاقیں دینا طلاق بدعت ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ایسا کرنے سے ایک ہی طلاق ہو گی۔

۵۔ حضرت امام مالکؒ نے موطا ۲/۵۵۰ میں لکھا ہے کہ انہیں یہ قصہ پہنچا ہے ایک آدمی نے حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں۔ حضرت نے اس سے پوچھا پھر تجھے کیا بتایا گیا؟ اس نے کہا مجھے بتایا گیا کہ اب وہ میری بیوی نہیں رہی حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا لوگوں نے سچی بات کی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا جس آدمی نے اس طریقہ کے مطابق طلاق دی جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے تو طلاق ہو گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ معاملات واضح فرما چکے ہیں۔ اور آپ نے فرمایا جو اپنا معاملہ اپنے اپ پر مشتبہ بنائے گا ہم بھی اسے اسی پر چمٹا دیں گے، اپنے معاملات خود پر مشتبہ نہ بنایا کرو۔

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ

پھر اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ ٹھیک نہ رکھیں گے قاعدے اللہ کے تو نہیں گناہ دونوں پر جو بدلہ دے کر چھوٹے عورت۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم/۱۹۳ میں لکھا ہے اہل علم کی خلع کے حوالے سے آراء مختلف ہیں۔ ان کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ خلع طلاق بائن ہے اس سے طلاق کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔

حضرت عمر، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ کرامؓ کی یہی رائے ہے۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ۔

پھر اگر اس کو طلاق دی تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوائے پھر اگر وہ شخص اس کو طلاق دے تب گیا وہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر مل جائیں اگر خیال کریں تو ٹھیک رکھیں قاعدے اللہ کے۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ا/۲۸۴ میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان مبارک نقل کیا ہے۔

عورت اپنے پہلے خاوند کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک دوسرا خاوند اسے خود سے الگ نہ کر دے۔

۲۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۱۴۹۔ ۱۵۰ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ حلالہ کرنے والا اور حلالہ کروانے والا دونوں ملعون ہیں۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱/۲۸۵ میں لکھا ہے کہ محدث کبیر امام عبدالرزاق نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ۔ طلاق یافتہ لونڈی کا آقا اگر اس سے صحبت کرے تو بھی وہ اپنے پہلے خاوند کے لیے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی اور سے نکاح نہ کر لے۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا

اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچیں اپنی عدت تک تو رکھ لو ان کو دستور سے یا رخصت کر دو ان کو دستور سے اور مت بند کرو ان کے ستانے کو تو زیادتی کرو اور جو کوئی یہ کام کرے اس نے برا کیا اپنا اور مت ٹھہراؤ حکم اللہ کے ہنسی۔

۱۔ علامہ قرطبی نے نے احکام ۳/۱۵۷ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابو درداءؓ کا فرمان ہے کہ۔

تین چیزوں میں مذاق نہیں چلتا۔ ان میں مزاق کرنے والا بھی سنجیدہ ہی سمجھا جائے گا۔ تین چیزیں یہ ہیں نکاح، طلاق، اور غلام آزاد کرنا۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ

لڑکے والیاں دودھ پلاویں اپنے لڑکے کو دو برس پورے جو کوئی چاہے کہ پوری کرے مدت دودھ کی۔

۱۔ طبری نے جامع ۳۶/۵میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ وسال مکمل ہو جانے کے بعد رضاعت نہیں ہوتی اسی طرح اگر دو برس کے مکمل ہونے سے پہلے دودھ چھڑا دیا تو اب اس کے بعد بھی رضاعت نہیں ہوگی۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

اور جو لوگ مرجائیں تم میں اور چھور جائیں عورتیں وہ انتظار کروائیں اپنے تئیں چار مہینے اور دس دن۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۸۲/۳ میں لکھا ہے علماء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ طلاق اور وفات کی عدت کا آغاز اسی دن سے ہوجائے گا جس دن طلاق یا وفات ہوئی ہے۔

حضرت ابن عمر اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ مفسرین کا فرمان بھی یہی ہے۔

۲۔ علامہ قرطبی نے احکام ۱۸۴/۳ میں لکھا ہے کہ ایسی لونڈی کی عدت کے بارے میں علماء کرام کی آراء مختلف ہیں جس نے اپنے آقا کا بچہ جنا ہو اور یہ آقا فوت ہوگیا ہو۔ حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کی رائے گرامی یہ ہے کہ اس کی عدت تین ماہواریاں ہیں۔

۳۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۶/۴۷۔۵ میں حضرت عبداللہ بن عتبہ کے حوالے سے یہ قصہ لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے ایک بار ایسے آدمی کے بارے پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا مہر مقرر نہیں کیا اور صحبت کرنے سے پہلے وفات پا گیا تو حضرت ابن مسعودؓ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لوگوں نے پھر پوچھا تو آپ نے فرمایا میں یہ مسئلہ تمہیں اپنے اجتہاد سے بتاؤں گا۔ اگر مسئلہ درست ہوا تو سمجھنا اللہ جل جلالہ نے مجھے اس کی توفیق عطا فرمائی ہے اور اگر مجھ سے غلطی ہوگئی تو اس غلطی کی نسبت میری طرف کرنا۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایسی عورت کو اس کی ہم عمر عورتوں جتنا مہر دیا جائے اسے وراثت میں سے حصہ بھی ملے گا اور یہ عدت بھی گزارے گی۔

قبیلہ اشجع کا ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا میں سرکار دو عالم ﷺ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ مسئلہ یوں ہی بتایا تھا حضرت ابن مسعودؓ نے اس سے فرمایا اس بات کے گواہ لاؤ۔ حضرت ابوالجراح نے اس بات کی گواہی دی۔

ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ۔

اور نہ باندھو گرہ نکاح کی جب تک پہنچ چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۳/۷۲ میں تحریر کیا ہے کہ اہل علم کی ایک بڑی تعداد کی رائے ہے کہ عورت کے وارث کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابن مسعودؓ و دیگر نے یہ روایت بیان فرمائی ہے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۹۳/۳۔۱۹۴ میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے نکاح کرکے عدت کے دوران بیوی سے صحبت کرلی توان کے درمیان تفریق کرادی جائے گی لیکن اس سے یہ نہیں ہوگا کہ یہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو گئے ہیں بلکہ یہ موجودہ نکاح ختم ہو جائے گا اب عورت اس کی عدت بھی گزارے گی۔ عدت کے بعد یہی خاوند دوبارہ پیغام نکاح دے سکتا ہے۔ حضرت امام سفیان ثوری، اہل کوفہ اورامام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے اگر کسی نے زنا کیا تو اس زنا کی وجہ سے ان دونوں کا نکاح حرام نہیں ہوجاتا۔ تو ایسے ہی اگر کسی نے عدت کے دوران اپنی بیوی سے صحبت کرلی تو یہ دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔ علماء کرام نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کا یہی فرمان ہے محدث شہر امام عبدالرزاق نے اسے نقل کیا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا بھی ایسا ہی فرمان منقول ہے۔

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ

اور اگر طلاق دو ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے اور ٹھیرا چکے ہو ان کا حق تو لازم ہو آدھا جو کچھ ٹھیرایا تھا۔

۱۔ علامہ بغوی ۲۰۵/۱ میں نقل کیا ہے علماء کرام کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے اگر کسی نے اپنی نئی نویلی دلہن کے ساتھ تنہائی تو اختیار کی مگر صحبت سے پہلے ہی اسے طلاق دے

دی تو اس پر واجب ہے کہ اسے آدھا حصہ مہر دے مگر عورت پر لازم نہیں کہ وہ عدت گزارے۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ

خبر دار رہو نمازوں سے۔

ا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۶ / ۱۴۱ میں حضرت ابن مسعودؓ کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کون سا عمل اللہ جل جلالہ کو بہت زیادہ پسند ہے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا نمازیں اپنے وقت ادا کیا کرو۔

۲۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے ۶ / ۱۷۔ ۱۸ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

جسے یہ بات بھلی لگتی ہے کہ وہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور مسلمان کی حالت میں پیش ہو اسے چاہیے کہ یہ نمازیں پورے ذوق و شوق سے اسی وقت ادا کرے جب ان کی اذان دی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے ہدایت کے تمام طریقے واضح فرما دئیے ہیں۔ یہ نمازیں بھی ان میں سے ہی ہیں۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱ / ۲۸۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جس نے نماز ترک کر دی اس کا دین سے کوئی لینا دینا نہیں۔

والصلاۃ الوسطٰی

اور بیچ والی نماز سے۔

ا۔ امام ترمذیؒ نے ترمذی ۱/۲۹۳ میں حضرت ابن مسعودؓ کے حوالے سے حدیث مبارکہ بیان فرمائی ہے آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا صلاۃ الوسطی سے مراد عصر کی نماز ہے۔

۲۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۵/۳۱۸ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت بیان فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

مشرکوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے پیٹ اور خبریں آگ سے بھرے انہوں نے ہمیں صلاۃ الوسطی سے روکے رکھا۔

وقوموا للہ قانتین

اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے۔

ا۔ حضرت امام شافعیؒ نے مسند ۲/۱۱۹ میں حضرت ابن مسعودؓ کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

حبشہ کی ہجرت سے پہلے ہم لوگ سرکار دوعالم ﷺ کو حالت نماز میں سلام کیا کرتے تو آقا ﷺ حالت نماز میں ہی ہمارے سلام کا جواب مرحمت فرمادیا کرتے۔ حبشہ سے واپسی پر میں سلام کی غرض سے حاضر خدمت ہوا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نماز ادا فرمارہے تھے میں نے سلام کیا مگر آقائے دوجہاں ﷺ نے جواب نہ دیا مجھے وسوسوں نے آگھیرا۔ چنانچہ

میں وہیں بیٹھ گیا۔ جب آقائے دوجہاں ﷺ نماز مکمل فرما چکے تو فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں نیا حکم اتارتے ہیں، نیا حکم یہ آیا ہے کہ نماز میں باتیں مت کرو۔

۲۔ سیوطی نے الدر۶ ۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قانت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار ہو۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ا /۳۰۸ میں لکھا ہے طبرانی نے الاوسط میں یہ حدیث شریف بیان کی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرکار دوعالم ﷺ وتر کے علاوہ کسی نماز میں دعائے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے البتہ جب جنگ جاری ہوتی تو آپ ﷺ تمام نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھتے اور مشرکین کے لیے بددعا فرماتے۔

۴۔ امام ترمذی نے ۱۳/ ۳۱۲۔ ۳۱۳ میں یہ حیث نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات ﷺ نماز وتر میں رکوع کرنے سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ حضرت سفیان ثوری نے بھی ابان بن ابی عیاش سے یوں ہی روایت بیان فرمائی ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ

کون شخص ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض کہ وہ اس کو دونا کردے۔

ا۔ علامہ طبری نے جامع ۵/ ۲۸۴۔ ۲۸۵ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں جب آیت کریمہ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا نازل ہوئی تو صحابی رسول حضرت

ابوالدحداحؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا واقعی اللہ تعالیٰ ہم سے قرض لینا چاہتا ہے؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہاں! ابو دحداح۔

حضرت ابو دحداحؓ نے عرض کیا جناب اپنا دست مبارک آگے بڑھائیے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنا دست مبارک انہیں پکڑا دیا تو انہوں نے عرض کیا میں نے کھجور کے چھ سو درختوں والا اپنا باغ اپنے رب کو قرض دیا۔

اس کے بعد آپؓ اپنے باغ کو چل دیے۔ آپؓ کی زوجہ محترمہ حضرت ام دحداح وہاں اپنے بچوں میں موجود تھیں انہیں آواز دی۔ اے ام دحداح! حضرت ام دحداح نے کہا جی! آپؓ نے فرمایا اس باغ سے باہر نکل آؤ چھ سو درختوں کا یہ باغ میں نے اپنے پروردگار کو قرض دے دیا ہے۔

وَلَوْلا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الأَرْضُ

اور اگر دفع نہ کرواے اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو خراب ہو جاوے ملک۔

۱۔ علامہ قرطبی نے احکام ۲۶۰:۳ میں لکھا ہے (ابو بکر الخطیب نے یہ حدیث مبارکہ نقل کی ہے) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں۔ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں چند عاجز لوگ چرنے والے جانور اور دودھ پیتے بچے نہ ہوتے تو ایمان والوں پر عذاب کب کا آ چکا ہوگا۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ا/ ۳۲۰ میں لکھا ہے طبرانی نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا! میری امت میں چالیس ایسے مرد ہمیشہ رہیں گے جن کے دل حضرت ابراہیمؑ کے دل جیسے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اہل زمین سے مصائب دور فرماتے رہیں گے۔ ان لوگوں کو ابدال کہا جائے گا۔ انہوں نے یہ مقام نماز، روزے اور صدقہ کے ذریعے حاصل نہیں کیا ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض اللہ کے رسول !ﷺ انہیں یہ مقام کسی وجہ سے ملا ہوگا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا دریا دلی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی وجہ سے۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ا/ ۳۲۰ میں لکھا ہے کہ ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے بھی یہ حدیث بیان کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے تین سو بندے ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدمؑ کے دل جیسے ہیں، اور مخلوق میں اللہ جل جلالہ کے چالیس بندے ایسے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰؑ کے دل جیسے ہیں۔ اور مخلوق میں اللہ عزوجل کے سات بندے ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیمؑ کے دل جیسے ہیں، مخلوق میں اللہ کریم کے پانچ بندے ایسے ہیں جن کے دل حضرت جبرائیلؑ کے دل جیسے ہیں مخلوق میں اللہ کریم کے تین بندے ایسے ہیں جن کے دل حضرت میکائیلؑ کے دل جیسے ہیں اور مخلوق میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ایک بندہ ایسا ہے جس کا دل حضرت اسرافیلؑ کے دل جیسا ہے۔

جب یہ ایک بندہ وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین میں سے کسی کو اس کی جگہ پر لے آتے ہیں، اور جب ان تین میں سے کوئی وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پانچ میں سے کسی کو اس کی جگہ لے آتے ہیں اور جب ان پانچ میں سے کوئی وصال فرماتا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سات میں سے کسی کو اس کی جگہ پر لے آتے ہیں اور جب ان سات میں سے کوئی انتقال فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس میں سے کسی کو اس کی جگہ پر لے آتے ہیں اور جب چالیس میں سے کوئی رحلت فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ تین سو میں سے کسی کو اس کی جگہ پر لے آتے ہیں۔ اور جب تین سو میں سے کوئی اس جہان فانی کو الوداع کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ عوام میں سے کسی اس کی جگہ پر لے آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے زندہ کرتے ہیں مارتے ہیں، بارش برساتے ہیں، کھیتی اگاتے ہیں مصیبتیں دور فرماتے ہیں۔

لوگوں نے عرض کیا ان کی وجہ سے کیسے زندہ کرتے اور مارتے ہیں؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔

وہ یوں کہ یہ نیک لوگ اللہ تعالیٰ سے لوگوں کی کثرت کا سوال کرتے ہیں تو لوگ کثیر ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ ظالموں کے لیے بددعا کرتے ہیں تو ان کا قلع قمع کر دیا جاتا ہے، یہ لوگ بارش مانگتے ہیں تو لوگوں کو بارش عطاء ہوتی ہے، یہ لوگ دعا کرتے ہیں تو کھیتی پھل پھول لاتی ہے اور یہ لوگ دست دعا بلند کرتے ہیں تو آنے والی قسما قسم کی مصیبتیں ٹال دی جاتی ہیں۔

اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اللہ اس کے سوائے کسی کی بندگی نہیں۔ جیتا ہے، سب کا تھامنے والا نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے اور پیٹھ پیچھے اور یہ نہیں گھیر سکتے اس کے علم میں سے کچھ مگر ہو وہ چاہے گنجائش ہے اس کی کرسی میں اسمان اور زمین کو اور تھکنا نہیں ان کے تھامنے سے اور وہی ہے اوپر سب سے بڑا۔

علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/۴۵۴ میں لکھا ہے ابن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ ایک دن لوگوں کے پاس تشریف لائے، لوگ خاموش بیٹھے تھے آپؓ نے فرمایا تم میں سے کون بتائے گا کہ قرآن مجید کی سب سے عظیم آیت کریمہ کونسی ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا آپ باخبر آدمی سے آملے ہیں۔ میں اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن مجید کی عظیم ترین آیت مبارکہ یہ ہے اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔

۲۔ امام ترمذی نے اپنی صحیح ۱۱/۱۵۔ ۱۶ میں لکھا ہے حضرت امام سفیان ثوری نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کی وضاحت میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین میں کوئی چیز آیت الکرسی سے عظیم پیدا نہیں فرمائی۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱/۳۲۳میں لکھا ہے علامہ محاملی نے فوائد میں حضرت ابن مسعودؓ کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کسی آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجیے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے نفع بخشے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

آیت الکرسی پڑھا کر۔ یہ تیری، تیری اولاد کی، تیرے گھر کی اور تیرے گھر کے ارد گرد گھروں کی حفاظت کرے گی۔

۴۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/۴۵۳میں لکھا ہے کہ ابو عبید نے کتاب الغریب میں کہا کہا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ ایک آدمی گھر سے باہر نکلا تو اسے ایک جن ملا۔ جن نے اسے کہا کیا تو مجھے پچھاڑ سکتا ہے؟ اگر تو مجھے پچھاڑ لے تو میں تجھے ایک ایسی آیت سکھاؤں گا اگر تو گھر داخل ہوتے وقت اسے پڑھے گا تو شیطان اس میں داخل نہیں ہو گا۔

چنانچہ انسان نے جن سے کشتی کی تو اس نے پچھاڑ ڈالا۔ پھر اسے کہا مجھے تم بڑے لاغر اور کمزور نظر آتے ہو تمہارے بازو ایسے ہیں جیسے کتے کی ٹانگیں ہوتی ہیں کیا تم سب جن ایسے ہی ہوتے ہو یا تم ان میں سے ایسے ہو؟ جن نے کہا میں تو ان میں سے سب سے طاقتور ہوں۔ تم دوبارہ مجھ سے کشتی کرو۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ کشتی کی تو انسان نے اسے پچھاڑ ڈالا۔ اب جن کہنے لگا آیت الکرسی پڑھا کرو کیونکہ جب بھی کوئی گھر داخل ہوتے ہوئے اسے پڑھتا ہے شیطان گدھے کی طرح گوز مارتے ہوئے اس کے گھر سے نکل جاتا ہے۔

۵۔ علامہ سیوطی نے الدر ا /۳۲۸میں تحریر کیا ہے کہ امام بیہقی نے اسماء صفات میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓاورچند دیگر صحابہ کرامؓ سے اس آیت مبارکہ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم کی تفسیر یوں نقل فرمائی ہے۔

القیوم سے مراد قائم رکھنے والا ہے۔

البینہ سے مراد نیند کی وہ ہلکی سی مہک ہے جو چہرے کو چھوتی ہے تو انسان اونگھنے لگتا ہے۔

مابین ایدیھم سے مراد دنیا ہے اور ماخلفہم سے مراد آخرت ہے۔ لایحیطون بشیئ من علمہ کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے علم میں سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔۔

وسع کرسیہ السموات والارض کا مطلب یہ ہے کہ تمام آسمان اور زمین کرسی کے وسط میں ہیں اور کرسی عرش کے سامنے رکھی ہے۔ جبکہ عرش اللہ تعالیٰ کے قدم رکھنے کی جگہ ہے۔

اورلا یؤودہ سے مراد یہ ہے کہ اس پر یہ حفاظت والا کام بوجھل نہیں ہے۔

٦۔ علامہ سیوطی نے الدر ا /۳۲۸میں لکھا ہے ابن المنذراورابو شیخ نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول !ﷺ مقام محمود کیا ہے؟ آقا علیہ الصلوۃ و التسلیم نے فرمایا یہ اس دن ملے گا جس دن اللہ جل جلالہ کرسی پر نزول فرمائیں گے۔ کرسی

سے ایسی آوازیں آرہی ہوں گی جیسی تنگ ہونے کی وجہ سے نئے کجاوہ سے آتی ہیں۔
حالانکہ آسمان وزمین کے درمیان جتنی وسعت ہے اتنی اس کی وسعت ہوگی۔
۷۔ قرطبی نے احکام ۲۷۷/۳ میں تحریر کیا کہ علامہ بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے فرمایا وسع کرسیہ سے مراد اللہ جل جلالہ کا علم ہے۔

لا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ
زور نہیں دین کی بات میں کھل چکی ہے صلاحیت بے راہی سے۔
۱۔ علامہ بغوی نے ۲۲۸/۳ میں لکھا ہے کچھ لوگوں کا کہنا کہ یہ بات ابتداء اسلام کی جبکہ ابھی قتال کا حکم نہیں آیا تھا پھر بعد میں قتال والی آیت کریمہ کی وجہ سے یہ آیت منسوخ ہوگئی تھی۔
حضرت ابن مسعودؓ کا فرمان بھی یہی ہے۔

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ
یا جیسے وہ شخص کہ گزرا ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کہاں جلاوے گا اس کو اللہ مر گئے پیچھے پھر مار رکھا اس شخص کو اللہ نے سو برس پھر اٹھایا کہا تو کتنی دیر رہا بولا میں رہا ایک

دن یا دن سے کچھ کم کہا بلکہ تو رہا سو برس اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا سڑ نہیں گیا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نے نمونہ کیا چاہیں لوگوں کے واسطے۔

ا۔ علامی سیوطی نے الدر ا/۳۳۳میں حضرت عکرمہ کے حوالے سے لکھا ہے ولنجعلک ایۃ اللناس۔ کی تفسیر یہ ہے جب حضرت عزیر کو دوبارہ زندہ کیا گیا تو ان کی عمر ایک سو چالیس سال تھی۔ مگر تھے بالکل جوان جبکہ ان کی اولاد کی عمر سو سال تھی مگر وہ بوڑھے ہو چکے تھے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعودؓ سے ایسی ہی تفسیر نقل کی ہے۔

اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکھا مجھے کیونکر جلائے گا تو مردے۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ا/۳۱۲میں اس آیت کریمہ کا سبب نزول لکھا ہے اس میں یہ ہے کہ جب حضرات ابراہیمؑ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل بنالیا ہے تب انہوں نے یہ سوال کیا تھا تاکہ معلوم کرلیں یہ خوشخبری بالکل صحیح ہے۔

سدی نے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے یہ بات ذکر کی ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ

مثال ان کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے۔

ا۔ حضرت امام احمد بن حنبل کے فرزند حضرت عبداللہ نے فرمایا ہمیں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت پہنچی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ بلا

شبہ اللہ تعالیٰ انسان کی ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیوں جتنا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ سات سو گنا تک بھی عطا فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الأَرْضِ وَلا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ

اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور جو ہم نے نکال دیا تم کو زمین میں سے اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو۔

١۔ امام رازیؒ نے مفاتیح ٢/٣٤٤ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت مجاہد نے فرمایا الطیب سے مراد حلال ہے اور الخبیث سے حرام مراد ہے۔

٢۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ٥/٢٤٦۔ ٢٤٧ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: کوئی آدمی اگر حرام کمائے اور اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرے تو اس کے مال میں کوئی برکت نہ ہوگی اور اگر صدقہ کرے تو قبول نہ ہوگا اور اگر یہ مال چھوڑ کر مر گیا تو یہی مال اسے جہنم تک لے جانے کا ذریعہ بن جائے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ برائی، برائی سے نہیں مٹاتے بلکہ اچھائی کے ذریعے برائی مٹاتے ہیں اور بلاشبہ برائی، برائی مٹانے کے کام آ ہی نہیں سکتی۔

٣۔ علامہ سیوطی نے الدر ا/٣٠٦ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ پاکیزہ مال زکوٰۃ نہ دینے سے گندہ ہوجاتا ہے اور گندہ مال زکوٰۃ کی دائے گی کے باوجود پاکیزہ نہیں ہوتا۔

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلا

شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو تنگی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہے اپنی بخشش کا۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱/۳۴۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔

انسان کی مثال اس چیز کی مانند ہے جو اللہ تعالیٰ اور شیطان مردود کے درمیان پڑی ہو۔ اگر اللہ جل جلالہ کو اس چیز سے کوئی کام ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے شیطان سے محفوظ رکھیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ کو اس چیز سے کوئی کام نہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ شیطان کو اس چیز تک جانے سے نہیں روکیں گے۔

۲۔ امام ترمذیؒ نے اپنی صحیح ۱۱/۱۰۹۔ ۱۱۰ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث مبارکہ بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: بلاشبہ شیطان بھی انسان کو چھوتا ہے اور رحمان کی بھی انسان سے ملاقات رہتی ہے۔ شیطان کا چھونا یہ ہے کہ وہ اسے بربادی کا خوف دلائے گا اور سچ کی تکذیب پر ابھارے گا جبکہ رحمن کی ملاقات یہ ہے کہ وہ اسے اچھائی کا یقین دلائے گا اور سچ کی تصدیق کرنے کو کہے گا۔ تو جو بندہ اپنے دل میں یہ بات محسوس کرے اسے سمجھ لینا چاہیے کہ یہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی چاہیے۔ اور جو بندہ اوپر والی بات اپنے دل میں محسوس کرے تو وہ شیطان مردود سے اللہ جل جلالہ کی پناہ مانگے۔ یہ باتیں بیان فرما کر بعد میں آپ ﷺ نے

قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی الشیطان یعدکم انفقوہ ویامرکم بالفحشاء (شیطان وعدہ دیتا ہے تم کو تنگی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا۔)

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

دیتا ہے سمجھ جس کو چاہے اور جس کو کچھ ملی بہت خوب ملی۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مسند۵/۲۳۷اور۶/۷۸۔ ۷۹میں حضرت ابن مسعودؓ کے حوالے سے یہ حدیث مبارکہ بیان فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

دو آدمیوں کے سوا کسی اور پر حسد کرنا جائز نہیں۔ ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا تو وہ اسے راہ حق میں لٹا دے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ جل جلالہ نے دانائی سے مالا مال کیا تو وہ اس کے ذریعے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو یہ دانائی سکھاتا ہے۔

۲۔ ابن جوزیؒ نے زادالمعاد ۱/۳۲۴میں حضرت ابن مسعودؓ کا فرمان تحریر کیا ہے کہ حکمت سے مراد، قرآن مجید ہے۔

۳۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱/۴۷۶میں لکھا ہے کہ ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعودؓ کی یہ مرفوع حدیث نقل فرمائی ہے۔ اللہ جل جلالہ سے ڈرتے رہنا ہی اصل دانائی ہے۔

وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ

اور گنہگاروں کا کوئی مددگار نہیں۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ا / ۳۵۲ میں لکھا ہے کہ طبرانی نے حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: لوگو! ظلم مت کرو ورنہ تم دعائیں کرو گے تو قبول نہ ہوں گی بارش مانگو گے تو بارش نہیں ہوگی اور مدد مانگو گے تو تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ

اگر کھل کر دو خیرات تو کیا اچھی اور اگر چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو تم کو بہتر ہے اور اتارتا ہے کچھ گناہ تمہارے۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵ / ۲۵۰۔ ۲۵۱ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت بیان فرمائی ہے، آپؓ فرماتے ہیں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا!

اپنا چہرہ آگ سے بچاؤ اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعے ہو۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ا / ۳۵۵ میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے یہ روایت بیان کی ہے آپؓ فرماتے ہیں۔

ایک راہب نے کسی گرجے میں ساٹھ سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ایک دن ایک عورت وہاں آ نکلی۔ دونوں ایک دوسرے کی جانب مائل ہوئے۔ یہ راہب چھ راتیں اس سے منہ کالا کرتا رہا پھر شرمندہ ہوا تو بھاگ کر ایک مسجد میں چلا گیا وہاں تین دن ایسے رہا کہ کچھ کھایا پیا

نہیں۔ کہیں سے ایک روٹی ملی تو اسے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا اپنے داہنی جانب والے آدمی کو دے دیا اور دوسرا اپنی بائیں جانب بیٹھے آدمی کو تھما دیا۔

اب اللہ جل جلالہ نے موت کا فرشتہ اس کی طرف بھیجا اس نے اس کی روح نکال لی۔ پھر اس کی ساٹھ سالہ عبادت ایک پلڑے میں رکھی گئی اور چھ راتوں کا گناہ دوسرے پلڑے میں رکھا گیا۔ چھ راتوں والا پلڑا بھاری ہو گیا۔ پھر دوسری جانب وہ روٹی رکھی گئی تو وہ پلڑا بھاری ہو گیا۔

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا

دینا ہے ان مفلسوں کو جو اٹک رہے ہیں اللہ کی راہ میں چل پھر نہیں سکتے ملک میں سمجھے ان کو بےخبر محفوظ ان کے نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرے سے نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر۔

ا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۳۰ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت بیان فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا۔ مانگنے کے لیے چکر پہ چکر لگانے والا مسکین نہیں ہوتا اور نہ وہ مسکین ہے جو ایک کھجور یا دو کھجوروں یا ایک لقمہ یا دو لقموں کے لیے در در پہ جاتا ہے بلکہ مسکین وہ ہے جو سوال کرنے سے کترائے۔ لوگوں سے کچھ بھی نہ مانگے اور نہ ایسا انداز اختیار کرے کہ اسے صدقہ دیا جائے۔

۲۔ امام رازی نے مفاتیح ۲/۳۵۵میں حضرت ابن مسعودؓ کے حوالے سے یہ روایت لکھی ہے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ پاکدامن اور سوال سے بچنے والے کو پسند فرماتے ہیں اور گندہ دھن بد گو لپٹ لپٹ کر مانگنے والے کو ناپسند فرماتے ہیں۔ اگر اسے زیادہ دیا جائے تو تعریفوں کے پل باندھ دے اور اگر کم دیا جائے تو مذمت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔

۳۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند۶/۲۰۰ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث مبارکہ بیان فرمائی ہے ۔ آپؓ فرماتے ہیں۔ رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا : جس نے بلا ضرورت کسی سے کوئی چیز مانگی وہ قیامت کے دن یوں آئے گا کہ اس کے چہرے میں خراش ہوگی۔ اور جس کے پاس پچاس درہم یا ان جتنا سونا ہو اسے صدقہ نہیں دیا جا سکتا۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لا يَقُومُونَ إِلا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا

جو لوگ کھاتے ہیں سود نہ اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے جس کے حواس کھو دیے جن نے لپٹ کر یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا سودا کرنا بھی تو ویسا ہی ہے جیسے سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود۔

ا۔ حضرت امام مالک رحمہ نے الموطا ۲/ ٦٨٢ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے ۔ اگر کوئی کسی کو قرض دے تو کسی قسم کے اضافے کی شرط نہ رکھے اگرچہ مٹھی بھر گھاس ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہ بے سود ہے ۔

۲۔ حاکم نے مستدرک ۲/۳۷میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت بیان کی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا:

سود کی تہتر قسمیں ہیں۔ ہلکی ترین قسم بھی ایسی جیسے بندہ اپنی ماں سے نکاح کرلے اور بلاشبہ سب سے بڑا سود یہ ہے کہ بندہ مسلم کو بے عزت کیا جائے۔

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ

مٹاتا ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہے خیرات۔

ا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۵/۲۸۳میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں شفیع عاصیاں ﷺ نے فرمایا: سود اگرچہ اضافہ کا نام ہے مگر انجام کار یہ قلت کا باعث بنتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۲۷۸) فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہ گیا سود اگر تم کو یقین ہے۔ پھر اگر نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے۔۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۳۰۹میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں شافع محشر ﷺ نے فرمایا! سود کھانے والے پر ل، سودی معاملہ کے نمائندہ پر، اس معاملہ کے دونوں گواہوں پر اور اس کے لکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

برستی ہے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ سود اور زنا جو قوم بھی اختیار کرتی ہے اس پر اللہ جل جلالہ کا عذاب ضرور آتا ہے۔

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ

اور اگر ایک شخص ہے تنگی والا تو فرصت دینی چاہیے جب تک کشائش پاوے اور اگر خیرات کر دو تو تمہارا بھلا ہے۔

اعلامہ ربیع نے مسند ۲/۴۶ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل کی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں ساقی کوثر ﷺ نے فرمایا۔

فقیر آدمی مانگنے کے لیے کسی کے پیچھے پڑ جانا حرام ہے اور کسی اور کی چیز پر دعوی جتانے والا اور اپنے ذمہ واجب چیز کا انکار کرنے والا دونوں نافرمان اور گنہگار ہیں۔

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/۲۵۴ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث شریف نقل کی ہے، آپؓ فرماتے ہیں، رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

تم سے پہلے زمانے میں فرشتے ایک آدمی کی روح اوپر لے کر گئے تو اس سے پوچھا تو نے کبھی کوئی نیک کام بھی کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں فرشتوں نے اسے کہا یاد کر شاید کبھی کوئی نیک کام کیا ہو۔ اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا البتہ ایک ہے کہ میں لوگوں کو جب ادھار دیتا تو اپنے بچوں سے کہتا کہ جو قرض لینے والوں میں سے جو ذرا صاحب حیثیت ہو اسے مہلت دیا

کرو اور جو تنگدست ہو اس سے درگزر کا معاملہ کیا کرو، اس کی یہ بات سن کر اللہ جل جلالہ نے فرشتوں سے فرمایا تم بھی اس سے درگزر والا معاملہ کرو۔

وَلا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلا شَهِيدٌ

اور نقصان نہ کرے لکھنے والا نہ شاہد۔

ا۔ علامہ رازی نے مفاتیح ۲/ ۳۷۵ میں لکھا ہے اس آیت مبارکہ میں نقصان دینے سے جو ممانعت فرمائی گئی ہے ہو سکتا ہے اس سے مراد یہ ہو کہ جس کا حق بن رہا ہے وہ کاتب اور گواہ کو کوئی نقصان نہ دے یا یہ کہ انہیں ان کے کاموں سے نہ روکے۔

یہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عطاء اور حضرت مجاہد کا فرمان ہے۔

وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ

اور اگر تم کھولو گے اپنی جی کی بات یا چھپاؤ گے حساب لے گا تم سے اللہ پھر بخشے گا جس کو چاہے گا اور عذاب کرے گا جس کو چاہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۶/ ۱۱۰ میں لکھا ہے حضرت ضحاک فرماتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ آیت مبارکہ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے آیت مبارکہ میں مذکور محاسبہ والی بات اس آیت مبارکہ لہا ماکسبت وعلیہا مااکتسبت

کے نازل ہونے سے پہلے کی ہے۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو پہلی آیت منسوخ ہو گئی۔

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/ ۲۶۱۔ ۲۶۲ میں لکھا ہے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اتاری للہ ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ تو صحابہ کرامؓ بڑے پریشان ہوئے۔ چنانچہ وہ سرکاردو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہمیں جن کاموں کا حکم دیا گیا مثلاً نماز، روزہ، جہاد، صدقہ ان کی تو ہم طاقت رکھتے ہیں مگر اب جو آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے یہ تو ہمارے بس کی بات نہیں۔ سرکردو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم بھی اہل کتاب کی سی بات کہنا چاہتے ہو کہ سمعنا وعصینا۔ یوں نہ کہو بلکہ یوں کہو سمعنا واطعنا غفرانک ربنا الیک المصیر۔

صحابہ کرامؓ نے جب یہ کہہ لیا سمعنا واطعنا تو اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت مبارکہ وان تبدوا الخ منسوخ فرما کر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما کتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطئنا۔ (اس دعا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہاری یہ دعا قبول کرلی) ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے یہ دعا قبول کی (واعف عنا واغفرلنا وارحمنا۔ انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے یہ دعا قبول کی۔

یہ تفسیر حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباس وغیرہما سے منقول ہے۔

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ

مانا رسول نے جو کچھ اترا اس کو اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۴۳/۵ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ جناب خاتم الانبیاء ﷺ سفر معراج میں جب سدرۃ المنتہی کے پاس پہنچے تو وہاں آپ ﷺ کو تین عمدہ چیزیں عطا کی گئیں۔ ۱۔ پانچ نمازیں۔ ۲۔ سورۃ بقرہ کی آخری آیات۔ ۳۔ ہر اس امتی کی بخشش جس نے اللہ جل جلالہ کے ساتھ شرک نہ کیا۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱/۳۷۸ میں لکھا کہ فریابی، ابو عبید، طبرانی اور محمد بن نصر نے حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

سورہ بقرہ کی یہ آخری آیات عرش الٰہی کے نیچے پڑے خزانہ سے اتری ہیں۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱/۳۷۸ میں لکھا ہے خطیب نے تلخیص المتشابہ نامی کتاب میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔ جس نے سورۃ بقرہ کی آخری تین آیات کی تلاوت کی اس نے بہت تلاوت کی اور اچھا کام کیا۔

۴۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۱/۳۷۱ میں لکھا ہے جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت کے خزانوں میں سے دو آیات نازل فرمائی ہیں۔ رحمن و رحیم ذات نے مخلوق کی تخلیق سے دو ہزار برس قبل اپنے دست قدرت سے یہ آیات لکھیں۔ جو بندہ عشاء کے بعد ان کی تلاوت کرے گا اسے رات کے قیام کا ثواب ملے گا۔

***

۳۔ سورۃ آل عمران

۱۔ علامہ قرطبی نے احکام ۲/۴میں لکھا ہے کہ دارمی نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے سورۃ آل عمران فقیر آدمی کے لیے کیا خوب خزانہ ہے جسے وہ رات کے آخری پہر تلاوت کرتا ہے۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۲میں لکھا ہے کہ دارمی، محمد بن نصر اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: جس نے سورۃ آل عمران کی تلاوت کی وہ مالدار ہے اور سورۃ نساء زینت بخشتی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ صَوِّرُكُمْ فِي الأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ۔

وہی تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہے۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۴میں لکھا ہے کہ ابن المنذر نے حضرت ابن مسعودؓ کا اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ فرمان نقل کیا ہے کہ کیف یشاء کی تفسیر یہ ہے مذکر بنائے یا مونث بنائے۔

۲۔ طبری نے جامع ۶/۱۶۷میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند اور صحابہ کرامؓ سے اس آیت کریمہ کی تفسیریوں منقول ہے۔

جب نطفہ رحم مادر میں پہنچتا ہے تو چالیس دن تک یوں ہی پڑا رہتا ہے پھر چالیس دن لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے پھر چالیس دن گوشت پوست کی شکل اختیار کیے رہتا ہے۔ جب اسے زندہ کرنے کی نوبت آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی صورت بنانے کے لیے ایک فرشتہ بھیجتے ہیں۔ فرشتہ اپنی دو انگلیوں میں مٹی لے کر آتا ہے اور اس اسے اس گوشت مین ملا کر گوندھتا ہے پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہوتا ہے اس طرح کی شکل و صورت بنا دیتا ہے۔ اس کے بعد عرض کرتا ہے کہ یہ مذکر ہوگا یا مونث؟ بدبخت ہوگا یا خوش بخت؟ اس کا رزق کتنا ہے؟ اس کی زندگی کتنی ہے؟ اس میں قابلیت و صلاحیت کتنی ہوگی؟ اسے کتنی مشکلات کا سامنا ہوگا؟ پس اللہ تعالیٰ جیسا جیسا بتاتے ہیں فرشتہ لکھتا جاتا ہے۔ آدمی جب فوت ہوتا ہے تو وہیں دفن ہوتا ہے

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۔
وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں پکی ہیں سو جڑ ہے کتاب کی اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی۔۔

ا۔ طبری نے جامع ۱/۶۸ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت بیان کی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:
آسمان سے پہلی کتاب ایک ہی باب میں اتری تھی اور اس کے پڑھنے کا ایک ہی طریقہ تھا مگر قرآن پاک سات ابواب پر مشتمل ہے اور اس مین سات چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ زجر و

توبیخ، اوامر، حلال، حرام، محکم، متشابہ اور مثالیں۔ پس تم اس کے حلال کو حلال سمجھو، اس کے حرام کو حرام سمجھو، جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے ان پر عمل کرو، جن سے روکا گیا ہے ان سے رک جاؤ۔ اس کی مثالوں سے سبق حاصل کرو، اس کے واضح احکامات پر عمل کرو اور جو واضح نہ ہوں۔ ان پر ایمان لاؤ اور یوں کہو آمنا بہ کل من عند ربنا (ہم اس پر یقین لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے)۔

طبری نے اس حدیث کی سند آخر میں ذکر کی ہے۔

۲۔ علامہ سیوطی الدر ۲/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

جیسے کسی راستہ پر روشنی کی جگہ ہوتی ہے ایسے ہی قرآن مجید میں بھی روشنی کی جگہ ہے پس جو تم پر واضح ہو جائے اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جاؤ اور واضح نہ ہو اسے یوں ہی رہنے دو۔

۳۔ طبری نے جامع ۶/۱۷۵ میں لکھا حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا۔ محکم آیات وہ ہیں جو ناسخ ہیں اور جن پر عمل کیا جاتا ہے۔ اور متشابہ آیات وہ ہیں جو منسوخ کر دی گئیں۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ

سو جن کے دل پھرے ہوئے ہیں وہ لگتے ہیں ان کے ڈھب والیوں سے تلاش کرتے ہیں گمراہی اور تلاش کرتے ہیں ان کی کل بٹھانی۔

۱۔ طبری نے جامع ۶/۱۸۴ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں زیغ سے مراد شک ہے۔

وَ مَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ

اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۴/۱۶ میں لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ میں وما یعلم تاویلہ الا اللہ پر وقف تام ہے اور والراسکون فی العلم یقولون أمنا بہ سے نیا جملہ شروع ہو رہا ہے۔

یہ بات حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ وغیرہ سے منقول ہے۔

۲۔ ابن جوزی نے زاد ۱/۳۵۴ میں لکھا ہے حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کریمہ کی قرأت یوں فرمائی ہے ویقول الراسخون فی العلم امنا بہ۔

حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ وغیرہ نے یہ معنی اختیار فرمایا ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

ابھی ہو چکا ہے تم کو ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بھڑی تھیں ایک فوج ہے کہ لڑائی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری منکر ہے یہ ان کو دیکھتے ہیں اپنے دو صریح آنکھوں سے اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا جس کو چاہے۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ا/۳۵۶ میں لکھا ہے اس آیت مبارکہ میں مومنوں کو مخاطب بنایا گیا ہے یہ تفسیری نکتہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت حسن سے منقول ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۶/۲۴۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس آیت کریمہ میں جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں اس دن جب ہم نے مشرکوں کو دیکھا تو وہ ہمیں اپنے سے کمزور نظر آئے پھر جب ہم نے دوبارہ انہیں دیکھا تو ہمیں نظر آیا کہ صرف ایک آدمی ان کا ہم سے زیادہ ہے۔ اسی حالت کو اللہ جل جلالہ نے اپنے فرمان عالیشان میں بیان فرمایا۔واذیریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا و یقللکم فی اعینہم (الانفال/۴۴۹ (اور جب تم کو دکھائی وہ فوج ملاقات کے تمہاری آنکھوں میں تھوڑی)

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُؕ (۱۸)اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ

اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اور فرشتوں نے اور علم والوں نے وہی حاکم انصاف کا کسی کو بندگی نہیں سوائے اس کے زبردست ہے حکمت والا دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکم براری۔

۱۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۱۹/۲ میں لکھا ہے کہ حافظ ابوالقاسم الطبرانی نے معجم الکبیر میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت ذکر کی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس آیت کریمہ کی تلاوت کرنے والا جب قیامت کے دن حاضر ہوگا تو رب تعالیٰ شانہ فرمائیں گے میرے بندے نے میرے ساتھ عہد کیا تھا، آج میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا۔ میرے بندے کو جنت میں داخل کردو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

جو لوگ منکر ہوں اللہ کی آیتوں سے اور مار ڈالتے ہیں نبیوں کو ناحق اور مار ڈالتے جو کوئی کہے انصاف کو لوگوں میں سے سو ان کو خوشخبری سناؤ دکھ والی مار کی۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۶۴/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جناب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہت برے لوگ ہیں وہ جو ایسے لوگوں کو شہید کرتے ہیں جو دوسروں کو انصاف کرنے کا کہتے ہیں۔ بہت برے لوگ ہیں وہ جو نہ نیکی کا کہتے ہیں نہ برائی سے روکتے ہیں بہت برے لوگ ہیں وہ جن کے درمیان مومن بندہ ڈر ڈر کے رہتا ہو۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ

تو لے آوے رات کو دن میں اور تو لے آوے دن کو رات میں۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۱۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:

سردیوں کے دن، سردیوں کی راتوں کی لمبائی میں داخل کرکے چھوٹے کر دیئے گئے اور گرمیوں کی راتیں، گرمیوں کے دنوں کی طوالت میں داخل کرکے چھوٹی کردی گئیں۔

وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ

اور تو نکالے جیتا مردے سے اور تو نکالے مردہ جیتے سے۔

۱۔ طبری نے جامع ۶/۳۰۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:

اس آیت کریمہ میں نطفہ کے بارے میں بیان ہورہا ہے جو آدمی سے نکلتا ہے تو مردہ ہوتا ہے جبکہ آدمی زندہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس سے جب ایک انسان پیدا ہوتا ہے تو وہ زندہ ہوتا ہے حالانکہ خود یہ نطفہ تو مردہ تھا۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ (۳۸) فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (۳۹) قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَ امْرَاَتِیْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ (۴۰)۔

وہاں دعا کی زکریا نے اپنے رب سے کہا اے رب میرے عطا کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بیشک تو سننے والا ہے دعا۔ پھر اس کو آواز دی فرشتوں نے جب وہ کھڑا تھا نماز میں حجرے کے اندر کہ اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ کی جو گواہی دے گا اللہ کے ایک حکم کی اور سردار ہوگا اور عورت پاس نہ جاوے گا اور نبی ہوگا نیکوں میں۔ بولا اے رب کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور مجھ پر آیا بڑھاپا اور عورت میری بانجھ ہے فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہے۔

ا۔ حاکم نے مستدرک ۲/ ۵۹۰ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

حضرت زکریاؑ نے اپنے پروردگار کو آہستگی سے پکارا اور عرض کیا (بوڑھی میری ہڈیاں اور ڈیک نکلی سر سے بڑھاپے کی اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے اپنے پیچھے۔ (مراد والد محترم کے رشتہ دار ہیں (اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے) یعنی وہ میری نبوت کا وارث بنے (اور اس کو اے من بھاتا (مریم۔ ۴/۶)

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/ ۲۱ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آقا ﷺ کی حدیث پاک بیان فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اس کی ماں کے پیٹ میں کافر پیدا کیا تھا اور حضرت یحیٰ بن زکریا (علیہما السلام) کو ان کی والدہ کے بطن مبارک میں ہی مومن پیدا فرمایا۔

وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ

اور تو نہ تھا ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون پالے گا مریم کو اور تو نہ تھا ان کے پاس جب وہ جھگڑتے تھے۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/ ۲۰ میں لکھا ہے کہ امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور دیگر صحابہ کرامؓ سے روایت بیان کی ہے : جو لوگ توراۃ کی کتابت کرتے تھے جب کوئی آزاد کردہ بچہ ان کے پاس لایا جاتا تو وہ قرعہ ڈالا کرتے تھے کہ کون اسے لے اور اسے تعلیم دے۔ چونکہ حضرت زکریاؑ ان سب سے افضل تھے وہ بھی ان کے ساتھ ہوتے تھے اور حضرت مریم کی ہمشیرہ آپؑ کی زوجیت میں تھیں اس لیے جب حضرت مریم کو لوگ لے کر آئے تو آپ نے فرمایا تم سے زیادہ میرا حق بنتا ہے کہ اس کی پرورش کروں کیونکہ اس کی ہمشیرہ میرے نکاح میں ہے۔

چنانچہ یہ لوگ اردن کی نہر کو چل دیے وہاں انہوں نے توراۃ لکھنے والی قلمیں نہر میں ڈال دیں تاکہ دیکھیں کہ کس کی قلم اوپر کو کھری ہوتی ہے اور وہ پرورش کرتا ہے، قلمیں پانی کی رو میں بہنے لگیں۔ حضرت زکریاؑ کی قلم ایسے کھڑی ہو گئی جیسے مٹی میں گاڑ دی گئی چنانچہ آپؑ نے حضرت مریم کو لے لیا۔

وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۚ

اور سکھا دے گا اس کو کتاب اور کام کی باتیں اور توریت اور انجیل۔

۱۔ علامہ سیوطی نے ۲/۲۶ میں لکھا ہے کہ ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔

حضرت مریم (علیہما السلام) جب حضرت عیسیٰؑ کو تعلیم کے لیے اساتذہ کے پاس لے گئیں تو استاد نے آپؑ سے فرمایا بسم اللہ لکھو، حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا بسم کیا ہے؟ استاذ کہنے لگے میں نہیں جانتا، حضرت عیسیٰؑ نے ان سے فرمایا:

باء سے بہاء اللہ ہے، سین سے اس کی سناء ہے، میم سے اس کی مملکت ہے۔ اور اللہ سب سے بڑا معبود ہے رحمن سے مراد دنیا و آخرت میں رحم فرمانے والا ہے اور رحیم سے مراد آخرت میں رحم فرمانے والا ہے۔

پھر آپ نے حروف تہجی کی تشریح یوں فرمائی:

ابجد: الف سے آلاء اللہ، باء سے بہاء اللہ، جیم سے جلال اللہ، دال سے اللہ الدائم۔

ھوز: ہاء سے ہادیہ، واو سے اہل جہنم کے لیے ویل، یہ جہنم کی ایک وادی ہے، زاء سے اہل دنیا کی زیب و زینت،

حطی: حاء سے اللہ الحکیم، طاء سے یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر حق کے لوٹانے تک اس کا طالب ہے یاء سے اہل جہنم کی اَی یعنی درد۔

کلمن: کاف سے اللہ الکافی، لام سے اللہ القائم، میم سے اللہ المالک، نون سے اللہ البحر،

سعفص: سین سے ستر اللہ، عین سے اللہ العالم، فا سے مراد اللہ۔ یہاں کوئی بات آپ نے ذکر فرمائی مگر وہ اب مذکور نہیں۔ صاد سے اللہ الصمد۔

قرشت : قاف سے مراد ایسا پہاڑ جس نے پوری دنیا کو گھیر رکھا ہے اور آسمان اسی کی وجہ سے شاداب ہے، راء سے مراد لوگوں کی رویت، شین کا تذکرہ کوئی نہیں ہے، اور تا سے مراد ہے تم تم ابداً

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

پھر جو جھگڑا کرے تجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ پہنچ چکا تجھ کو علم تو تو کہہ آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کریں اور لعنت ڈالیں اللہ کی جھوٹوں پر۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۵ ا میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل فرمایا :
کہ وفد نجران کے سربراہ عاقب اور سید جب آپ ﷺ کی خدمت میں مباہلہ کے لیے حاضر ہوئے تو ایک نے دوسرے کہا آپ ﷺ سے مباہلہ نہ کرو قسم بخدا! اگر آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہوئے اور ہم نے آپ ﷺ سے مباہلہ کرلیا تو نہ ہم کبھی کامیاب ہوں گے نہ ہماری آنے والی نسلیں۔
چنانچہ یہ دونوں حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی ہم آپ سے مباہلہ نہیں کریں گے البتہ آپ جو فرمائیں گے ہم وہ پورا کریں گے آپ ایک امانتدار آدمی ہمارے ساتھ کردیجیے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ

لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو ساتھ اس کے تھے اور اس نبی کو اور ایمان والوں کو اور اللہ والی ہے مسلمانوں کا۔

ا۔ امام ترمذی نے اپنی صحیح ۱۱/۱۱۹۔ ۱۲۲ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

بلاشبہ ہر نبی کے کچھ نبی دوست ہوتے ہیں۔ میرے دوست میرے جد امجد، میرے اور میرے رب کے خلیل حضرت ابراہیمؑ ہیں، یہ فرمانے کے بعد آپؐ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین امنوا واللہ ولی المومنین۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَ اَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ: جو لوگ خرید کرتے ہیں اللہ کے اقرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول ان کا کچھ حصہ نہیں آخرت میں۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۵/۶ ا میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے آپؓ فرماتے ہیں نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس نے قسم اٹھا کر کسی مسلمان سے مال لے لیا اور درحقیقت وہ اس میں جھوٹا ہوا تو وہ اللہ جل جلالہ سے ایسے ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوں گے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ مکمل آیت مبارکہ اس بات کو بیان کرنے کے لیے نازل ہوئی۔

۲۔ طبری نے جامع ۶/۵۳۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہم جناب رسالت مآب ﷺ کے زمانہ اطہر میں ایسی قسم کو جس سے کوئی مال دینا لازم ہو جاتا ہو اور قسم اٹھانے والا جھوٹا ہو ایسا گناہ شمار کرتے تھے جس کی بخشش نہیں ہوگی۔

۳۔ حاکم نے مستدرک ۴/۲۹۶ میں تحریر کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہم یمین غموس کو ایسا گناہ شمار کرتے تھے جس کا کفارہ ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ کسی نے عرض کیا۔ یمین غموس کیا ہوتی ہے؟ آپؓ نے فرمایا یہ ہے کہ ادمی قسم کے ذریعے کسی کا مال ہتھیا لے۔

وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ

لیکن تم ربی ہو جاؤ۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۴/۱۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ربانیین سے صاحب حکمت و بصیرت اور علماء مراد ہیں۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

ہر گز نہ پہنچو گے نیکی کی حد کو جب تک خرچ کرو کچھ ایک جس سے محبت رکھتے ہو۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/۳۱۷ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت مجاہد نے فرمایا البر سے مراد جنت ہے۔

۲۔ حضرت امام مالکؒ نے موطا ۲/۹۸۹ میں نقل فرمایا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے ہمیشہ سچ بولو کیونکہ سچ نیکی تک لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پاوے اس تک راہ۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۱/ ۱۷ ۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عمرؓ وغیرہ سے روایت ہے سرکار دو عالم ﷺ سے دریافت کیا گیا راستہ سے مراد کیا ہے؟ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا مراد یہ ہے جس کے پاس زاد راہ ہو اور سواری ہو۔

۲۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۱/ ۲۰۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے تھے: لوگو ایسا وقت آنے سے پہلے پہلے اس گھر کا حج کر لو کہ جنگل میں ایسا درخت اگے گا جو جانور بھی اسے کھائے گا مر جائے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہیے اس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر مسلمان۔

۱۔ طبری نے جامع ۷/ ۶۵/ ۶۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ جل جلالہ سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے تو پھر نافرمانی نہ کی جائے، اسے یاد کیا جائے تو پھر بھلایا نہ جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے تو پھر ناشکری نہ کی جائے۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۵۹ میں لکھا ہے ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے یہ بات نقل کی ہے آپؓ نے فرمایا اس آیت مبارکہ فاتقوا اللہ ما استطعتم (التغابن/۱٦) نے آیت مبارکہ اتقوا اللہ حق تقاتہ منسوخ کر دی ہے۔

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا

اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔

۱۔ طبری نے جامع ۷/۲، میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا آیت مبارکہ میں حبل اللہ سے مراد قرآن مجید ہے۔

۲۔ حاکم نے مستدرک ۱/۵۵۵ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

بلاشبہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک دعوت ہے سو جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کی دعوت قبول کرو۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی رسی ہے، واضح کر دینے والی روشنی۔ نفع بخش شفاء ہے، جو اسے مضبوطی سے تھام لے اس کے لیے باعث حفاظت ہے اور جو اس کی پیروی کرے اس کے لیے نجات کا ذریعہ ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۷/۲، میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

بلاشبہ صراط مستقیم کے ارد گرد شیاطین بھی منڈلاتے رہتے ہیں۔ وہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکنے کے لیے یہ صدا لگاتے رہتے ہیں لوگو! ادھر آؤ راستہ ادھر ہے۔ لیکن تم اللہ جل جلالہ کی رسی مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اللہ کی رسی اللہ کی کتاب ہے۔

۴۔ طبری نے جامع ۷/۱۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کی تفسیر میں فرمایا اللہ کی رسی سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے۔

۵۔ طبری نے جامع ۷/۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

لوگو! ہمیشہ فرمانبرداری کرو اور جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ یہی وہ اللہ کی رسی ہے جس کے بارے میں حکم آیا ہے اور دیکھو جماعت اور فرمانبرداری میں جو چیزیں تمہیں بھلی نہیں لگتیں وہ ان چیزوں سے اچھی ہیں جو تمہیں جداگانہ روش میں بھلی لگتی ہیں۔

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت بلاتی نیک کام کی طرف اور حکم کرتی پسند بات کو اور منع کرتی ناپسند کو۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۵۷ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت بیان فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ نے ایک دفعہ ہمیں جمع فرمایا۔ ہم چالیس آدمی جمع ہوئے میں سب سے آخر میں حاضر ہوا۔ اس موقع پر رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا تمہیں مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہیں فتح سے نوازا جائے

گا۔ سو تم میں سے جو ان حالات سے گزرے وہ اللہ سے ڈرتا رہے، نیکی کا کہتا رہے اور برائی سے روکتا رہے، اور جس نے جان بوجھ کر کوئی بات جھوٹ موٹ میری طرف منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

تم ہو بہتر امتوں سے جو پیدا ہوئی ہیں لوگوں میں۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۳۰۷۔۳۰۸ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت بیان فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں ایک رات ہم رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو ہم پھر حاضر خدمت ہوئے اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گزشتہ رات حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کی امتیں میرے سامنے لائی گئیں۔ کسی نبی کے ساتھ تین آدمی تھے، کسی نبی کے ساتھ قریباً چالیس آدمی تھے، کسی نبی کے ساتھ قریباً دس آدمی تھے، کسی نبی کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا۔

حضرت موسیٰؑ میرے پاس سے گزرے تو آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کی ایک بہتر بڑی جامعت تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ مجھے بتایا گیا یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰؑ ہیں، آپ کے ساتھ بنی اسرائیل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا میری امت کہاں ہے؟ تو مجھے کہا گیا اپنی دائیں جانب دیکھو۔ میں نے دیکھا چھوٹے مگر کشادہ پہاڑوں میں

لوگ ہی لوگ تھے مجھے پھر کہا گیا اپنی بائیں جانب دیکھو۔ میں نے دیکھا تو تاحد نگاہ لوگ ہی لوگ تھے۔ مجھ سے پوچھا گیا کیا آپ راضی ہیں؟ میں نے کہا میرے پروردگار میں راضی ہوں، میرے پروردگار میں راضی ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ ان کے ہمراہ ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

یہ بتانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا خدا تمہارا بھلا کرے اگر ہو سکے تو ان ستر ہزار میں سے ہو جاؤ، اگر اس سے قاصر رہو تو اس گروہ سے ہو جاؤ جس نے پہاڑوں کا دامن بھر دیا تھا اور اگر اس سے بھی قاصر رہو تو ان میں سے ہو جاؤ جو تاحد نگاہ پھیلے ہوئے تھے کیونکہ میں نے وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر دیکھا ہے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/ ۲۴۱۔ ۲۴۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت بیان فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

ہم چالیس کے قریب لوگ ایک خیمہ میں آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کیا تمہیں پسند ہے کہ تم اہل جنت کا چوتھا حصہ تم پر مشتمل ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں پسند ہے اہل جنت کا تیسرا حصہ تم پر مشتمل ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے امید ہے اہل جنت کا آدھا حصہ تم پر مشتمل ہوگا۔ یاد رکھو جنت میں صرف مسلمان داخل ہوں گے اور تم شرک سے ایسے ہی پاک صاف ہو گئے

ہو۔ جیسے سیاہ رنگ کے بیل کی جلد سفید بال سے پاک ہوتی ہے یا سرخ رنگ نے بیل کی جلد سیاہ بال سے پاک صاف ہوتی ہے۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُوْنَ

وہ سب برابر نہیں اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر پڑھتے آیتیں اللہ کی راتوں کے وقت اور وہ سجدے کرتے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۷/۱۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے: اہل کتاب اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم رتبے میں برابر نہیں ہیں۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/۲۸۶۔ ۲۸۷ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں: جناب نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ نماز عشاء تھوڑی موخر فرمائی۔ جب مسجد تشریف لائے تو لوگ نماز کا انتظار کر رہے تھے اس موقعہ پر آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ کیا تمہارے علاوہ دوسرے مذاہب کا کوئی بندہ بھی اس گھڑی اللہ جل جلالہ کو یاد کرتا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اس موقع پر یہ آیات اتریں۔ لیسو سواء من اهل الكتاب سے وما تفعلوا من خير فلن تكفروه والله عليم بالمتقين۔

(نوٹ: امام حفص، امام حمزہ اور امام کسائی کے علاوہ دیگر آئمہ قرأت نے یہ آیت مبارکہ یوں پڑھی ہے جیسی نقل کی گئی ہے ورنہ قرآن مجید میں یہ آیت یوں ہے۔ وما یفعلو من خیر فلن یکفروہ)

۳۔ طبری نے جامع ۱۲۷/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے تھے یتلون آیات اللہ آناء اللیل سے مراد عشاء کی نماز ہے۔ یہ لوگ تو یہ نماز ادا کرتے تھے مگر ان کے علاوہ دیگر اہل کتاب یہ نماز ادا نہیں کرتے تھے۔

۴۔ سیوطی نے الدر ۶۵/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے تھے۔ یتلون آیات اللہ آناء اللیل سے مراد بخبر ہو جانے کے وقت کی نماز ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ

اے ایمان والو نہ ٹھیراؤ بھیدی اپنے غیر کو وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں ان کی خوشی ہے جس قدر تم تکلیف پاؤ۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۷۹/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا لوگوں کو ان کے بھائیوں کے ذریعے آزمایا کرو۔

وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ

اور جب اکیلے ہوتے ہیں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں دشمنی سے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۵۳/۷۔ ۱۵۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ انہوں نے اپنی انگلیاں منہ سے کاٹیں۔

وَ اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ

اور جب فجر کو نکلا تو اپنے گھر سے۔بٹھانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ا/۴۴۹ میں لکھا ہے حضرت ابن عبدالرحمن بن عوف اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ نے فرمایا یہ احد کے دن کا ذکر ہو رہا ہے۔

شکست کی وجہ بننے والے لوگوں کو سزا دینے کا ارادہ فرمایا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ ترک فرما دیا۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ

تیرا اختیار کچھ نہیں یا ان کو توبہ دیوے یا ان کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ا/۴۵۶ میں لکھا ہے اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن عارض

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ : اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کر دیتے ہیں لوگوں کو اور اللہ چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۲۳۔۲۲۴ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تم زور آور کسے سمجھتے ہو؟ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا زور آور وہ ہے جسے کوئی پچھاڑ نہ سکے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ بلکہ زور آور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۷۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں : امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا : بلاشبہ غصہ جہنم کی آگ کی ایک سیخ ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی کے دل پر رکھ دیتے ہیں۔ تم دیکھتے نہیں ہو جب وہ غصہ میں آتا ہے تو اس کی آنکھیں انگارہ ہو جاتی ہیں، اس کا چہرہ لال پیلا ہو جاتا ہے اور اس کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں۔

وَ الَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ

اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا برا کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی۔

۱۔ طبری نے جامع ۷/۲۱۹۔ ۲۲۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا کوئی آدمی جب گناہ کرتا تو اس کا گناہ اور کفارہ اس کے دروازے پر لکھ دیا جاتا مگر ہمیں ان سے بہتر چیز عطا کی گئی ہے اور وہ یہ آیت کریمہ ہے۔

۲۔ ابن جوزی نے زاد ۱/۴۶۳ میں لکھا ہے ذکرو اللہ سے مراد یہ ہے وہ زبان سے استغفار کرنے لگتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت عطاء نے یوں فرمایا ہے

۳ : سیوطی نے الدر ۲/۷۷ میں لکھا ہے کہ سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، طبرانی، ابن ابی الدنیا، ابن المنذر اور علامہ بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا : قرآن مجید میں دو آیات اسی ہیں کہ جب کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور وہ یہ

آیات پڑھ کر اللہ جل جلالہ سے معافی مانگ لے تو اللہ جل جلالہ اسے ضرور معاف کر دیں گے۔ وہ آیات یہ ہیں۔ والذین اذا فعلوا فاحشۃ الایۃ۔ ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَ هَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ

اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے۔

۱۔ طبری نے جامع ۷/۲۶۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ربیون ہزاروں تھے۔

وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ

اور اللہ تو سچ کر چکا تم سے اپنا وعدہ جب تم لگے ان کو کاٹنے اس کے حکم سے جب تک کہ تم نے نامردی کی اور جھگڑا ڈالا کام میں اور بے حکمی کی بعد اس کے کہ تم کو دکھا چکا تمہاری خوشی کوئی تم میں سے چاہتا تھا دنیا اور کوئی تم میں سے چاہتا تھا آخرت پھر تم کو الٹ دیا ان سے اس واسطے کہ تم کو آزماوے۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے ۶/۱۹۱۔ ۱۹۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ طویل روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

احد کے دن عورتیں مسلمانوں کی پچھلی صفوں میں زخمیوں کی مرہم پٹی میں مصروف تھیں۔ میں اس دن اگر قسم اٹھاتا کہ ہم میں سے کوئی بھی طالب دنیا نہیں تو میری قسم سچی ہوتی مگر اللہ جل جلالہ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرما دی (منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ ثم صرفکم عنہم لیبتلیکم) اس جب چند صحابہ کرامؓ سے رحمت دو عالم ﷺ کے حکم کی مکمل اطاعت نہ ہو سکی تو رحمت دو عالم ﷺ کے ارد گرد صرف نو صحابہ کرامؓ رہ گے۔ سات انصاری تھے اور دو قریشی۔ دسویں آپ ﷺ تھے۔

ایسے موقع پر جب دشمن آپ ﷺ کے بالکل قریب آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ جل جلالہ اس پر رحم فرمائے جو انہیں ہم سے دور ہٹائے۔ ایک انصاری اٹھے اور کچھ دیر مقابلہ کرنے کے بعد شہید ہو گئے۔ دشمن جب پھر قریب آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو انہیں ہم سے دور ہٹائے گا اللہ جل جلال اس پر رحم فرمائیں گے۔ آپ ﷺ یوں ہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے سات صحابہ کرامؓ نے اپنی جانیں نثار کر دیں۔ رحمت کائنات ﷺ نے اپنے باقی دو ساتھیوں سے فرمایا ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔

اس موقع پر ابو سفیان آ گئے اور آواز لگائی، اعل ھبل، (ھبل زندہ باد) رحمت دو عالم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تم کہو اللہ اعلی و اجل (بلند و برتر تو اللہ کی ذات ہے) تو صحابہ کرامؓ نے فرمایا اللہ اعلی و اجل۔ ابو سفیان نے کہا لنا عزی ولا عزی لکم۔ ہمارا عزی ہے اور تمہارا کوئی نہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تم کہو اللہ مولانا والکافرون

لا مولی لہم۔ ہمارا مولا اللہ جل جلالہ ہے اور کافروں کا مولا کوئی نہیں۔ پھر ابو سفیان نے کہا آج بدر کے دن کا بدلہ ہو گیا۔ ایک دن ہمارے حق میں گیا ایک دن ہمارے خلاف گیا۔ اس دن ہمیں غم ملا آج ہمیں خوشی ملی۔ حنظلہ حنظلہ کے بدلہ میں ہوا فلاں فلاں کے بدلہ میں اور فلاں فلاں کے بدلہ میں۔

رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا یہ برابر نہیں ہیں۔ ہمارے مقتول زندہ ہیں، انہیں رزق ملتا ہے اور تمہارے مقتول آگ میں سزا بھگت رہے ہیں۔

ابو سفیان نے کہا کچھ لوگوں کے ناک کان کاٹے گئے ہیں۔ یہ ہمارے سرداروں نے نہیں کیا۔ میں نے اس کا حکم دیا نہ منع کیا۔ میں نے اسے پسند کیا نہ ناپسند کیا۔ مجھے برا لگا نہ خوشی ہوئی۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں لوگوں نے دیکھا تو حضرت حمزہؓ سے یہ سلوک کیا گیا تھا آپؓ کا پیٹ شق کیا گیا۔ ہندہ نے آپ کا کلیجہ نکال کر چبایا مگر وہ اسے نگل نہ سکی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا اس نے اس میں سے کچھ کھایا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت حمزہؓ کا کوئی حصہ بھی آگ میں داخل کرنا نہیں چاہتے تھے۔

چنانچہ رحمت دو عالم ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اس کے بعد ایک انصاری کا جسد اطہر لایا گیا اور آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر ان انصاری صحابی کا جسد اطہر وہاں سے اٹھا لیا گیا حضرت حمزہؓ کا جسد اطہر وہیں رہنے دیا گیا۔ پھر ایک اور

شہید کو لا کر حضرت حمزہؓ کے پہلو میں رکھا گیا رحمت دو عالم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر ان کا جسد اطہر بھی اٹھا لیا گیا اور حضرت حمزہؓ کا جسد اطہر وہیں رہنے دیا گیا یوں آپ ﷺ نے اس دن حضرت حمزہؓ پر ستر بار نماز جنازہ ادا فرمائی

وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور نبی کا کام نہیں ہے کہ کچھ چھپا رکھے اور جو کوئی چھپا دے گا وہ لائے اپنا چھپایا ہوا قیامت کے دن۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۱/۴۱۴ میں ایک روایت ذکر فرمائی ہے۔ اس روایت کے راوی خمیر ابن مالک کہتے ہیں جب قرآن مجید تبدیل کرنے کا حکم ہوا تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تم سے جو چھپا سکتا ہے اسے چاہیے اپنا قرآن مجید چھپا لے کیونکہ جس کسی نے جو چیز چھپائی ہوگی وہ قیامت کے دن اسے لائے گا۔ اس کے بعد آپؓ نے فرمایا میں نے رحمت کائنات ﷺ کے مبارک ہونٹوں سے ستر سورتیں پڑھی ہیں تو کیا میں رحمت دو عالم ﷺ کے مقدس منہ سے لی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دوں۔

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ

اور تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں۔

۱۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح ۳/۱۵۰۲۔ ۱۵۰۳ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے حضرت مسروق فرماتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر پوچھی تو آپؓ نے فرمایا: شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے قالب میں ڈال دی جاتی ہیں۔ عرش الٰہی سے لٹکتی قندیلیں ان کے لیے ہوتی ہیں۔ وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے رہتے ہیں۔ پھر ان قندیلوں میں آکر ٹھکانہ کرتے ہیں اللہ جل جلالہ انہیں دیکھ کر پوچھتے ہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں اے اللہ! جنت میں جہاں چاہتے ہیں چل پھر آتے ہیں اب اور کس چیز کی خواہش ہوگی؟ اللہ جل جلالہ تین بار یہ سوال ان سے کرتے ہیں، وہ جب یہ سمجھتے ہیں کہ ان سے اس سوال کا جواب ضرور پوچھا جائے گا تو عرض کرتے ہیں اے پروردگار! ہماری خواہش اگر ہے تو صرف یہ کہ آپ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دیں تاکہ ہم ایک بار پھر آپ کے راستہ میں شہید ہوں۔

جب اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں تو پھر ان سے کچھ نہیں پوچھتے

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾

خوش وقت ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس سے کہ اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا مزدور ایمان والوں کی جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا بعد اس کے کہ ان میں پڑ چکا تھا کٹاؤ جو ان لوگوں میں نیک ہیں اور پرہیزگار ان کو ثواب بڑا ہے۔

۱۔ امام ابو داوٗدؒ نے اپنی سنن ۱/ ۲۵۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت نقل فرمائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:

پروردگار کو ایک بندے کی یہ ادا بڑی پسند آئی ہے کہ وہ جہاد میں شریک ہوا لیکن جہاد سے فرار ہو گیا پھر اسے فرار ہونے کی سزا کا علم ہوا تو لوٹ آیا اور شہید ہو گیا۔ اللہ جل جلالہ فرشتوں سے فرمانے لگے میرے بندے کو دیکھو میرے انعامات کی رغبت اور میری سزا کا خوف اسے واپس لے آیا اور یہ شہید ہو گیا

۲۔ سیوطی نے الدر ۲/ ۱۰۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ آیت مبارکہ الذین استجابو لله والرسول۔ ہم اٹھارہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا

اور یہ نہ سمجھیں منکر کہ ہم جو فرصت دیتے ہیں ان کو کچھ بھلا ہے ان کے حق میں ہم تو فرصت دیتے ہیں ان کو تا بڑھتے جاویں گناہ میں۔

۱۔ طبری نے جامع ۷/ ۴۲۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: موت ہر نیک و بد کے لیے فائدہ مند چیز ہے۔ پھر آپؓ نے ان دو آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائی (۱) ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسہم انما نملی لھم لیزدادوا اثما۔ (۲) نزلا من عنداللہ وما عنداللہ خیر لابرابر (آل عمران/ ۱۹۸)

وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

اور یہ نہ سمجھیں جو لوگ بخل کرتے ہیں ایک چیز پر کہ اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بہتر ہے کے حق میں بلکہ یہ برا ہے ان کے واسطے آگے طوق پڑے گا ان کے جس پر بخل کیا تھا دن قیامت کے۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۱/۵۱۲ میں لکھا ہے یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔۔

یہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کا فرمان ہے۔

۲۔ حضرت امام شافعیؒ نے اپنی مسند ۱/۲۲۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے امام الانبیاء ﷺ کو کہ ارشاد فرماتے سنا کہ جو آدمی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کا مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا۔ یہ آدمی اس سے بھاگے گا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے ہوگا آخر کار وہ اس کی گردن سے لپٹ جائے گا یہ ارشاد فرما کر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ سیطوقون ما بخلوق بہ یوم القیامۃ۔

۳۔ طبری نے جامع ۷/۴۳۶۔۴۳۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال قیامت کے دن سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس کے سر پر ڈنک مار کر کہے گا میں تیرا وہی مال ہوں جس کے بارے میں تو بخل سے کام لیتا تھا۔ یہ کہہ کر وہ اس کی گردن کے گرد لپٹ جائے گا۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ ز فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اور جب اللہ نے اقرار لیا کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کرو گے لوگوں کے پاس اور نہ چھپاؤ گے پھر پھینک دیا وہ اقرار اپنی پیٹھ کے پیچھے اور خرید کیا اس کے بدلے مول تھوڑا سا کیا بری خرید کرتے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۷/ ۴۶۱ میں لکھا ہے حضرت ابو عبیدۃ بیان کرتے ہیں مسجد میں چند لوگ بیٹھے تھے حضرت ابن مسعودؓ بھی ان میں تشریف فرما تھے کہ ایک ادمی ایا اور اس نے کہا تمہارے بھائی حضرت کعب تمہیں سلام کہتے ہیں اور تمہیں خوشخبری دیتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ واذ اخز اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ۔ تمہارے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ حضرت ابن مسعودؓ نے ان سے فرمایا آپ بھی جا کر حضرت کعبؓ کو سلام کہنا ہے اور بتانا کہ یہ آیت کریمہ جب نازل ہوئی تھی اس وقت وہ یہودی تھے۔

۳۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۱/۲۳۵ میں لکھا ہے۔ رحمتِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے علم کے اہل آدمی سے علم چھپایا اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ روایت حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت طلق بن علیؓ سے مروی ہے۔ یہ دونوں روایتیں طبرانی میں موجود ہیں۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴿۱۸۸﴾

تو نہ سمجھ کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں تعریف بن کیے پر سو نہ جان کہ وہ خلاص ہیں عذاب سے اور ان کو دکھ کی مار ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۷/۴۷۱میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور کہا حضرت کعبؓ آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ آیت کریمہ لاتحسبن الذین یفرحون بما اتو ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلو۔ آپ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس آدمی سے فرمایا جا کر انہیں بتانا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی وہ اس وقت یہودی تھے۔

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ

وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الد ۲/۱۰۱میں تحریر کیا ہے کہ فریابی، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

آپؐ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں نماز کا تذکرہ ہے کہ اگر کوئی کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ لے۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا

اے رب ہمارے ہم نے سنا ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/۳۹۲ میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ منادی سے مراد سرکار دو عالم ﷺ ہیں۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾

اے رب ہمارے اب بخش گناہ ہمارے اور اتار ہماری برائیاں اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۱۱۱۔ ۱۱۲ میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے یہ بات نقل کی ہے آپؐ نے فرمایا: جب تم نماز میں تشہد پڑھ لو تو پھر یہ دعا مانگا کرو اللہم انی اسالک من الخیر کلہ، ما علمت منہ و ما لم اعلم واعوذبک من الشر کلہ، ما علمت منہ ومالم اعلم، اللہم انی اسالک من خیر ما سالک عبادک الصالحون واعوذبک من شر ما عاذ منہ عبادک الصالحون۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی

الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ ربنا اننا امنا فاغفر لنا ذنوبنا و کفر عنا سیاتنا و توفنا مع الابرار۔ انک لا تخلف المیعاد **تک** پڑھے۔

٭٭٭

۴۔ سورۃ النساء

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۲ میں لکھا ہے کہ دارمی، محمد بن نصر اور بیہقی نے (شعب الایمان میں) حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: جس نے سورۃ آل عمران کی تلاوت کی وہ اصل مالدار ہے اور سورۃ النساء زینت بخشتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾

اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے بنایا تم کو ایک جان سے اور اسی سے بنایا اس کا جوڑا اور بکھیرے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کا واسطہ دیتے ہو آپس میں اور خبردار رہو ناتوں سے اللہ ہے تم پر مطلع۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۲/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے وخلق منہا زوجہا کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ حضرت حوا کو حضرت آدمؑ کے جنت میں داخل ہونے کے بعد پیدا کیا گیا۔

۲۔ امام احمد بن حنبل اپنی مسند ۵/ ۲۷۱۔ ۲۷۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حاجت کا سوال کرنے کے لیے جو خطبہ ہمیں سکھایا وہ یہ تھا:

الحمد لله، نستعينہ و نستغفره، و نعوز بالله من شرور انفسنا، من يهده الله فلا مضل لہ، ومن يضلل فلا هادی۔ واشهد ان لا الہ الا الله، واشهد ان محمد عبده ورسولہ۔

اس کے بعد یہ تین آیات تلاوت کرے۔

۱۔يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون (آل عمران/ ۱۰۲)

۲۔يا ايها الناس اتقوا ربكم الذخلقكم من نفس واحدة و خلق منها زوجها و بث منهما رجالا كثيرا ونسء واتقوا الله الذی تساء لون بہ والارحام ان الله كان عليكم رقيبا۔

۳۔يا ايها الذين أمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديد يصلح لكم اعمالكم و يغفر لكم ذنوبكم و من يطع الله ورسولہ فقد فاز فوزاً عظيما (الاحزاب/ ۷۰)

اس کے بعد اپنی حاجت و ضرورت کا تذکرہ کرے۔

ولا توتوا السفهاء اموالكم۔

اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے مال۔

ا۔ طبری نے جامع ۷/ ۵٦۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا السفہاء سے مراد عورتیں اور بچے ہیں۔

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت ناتے والے اور یتیم اور محتاج تو ان کو کچھ کھلا دو اس میں سے۔

ا۔ علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۲/ ۱۹۲ میں لکھا ہے حضرت مجاہد نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ مذکورہ بالا لوگوں کو کچھ نہ کچھ دینا اہل میراث پر واجب ہے جب تک کہ وہ خوشی سے دیں۔

حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے کہ یہ دینا واجب ہے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ

کہہ رکھتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد میں مرد کو حصہ برابر دو عورتوں کے پھر اگر ہووین نری عورتیں دو سے اوپر تو ان کو دو تہائیاں جو چھوڑ مرا اور اگر ایک ہے تو اس کو آدھا اور میت کے ماں باپ ہر ایک کو دونوں میں چھٹا حصہ (اس مال میں سے) جو چھوڑ مرا اگر میت کی اولاد ہے۔ پھر اگر اس کو اولاد نہیں اور وارث ہوں اس کے ماں باپ تو اس کی ماں کو تہائی پھر اگر میت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ پیچھے وصیت کے جو دلوا مرا یا قرض کے تمہارے باپ اور بیٹے تم کو معلوم نہیں کون شتاب پہنچتے ہیں تمہارے کام میں حصہ باندھا اللہ۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۴/۳۳۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن مجید سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں نے اللہ جل جلالہ کے پاس چلے جانا ہے اور بلاشبہ علم بھی اٹھا لیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ اگر دو آدمیوں کا وراثت کے کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے گا تو انہیں ایسا کوئی آدمی نہیں ملے گا جو ان کا فیصلہ کردے۔

۲۔ امام احمد ابن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۵۵۔ ۲۵۶ میں حضرت ہزیل ابن شرجبیل کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ہزیل فرماتے ہیں: ایک آدمی نے حضرت ابو موسیٰ اور حضرت سلمان بن ربیعہ سے مسئلہ پوچھا کہ ایک آدمی ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن چھوڑ کر فوت ہوا تو اب انہیں کتنے کتنے حصے ملیں گے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت سلمان بن ربیعہ نے فرمایا آدھی وراثت بیٹی کو ملے گی آدھی بہن کو اور پوتی کو کچھ بھی نہیں۔ ساتھ

ہی فرمایا جا کر یہ مسئلہ حضرت ابن مسعودؓ سے بھی پوچھ لو آپؓ بھی یوں ہی بتائیں گے۔ یہ صاحب حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے مسئلہ دریافت کیا اور ان دونوں حضرات کی رائے سے بھی آگاہ کر دیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا مسئلہ اگر یوں ہی ہو تو پھر تو میں گمراہ ہو گیا۔ میں عنقریب وہی فیصلہ کروں گا جو رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا تھا۔ اور وہ یہ ہے آدھی وراثت بیٹی کو ملے گی، دو تہائی کی مقدار برابر کرنے کے لیے چھٹا حصہ پوتی کو دیا جائے گا اور جو باقی بچے گا وہ بہن کو ملے گا۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۶۲/۵ میں لکھا ہے حضرت ابو عمر نے کہا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب ترکہ کا دو تہائی بیٹیوں کو مل جائے گا تو جو باقی بچے گا وہ پوتوں کو ملے گا پوتیوں کو نہیں ملے گا۔ اور پوتیوں کی ماں کو ملے گا نہ ہی پوتیوں کی اولاد کو ملے گا۔

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ

تم کو آدھا مال جو چھوڑ مریں تمہاری عورتیں اگر نہ ہو ان کو اولاد پھر اگر ان کو اولاد ہے تو تم کو چوتھائی مال (اس سے) جو چھوڑ مریں بعد وصیت کے جو دلوا مریں یا قرض کے اور عورتوں کو چوتھائی مال (اس سے) جو چھوڑ مرو تم اگر نہ ہو تم کو اولاد پھر اگر تم کو اولاد ہے تو ان کو آٹھواں حصہ (اس سے) جو کچھ تم نے چھوڑا بعد وصیت کے جو تم دلواؤ یا قرض کے۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۳۳۵/۴۔۳۳۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت عمرؓ کے سامنے وراثت کا ایک مسئلہ پیش کیا گیا کہ ایک آدمی فوت ہوا تو ایک بیوی اور والدین اس کے وارث ہیں، آپؓ نے بیوی کو کل مال کا چوتھا حصہ دیا جو باقی بچا اس کا تیسرا حصہ اس کی والدہ کو دیا اور اب جو باقی بچ گیا وہ والد کو دیا۔

وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِی الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ

اور اگر جس مرد کے میراث ہے باپ بیٹا نہیں رکھتا یا عورت ہو اور اس کا ایک بھائی ہے یا بہن تو دونوں میں ہر ایک کو چھٹا حصہ پھر اگر زیادہ ہوئے اس سے تو سب شریک ہیں ایک تہائی میں بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/ ۱۱۴ میں لکھا ہے کلالہ کا لفظ میت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے یوں فرمایا ہے۔

۲۔ ابن جوزی نے زاد ۲/ ۳۰ میں لکھا ہے حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا مجھ پر ایسا وقت بھی گزرا ہے مجھے یہ پتہ نہیں تھا کلالہ کسے کہتے ہیں حالانکہ یہ اسے کہتے ہیں جس کا والد موجود نہ ہو اور نہ ہی کوئی اولاد ہو۔

یہ بات حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے بتائی ہے۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۵/۷۸ میں لکھا ہے حضرت شعبی نے فرمایا کلالہ اسے کہتے ہیں جو فوت ہو تو اس کا والد موجود نہ ہو نہ اولاد ہو بلکہ اس کے بھائی وغیرہ اس کے وارث بنیں، حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے یوں ہی ارشاد فرمایا ہے۔

۴۔ حاکم نے مستدرک ۴/۳۳۷ میں لکھا ہے حضرت عمر، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت زیدؓ نے وراثت کا ایک مسئلہ یوں بتایا:

ایک عورت فوت ہوئی، اس کے وارثین میں اس کی ماں تھی اس کا خاوند تھا کچھ سگے بھائی تھے اور کچھ ماں شریک بھائی تھے۔

مذکورہ بالا اصحاب رسولؐ نے فرمایا کہ سگے بھائی، ماں شریک بھائیوں کو ملنے والے تیسرے حصہ میں حصہ دار ہوں گے کیونکہ وہ سب ایک ماں کی اولاد ہیں۔ باپ تو ان کی رشتہ داری کا ذریعہ ہے لہذا یہ سب تیسرے حصہ میں برابر کے حصہ دار ہیں۔

۵۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/۴۰۷ میں لکھا ہے کچھ ورثاء دوسرے ورثاء کو مال ملنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ شرعی طور پر رکاوٹ دو قسموں کی ہوتی ہیں۔ پہلی قسم یہ کہ اس رکاوٹ کی وجہ سے حصہ کم ہو جاتا ہے۔ دوسری یہ کہ بالکل ہی محروم کر دیا جاتا ہے۔ حصہ میں کمی کا باعث بننے والی رکاوٹ یہ ہے کہ بیٹے اور پوتے کے ہوتے ہوئے خاوند کو آدھے کی بجائے چوتھا حصہ ملے گا، بیوی کو چوتھے حصہ کی بجائے آٹھواں حصہ ملے گا اور ماں کو تیسرے کی بجائے چھٹا حصہ ملے گا اسی طرح بیٹے اگر دو یا زیادہ ہوں تب بھی ماں کو تیسرے کی بجائے چھٹا حصہ ملے گا۔

اور بالکل محروم کر دینے والی رکاوٹ یہ ہے کہ ماں کی موجودگی میں نانیاں دادیاں وراثت سے محروم ہوں گی اور ماں شریک بہن بھائیوں کو بھی کچھ نہیں ملے گا جب باپ، دادا (اوپر تک) بیٹا اور پوتا (نیچے تک) موجود ہوں۔ اسی طرح سگے بہن بھائیوں کو بھی کچھ ملے گا جب باپ، بیٹا اور پوتا (نیچے تک) موجود ہوں۔

حضرت زید بن ثابتؓ کی رائے یہ ہے کہ دادا کی موجودگی سگے بہن بھائیوں کو وراثت سے محروم نہیں کرتی۔ حضرت اور حضرت ابن مسعودؓ نے بھی یوں ہی ارشاد فرمایا ہے۔

وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ

اور ان کی تو توبہ نہیں جو کرتے جاتے ہیں برے کام جب تک سامنے آئے ایسے کسی کو موت تو کہنے لگا میں نے توبہ کی اب۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۲/ ۱۳۱ میں لکھا ہے ابن حاتم نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے آپؓ نے فرمایا اس آیت مبارکہ حتی اذا حضرت احدھم الموت قال انی تبت الان کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ

اے ایمان والو! حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو عورتوں کو زور سے اور نہ ان کو بند کرو کہ لے لو ان سے کچھ اپنا دیا مگر کہ وہ کریں بے حیائی صریح۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/ ۴۱۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں فاحشۃ سے مراد عورت کا اپنے خاوند کی نافرمانی کرنا ہے۔

۲۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲/ ۲۱۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا فاحشہ سے مراد زنا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور جن ماؤں نے تمہیں دودھ دیا اور دودھ کی بہنیں۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/ ۸۰ میں لکھا ہے حضرت ابو موسیٰ الھلالی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ایک آدمی سفر میں تھا۔ اس کی بیوی کے بچہ پیدا ہوا مگر اس کا دودھ جاری نہ ہو سکا۔ یہ آدمی اس کا دودھ جاری کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ دودھ اس کے گلے میں چلا گیا۔ اب یہ آدمی حضرت ابو موسیٰ الھلالی کے پاس مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا تو انہوں نے اسے بتایا کہ وہ عورت تمہارے لیے حرام ہو گئی ہے۔ راوی کہتے ہیں یہ آدمی حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے مسئلہ پوچھا تو آپؓ نے فرمایا رحمت دو

عالم ﷺ کا ارشاد ہے : رضاعت سے حرمت تب ثابت ہوتی ہے جب وہ دودھ گوشت اور ہڈیاں بنانے کا باعث ہے۔

۲۔ امام نسائیؒ نے اپنی سنن ۶/۱۰۱ میں نقل کیا ہے : حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہم نے بذریعہ خط حضرت ابراہیم بن یزید النخعی سے رضاعت کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب میں لکھا بلاشبہ حضرت شریح نے ہم سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے : دودھ چاہے تھوڑا پیا جائے یا زیادہ حرمت کا باعث ہوتا ہے۔

وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ٘ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ٘ وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ

اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن عورتوں سے تم نے صحبت کی پھر اگر تم نے صحبت نہیں کی تو تم پر گناہ نہیں اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہوں۔

۱۔ مؤطا امام مالک ۲/۵۳۳ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کوفہ میں یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ آدمی ایسی عورت سے نکاح کر سکتا ہے جس کی بیٹی اس کے نکاح میں رہی ہو اور اس کے ساتھ صحبت بھی نہ کی ہو؟ آپؓ نے فرمایا نکاح کر سکتا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس مسئلہ کی تحقیق کی آپؓ کو بتایا گیا مسئلہ ایسے نہیں جیسے انہوں

نے فرمایا ہے۔ صحبت نہ ہونے کی شرط تو صرف ان بیٹیوں کے بارے میں ہے جو حقیقی نہ ہوں بلکہ گود میں پرورش پا رہی ہوں۔

چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ جب واپس کوفہ تشریف لے گئے تو اپنے گھر تشریف نہ لائے بلکہ سیدھا اس آدمی کے پاس گئے جسے فتوی دیا تھا اور اسے جا کر فرمایا کہ اپنی عورت سے الگ ہو جاؤ۔

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/ ۴۲۱ میں لکھا ہے علمائے کرام کی ایک بڑی تعداد کی رائے یہ ہے کہ زانی پر زانیہ کی ماں اور بیٹی حرام نہیں ہوتی لیکن زانیہ زانی کے باپ اور بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے۔

یہ حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد ہے۔

۳۔ سیوطی نے الدر ۲/ ۱۳۷ میں لکھا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا: اللہ جل جلالہ اس آدمی کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتے جس نے کسی عورت کی شرمگاہ بھی دیکھی اور اس کی بیٹی کی شرمگاہ بھی دیکھی۔

وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ

اور یہ کہ اکٹھے کرو دو بہنوں کو مگر جو آگے ہو چکا۔

۱۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح ۷/ ۲۰۔ ۲۱ میں نقل فرمایا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: عورت اپنی بہن کو طلاق کی شرط مقرر نہ کرے۔

وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ

اور نکاح بندھی عورتیں مگر جن کو مالک ہو جاویں تمہارے ہاتھ۔

۱۔ طبری نے جامع ۸/۱۶۱۔ ۱۶۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا: محصنات انہیں کہتے ہیں جن کے خاوند موجود ہوں چاہے مسلمان ہوں چاہے مشرک۔

۲۔ طبری نے جامع ۸/۱۵۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا خاوند والی ہر عورت تجھ پر حرام ہے۔ ہاں وہ حلال ہے جسے تو اپنے مال سے خرید لے۔

۳۔ طبری نے جامع ۸/۱۵۵ میں لکھا ہے حضرت ابراہیم سے خاوند والی لونڈی کی خرید و فروخت کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے۔ اس کا بیچ دینا اس کی طلاق ہے۔ اس کے بعد آپؓ یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے تھے۔
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔

۴۔ طبری نے جامع ۸/۱۵۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: شادی شدہ لونڈی جب بیچ دی گئی تو اب اس کا آقا ہی اس کی شرمگاہ کا اصل مالک ہے۔

وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ

اور حلال ہوئیں تم کو جوان کے سوا ہیں یوں کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلہ قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو پھر جو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے ان کو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے۔

۱۔ امام شافعیؒ نے اپنی مسند ۲/۱۳۔۱۴ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

ہم رحمت دو عالم ﷺ کے ہمراہ جہاد کے لیے جاتے تو عورتیں ہمارے ہمراہ نہیں ہوتی تھیں۔ ہمارا ارادہ ہوا کہ ہم اپنی مردانہ خصوصیات ختم کر دیں مگر رحمت دو عالم ﷺ نے ہمیں اس بات سے روک دیا اور ہمیں اس بات کی اجازت مرحمت فرما دی کہ ہم کسی عورت سے کسی چیز کے بدلے میں ایک مقررہ وقت تک کے لیے نکاح کر لیا کریں۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۵/۱۳۰ میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔ متعہ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ طلاق، عدت اور میراث کے احکام نے اسے منسوخ کر دیا ہے۔

وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

اور جو کوئی نہ پاوے تم میں معذور اس کا کہ نکاح میں لاوے. بیبیاں مسلمان توجو ہاتھ کا مال ہیں آپس کی تمہاری لونڈیاں مسلمان اور اللہ کو بہتر معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس میں ایک ہو سوان کو نکاح کروان کے لوگوں کے اذن سے اور دوان کے مہر۔

۱۔ امام بخاریؒ نے اپنی صیح ۷/۵۰ میں نقل فرمایا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے ایک لونڈی خریدی۔ اس کے مالک کو ایک سال تک تلاش کیا مگر وہ نہ ملا در حقیقت وہ گم ہو گیا تھا۔ حضرت ابن مسعودؓ ایک ایک دو دو درہم کر کے صدقہ کرنے لگ گئے اور یہ فرمایا کرتے اے اللہ! یہ اس آدمی کی طرف سے ہے اگر وہ آگیا تو اس موقعہ پر اپؓ نے فرمایا لاوارث چیز کے بارے میں یوں کیا کرو۔

۲۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲/۲۲۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

غلام عورتیں اور آزاد عورتیں حرام حلال کے احکام میں برابر ہیں ہاں کہیں کہیں تعداد کا فرق ہے۔

۳۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲/۲۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے دو بہنوں سے نکاح کر رکھا ہو۔ آپؓ نے اسے ناپسند فرمایا تو سوال کرنے والے نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں الا ما ملکت ایمانکم۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ ماملکت یمینک۔ کے لفظ سے ہی تو اللہ تعالیٰ تمہیں شرم دلا رہے ہیں۔

۴۔ قرطبی نے احکام ۵/۱۳۴۔ ۱۳۵ میں لکھا ہے دار قطنی نے حضرت ابن مسعودؓ سے یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: رحمت دو عالم ﷺ نے ایک

دفعہ فرمایا اس عورت سے کون نکاح کرے گا؟ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا اللہ کے رسول! میں کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مال ہے تیرے پاس؟ اس نے عرض کیا اللہ کے رسول! کوئی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید پڑھ لیتے ہو؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! سورۃ بقرہ اور سورۃ مفصل پڑھ رکھی ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کا نکاح تجھ سے اس بات پر کر دیا ہے کہ تو اسے یہ سورتیں پڑھائے گا اور سکھائے گا اور جب اللہ جل جلالہ تجھے مال دیں تو اسے بدلہ ضرور دینا یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کا نکاح اس آدمی سے اس بات پر کروا دیا۔

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَۃٍ فَعَلَیْہِنَّ نِصْفُ مَا عَلَی الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ

پھر جب وہ قید میں آ چکیں تو اگر کریں بے حیائی کا کام تو ان پر ہے آدھی وہ مار جو بیبیوں پر مقرر ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۸/۲۰۰ میں لکھا ہے نعمان بن عبداللہ بن مقرن نے حضرت ابن مسعودؓ سے عرض کیا میری لونڈی نے زنا کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا اسے پچاس کوڑے رسید کرو۔ انہوں نے عرض کیا وہ محصنہ نہیں ہے۔ آپؓ نے فرمایا اسلام لانے سے وہ محصنہ ہو گئی ہے۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۱۴۳ میں لکھا ہے ابن المنذر نے حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل کی ہے۔ آپؓ نے اس آیت مبارکہ فعلیھن نصف ما علی المحصناک من العذاب

کی تفسیر میں فرمایا کوڑے پچاس ہوں گے جبکہ جلاوطنی اور سنگساری کی سزا نہیں دی جائے گی۔

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ

یہ اس کے واسطے جو کوئی تم میں ڈرے تکلیف میں پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حق میں۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۲/۱۴۲ میں لکھا ہے ابن المنذر نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے غلام عورتوں سے نکاح کرلینا صرف اس آدمی کے لیے حلال کیا ہے جو خوشحال نہ ہو اور جسے خود سے گناہ سرزد ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۱۴۳ میں لکھا ہے ابن المنذر نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا: وان تصبروا خیر لکم میں لونڈیوں سے نکاح کرنے سے باز رہنا مراد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا

اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق مگر یہ کہ سودا ہو آپس کی خوشی سے اور نہ خون کرو آپس میں اللہ کو تم پر رحم ہے۔

۱۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲/۲۳۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: یہ آیت مبارکہ محکم ہے، منسوخ نہیں ہوئی نہ ہی قیامت تک منسوخ ہوگی۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا

اگر تم بچتے رہو گے بڑی چیزوں سے جو تم کو منع ہوئیں تو ہم اتار دیں گے تم سے تقصیریں تمہاری اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام۔

۱۔ طبری نے جامع ۸/۲۳۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا سورۃ النساء کی ابتداء سے ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه تک جتنے گناہ کا تذکرہ آیا ہے یہ سب کبیرہ گناہیں۔

۲۔ طبری نے جامع ۸/۲۴۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ جل جل اللہ کے ساتھ شریک بنانا۔ اللہ جل جلالہ کی رحمت اور مہربانی سے ناامید اور مایوس ہوجانا ہے اور اللہ جل جلالہ کی تدبیر سے بے خوف ہوجانا۔

۳۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/۶۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ بڑے گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی کو کہا جائے اللہ تعالیٰ سے در تو جواب میں وہ یہ کہے کہ تو اپنے کام سے کام رکھ۔

۴۔ ابن الجوزی نے زاد ۲/۶۶ میں لکھا ہے کبیرہ گناہ گیارہ ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اللہ جل جلالہ کا شریک بنانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ کسی کو قتل کرنا۔ یتیم کا مال ہڑپ

کرنا، سودلینا، لشکر سے بھاگ جانا، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا، جھوتی گواہی دینا، جادو، خیانت۔

یہ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔

۴۔ حاکم نے مستدرک ۲/۳۰۵ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا سورۃ النساء میں پانچ آیات ایسی ہیں کہ ان کے عوض دنیا ومافیہا بھی مجھے مل جائے تو مجھے خوشی نہ ہوگی۔ وہ پانچ آیات یہ ہیں۔

۱۔ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلا کریما۔

۲۔ان اللہ لا یظلم مثقال زرۃ وان تک حسنۃ یضاعفہا ویوت من لدنہ اجرا عظیما۔

۳۔ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون زالک لمن یشاء۔

۴۔ولو انہم اذظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔

۵۔ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما۔

ترجمہ آیات :

۱۔ اگر تم بچتے رہو گے بڑی چیزوں سے جو تم کو منع ہوئیں تو ہم اتار دیں گے تم سے تقصیریں تمہاری اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام میں۔

۲۔ حق نہیں رکھتا اللہ کسی کا ایک ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اس کو دونا کرے اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب۔

۳۔ تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے یہ کہ اس کا شریک پکڑے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جس کو چاہے۔

۴۔ اور اگر ان لوگوں نے جس وقت اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے۔ اور رسول ان کو بخشواتا اللہ کو پاتے معاف کرنے والا۔

۵۔ اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشوا دے پاوے اللہ کو بخشتا مہربان۔

وَ سْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

اور مانگو اللہ سے اس کا فضل۔

۱۔ امام ترمذیؒ نے اپنی صحیح ۱۳/ ۷۷۔ ۷۸ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ عزوجل یہ بات پسند فرماتے ہیں کہ ان سے مانگا جائے۔ اور افضل ترین عبادت کشادگی کا انتظار کرنا ہے۔

وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ

اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے۔

۱۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲/ ۲٦۱ میں لکھا ہے حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ والجار ذی القربی سے مراد عورت ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۸/ ۳۳۲۔ ۳۴۳ میں لکھا ہے حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا والصاحب بالجنب سے مراد عورت ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۸/ ۳۴۱ میں لکھا ہے حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا الصاحب بالجنب سے نیک دوست مراد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا

حق نہیں رکھتا اللہ کسی کا ایک ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اس کو دونا کرے اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب۔

۱۔ طبری نے جامع ۸/ ۳٦۲ میں لکھا ہے حضرت زاذان فرماتے ہیں میں حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ نے فرمایا: قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع فرمائیں گے تو ایک اللہ کی طرف سے ایک اواز لگانے والا آواز دے گا۔ جو اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ لینا چاہتا ہے وہ آئے اور لے لے آپؓ نے فرمایا قسم بخدا! آدمی خوش ہو گا کہ وہ اپنے والد یا اولاد یا بیوی پر اپنا حق ثابت کر کے لینے والا ہے اگرچہ وہ چیز چھوٹی سی ہی کیوں نہ ہوئی۔ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کتاب مقدس میں موجود اس آیت کریمہ کے مصداق ہو گا۔ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ

پہلے تو ان کے حقوق ا کر۔ وہ کہے گا پروردگار! کہاں سے ادا کروں۔ وہ جو کچھ تھا دنیا میں رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے میرے فرشتو! دیکھو اس کے کوئی نیک اعمال ہیں تو وہ حقداروں کو دے دو۔

سب کو دے دلا کر اگر ایک ذرہ جتنی کوئی نیکی بچ گئی تو فرشتے اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو سب خوب پتہ ہے کہ ہم نے تمام حقداروں کو ان کے حقوق ادا کر دیے ہیں اب اس کی ایک ذرہ کے برابر نیکی بچ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے اسے میرے بندے کی خاطر کئی گنا کر دو اور اسے میرے فضل و رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔

یہ واقعہ قرآن مجید میں موجود اس آیت کریمہ کے مصداق ہوگا۔ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضاعفہا ویوت من لدنہ اجرا عظیما۔ (ترجمہ پہلے ذکر ہو چکا ہے)

اجرا عظیما سے مراد جنت کا دیا جانا ہے۔

اور اگر اس کی تمام نیکیاں دے دی گئیں اور برائیاں رہ گئیں تو فرشتے اللہ جل جلالہ سے عرض کریں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو سب خوب پتہ ہے کہ اے معبود حقیقی! اس کی نیکیاں ختم ہو گئی ہیں اور برائیاں رہ گئی ہیں جبکہ مطالبہ کرنے والے ابھی بہت ہیں۔ تو اللہ جل جلالہ فرمائیں گے ان کے گناہ اس پر ڈال کر اس کے لیے جہنم کا حکمنامہ لکھ دو۔

راوی حدیث حضرت صدقہ کو شک ہوا ہے کہ آپؐ نے کتابا الی النار کا لفظ فرمایا یا صکا الی النار کا لفظ فرمایا۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ

پھر کیا حال ہو گا جب بلاویں گے ہم ہر امت میں سے احوال کہنے والا اور بلاویں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۲/ ۸۵-۸۶ میں لکھا ہے گواہ سے مراد امت کا نبی ہے اور رہا یہ سوال کہ وہ کیا گواہی دے گا تو وہ اس بات کی گواہی دے گا اس نے پیغام امت تک پہنچا دیا تھا۔ یہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن جریج وغیرہ کا ارشاد ہے۔

۲۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح ۱/ ۵۵۱ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے رحمت دوعالم ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا مجھے قرآن مجید سناؤ۔ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا جناب! میں آپ کو قرآن مجید سناؤں جبکہ قرآن مجید تو نازل ہی آپ پر ہوا ہے؟ رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا میں کسی سے قرآن مجید سننا پسند کرتا ہوں۔ راوی حدیث کہتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ نے سورۃ النساء کی ابتدا سے پڑھنا شروع کیا جب آپؓ اس آیت کریمہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھؤلاء شھیدا۔ پر پہنچے تو رحمت مجسم ﷺ رو پڑے۔

راوی حدیث حضرت مسعر کہتے ہیں مجھے یہ حدیث پہنچی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اس موقعہ پر رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا شھیدا علیہم مادمت فیھم (المائدۃ/۱۱۷) یا آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ماکنت فیھم۔ یہ حضرت مسعر کا شک ہے۔

۳۔ حاکم نے مستدرک ۳/۳۱۹ میں یہی روایت بیان کی ہے راوی کہتے ہیں۔ رحمت دو عالم ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا قرآن مجید پڑھیے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا میں قرآن مجید پڑھوں حالانکہ ہی تو نازل ہی آپ پر ہوا ہے؟ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا میں کسی سے سننا پسند کرتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ نے سورۃ النساء شروع فرما دی۔ جب آپؓ آیت کریمہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھؤلاء شھیدا پر پہنچے تو رحمت مجسم ﷺ کے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے تلاوت روک دی۔ رحمت دو عالم ﷺ نے آپ سے فرمایا کوئی بات کرو چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ نے شروع اللہ جل جلالہ کی حمد و ثنا کی اور سرکار دو عالم ﷺ پر درود شریف پڑھا اور حق کی گواہی دی اور پھر کہا ہم اللہ جل جلالہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں۔ لوگو میں نے تمہارے لیے وہ کچھ پسند کیا جو اللہ جل جلالہ اور اس کے پیغمبر نے پسند فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! میں نے تمہارے لیے وہ کچھ پسند کیا جو حضرت ابن مسعودؓ نے پسند کیا ہے۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ

نزدیک نہ ہو نماز کے جب تم کو نشہ ہو جب تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ جب تک جناب میں ہو مگر راہ چلتے ہوئے جب تک کہ غسل کر لو۔

ا۔ طبری نے جامع ۳۸۲/۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ولا جنبا الا عابری سبیل کی تفسیر میں فرمایا اس سے مراد مسجد سے گزرنے والا راستہ ہے۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آئے ہے کوئی شخص تم میں جائے ضرور سے۔

ا۔ طبری نے جامع ۳۸۵/۸۔ ۳۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے وان کنتم مرضی او علی سفر کی تفسیر میں فرمایا جس مریض کو تیمم کی اجازت دی گئی ہے اس سے مراد وہ مریض ہے جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا زخم لگا ہو۔ چنانچہ ہڈی ٹوٹے مریض پر اگر غسل واجب ہو جائے تو وہ ہڈی کو جوڑنے کے لیے باندھی گئی لکڑیاں کھولے بغیر غسل کرے ہاں جس زخم کے خراب ہونے کا خدشہ نہ ہو اسے کھول سکتا ہے۔

أَوْ لامَسْتُمُ النِّسَاءَ۔

یا لگے ہو عورتوں سے

ا۔ طبری نے جامع ۳۹۵/۸ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا صحبت کے علاوہ دیگر کاموں پر ملامسہ کا لفظ بولا جاتا ہے یہ ارشاد فرما کر آپؓ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اولامستم النساء فلم تجدوا ماء۔۔

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/۴۴۵ میں لکھا ہے لمس اور ملامسہ دونوں کا مطلب ہے دو جلدوں کا آپس میں ملنا چاہے صحبت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

یہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عمرؓ وغیرہ مفسرین کرام کا ارشاد ہے۔

۳۔ ابن جوزی نے زاد ۲/۹۲ میں لکھا ہے ملامسہ سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے۔ یوں ہی حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت بن عمرؓ وغیرہ نے فرمایا ہے۔

۴۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۱۶۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ آیت مبارکہ اولا مستم النساء کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے کہ اس سے مراد ہاتھ سے ٹٹولنا ہے۔

۵۔ حضرت امام مالکؒ نے موطا1/4 میں لکھا ہے کہ آپ کو یہ روایت پہنچی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ مرد جب اپنی بیوی کا بوسہ لے گا تو مرد کا وضو جاتا رہے گا۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ۔

پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۲/۹۴ میں لکھا ہے صعید سے مراد مٹی ہے، حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ کا یہی ارشاد ہے۔

۲۔ حضرت امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ۱/۷۳ میں یہ روایت درج فرمائی ہے روایت کے راوی حضرت اعمش کہتے ہیں میں نے حضرت شقیق بن سلمہ کو یہ کہتے سنا کہ میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے

حضرت ابن مسعودؓ سے دریافت کیا اگر کسی پر غسل واجب ہوجائے اور وہ پانی بھی نہ پائے تو کیا کرے گا؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب تک اسے پانی نہ ملے نماز نہ پڑھے۔ حضرت ابو موسی اشعریؓ نے فرمایا پھر آپ نبی کریم ﷺ کے ارشاد مبارک کے متعلق کیا فرمائیں گے جو آپ ﷺ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا تھا کہ انہیں تیمم کافی ہوجاتا؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تمہیں پتہ نہیں حضرت عمرؓ تیمم کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو موسیؓ نے فرمایا چلیے حضرت عمارؓ کے واقعہ کو چھوڑ ئیے آپ اس آیت مبارکہ (او لا مستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا الخ) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے جواب نہ بن پڑا تو فرمایا اگر ہم لوگوں کو تیمم کی اجازت دے دیں گے تو ہوگا یہ کہ جسے تھوڑی سردی لگے گی وہ غسل چھوڑ دے گا اور تیمم کرلیا کرے گا۔

حضرت اعمش کہتے ہیں میں نے حضرت شقیق سے پوچھا اچھا تو حضرت ابن مسعودؓ اس وجہ سے غسل کی جگہ تیمم کرنا ناپسند فرماتے تھے؟ حضرت شقیق نے فرمایا: جی ہاں!

۳۔ امام ترمذیؒ نے جامع ترمذی ۸/۴۵۴۔۴۵۵ میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اس شخص کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے جس پر غسل واجب ہو اور اسے پانی بھی نہ مل رہا ہو۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپؓ نے اپنے اس فتویٰ سے رجوع فرمالیا تھا اور آپؓ نے فرمایا تھا جس پر غسل واجب ہو جب وہ پانی نہ پائے تو تیمم کرلیا کرے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ

تونے نہ دیکھے وہ جو آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں بلکہ اللہ پاکیزہ کرتا ہے جس کو چاہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۸/۴۵۴۔۴۵۵ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ آدمی صبح گھر سے نکلتا ہے تو اس کا دین اس کے پاس ہوتا ہے مگر جب واپس اتا ہے تو اس کا دین اس کے پاس نہیں ہوتا۔ دراصل یہ کسی ایسے آدمی سے ملتا ہے جو اس کے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوتا مگر یہ اس کی خوشامد کرتا ہے قسم اٹھا کر کہتا ہے کہ آپ ایسے ہیں ویسے ہیں۔

عین ممکن ہے یہ اس کی خوشامد کے باوجود اس سے کچھ حاصل نہ کرپائے اور واپس لوٹ آئے۔ اب اللہ تعالیٰ تو اس پر ناراض ہو ہی گئے نا! اتنا ارشاد فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ الم تر الی الذین یزکون انفسہم کی تلاوت فرمائی۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۵/ ۲۵۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے دشمنی نہ کرو۔ عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کون دشمنی کرتا ہے؟ آپؓ نے فرمایا وہ لوگ جو دوسروں سے حسد کرتے ہیں ان نعمتوں کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں عطا فرمائی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی کتاب میں فرمایا

ہے حاسد میری نعمتوں کا دشمن ہے، میرے فیصلے پر غصہ کرنے والا ہے اور میری تقسیم کو ناپسند کرنے والا ہے۔

۲۔ علامہ ربیع نے اپنی مسند ۲/۶۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حسد، بدگمانی اور بغاوت سے بچو کیونکہ جس نے ایسا کیا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ اور جس میں ان میں سے کوئی ایک عادت بھی پائی گئی اس کا بھی اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ۙ

اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچاؤ امانتیں امانت والوں کو۔

۱۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲/۲۹۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: شہادت تمام گناہ مٹا دیتی ہے سوائے خیانت کے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہو جانے والا ایک آدمی قیامت کے دن پیش ہوگا تو اسے حکم ہوگا امانت ادا کرو۔ وہ عرض کرے گا کہاں سے ادا کروں وہ تو دنیا میں رہ گئی تھی؟ چنانچہ وہ امانت اسے جہنم کی گہرائی میں دکھائی جائے گی یہ نیچے جائے گا اسے اپنے کندھے پر اٹھا کر لا رہا ہوگا کہ وہ پھر نیچے گر جائے گی اب ہوگا یہ کہ وہ نیچے ہی نیچے جا رہی ہوگی اور یہ بھی اس کا پیچھا کرتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ نیچے سے نیچے جا رہا ہوگا۔

راوی حدیث حضرت زاذان فرماتے ہیں میں حضرت براءؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں یہی حدیث سنائی تو انہوں نے فرمایا میرے بھائی نے سچ فرمایا۔ پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلہا۔

۲۔ ابن جوزی نے زاد ۲/۱۴۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا! امانتداری کا خیال رکھا جانا ضروری ہے وضو میں بھی، نماز میں بھی، روزہ میں بھی اور حدیث کی روایت میں بھی، جبکہ ان سب سے زیادہ امانتدار کا خیال رکھا جانا ضروری ہے ان چیزوں کے بارے میں جو بطور امانت کسی کے پاس رکھی جاتی ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں پھر اگر جھگڑ پڑو تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/ ۳۵۱۔ ۳۵۲ میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کچھ ایسے حکمران آئیں گے جو سنت کی روشنی ماند کریں، بدعات ایجاد کریں گے اور نماز وقت مقررہ سے موخر کر دیا کریں گے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا میں ایسے حکمران پاوں تو کیا کروں؟ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا جو اللہ جل جلالہ کی نافرمانی کرے اس کی فرمانبرداری نہ کرو۔

۲۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند ۵/ ۲۳۱۔ ۲۳۲ میں حدیث بیان فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جناب خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: یقیناً تم پر کچھ ایسے بھی حکمران آئیں گے جن میں تم خود غرض دیکھو گے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہم میں جو آدمی ایسے حالات دیکھے تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر جو حقوق لازم ہیں وہ ادا کرتے رہنا اور اللہ تعالیٰ سے اپنی بھلائی مانگتے رہنا۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/ ۷۷ا میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: اللہ جل جلالہ کی نافرمانی کرتے ہوئے کسی آدمی کی فرمانبرداری نہیں کرنی چاہیے۔

وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ

اور اگر ہم ان پر حکم کرتے کہ ہلاک کرو اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر تو کوئی نہ کرتے مگر تھوڑے ان میں۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ا/ ۴۶۳ میں لکھا ہے حضرت حسن اور حضرت مقاتل فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت عمر، حضرت عمار بن یاسر، حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر چند صحابہ کرامؓ۔ ۔ آیت کریمہ میں موجود لفظ القلیل سے یہی لوگ مراد ہیں۔ کہ اگر ہمیں ان کاموں کا حکم ملتا تو ہم ضرور کر گزرتے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ اس نے ہمیں عافیت میں رکھا۔

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ

اور جب تم کو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اس سے بہتر یا وہی کہو۔

۱۔ قطبی نے احکام ۵/۳۰۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا : السلام، اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ایک مقدس نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین ہو اتارا ہے لہذا اسے آپس میں خوب عام کرو۔ بلاشبہ جب کوئی آدمی لوگوں کو سلام کرتا ہے اور وہ اسے سلام کا جواب دیتے ہیں تو اس کا درجہ ان سے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اس نے انہیں یاددہانی کرائی ہے اور اگر یہ لوگ اسے سلام کا جواب نہ دیں تو ان سے بہتر اور پاکیزہ ہستیاں اسے سلام کا جواب دیتی ہیں۔

۲۔ امام ترمذیؒ نے اپنی صحیح ۱۰/۱۹۱۔ ۱۹۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کردہ یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ معلم اخلاق ﷺ نے فرمایا : سلام کی تکمیل یہ ہے کہ ہاتھ بھی ملایا جائے۔

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ

اور مسلمان کا کام نہیں کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۱۹۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا : قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کے مٹا دینے سے بھی بڑا گناہ ہے۔

وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ

اور جس نے مارا مسلمان کو چوک کر تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی اور خون بہا پہنچانا اس کے گھر والوں کو مگر وہ خیرات کریں۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۱۴۸ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت درج فرمائی ہے آپؐ فرماتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ نے قتل خطا میں سو اونٹ خون بہا دینے کا فیصلہ فرمایا۔ سو اونٹ اس قسم کے ہوں گے۔ بیس ایسی اونٹنیاں ہوں گی جن کی عمر تقریباً دو سال ہو، بیس ایسے اونٹ ہوں گے جن کی عمر تقریباً دو سال ہو، بیس ایسی اونٹنیاں ہوں گی جن کی عمر تقریباً تین سال ہو، بیس ایسی اونٹنیاں ہوں گی جن کی عمر تقریباً چار سال ہو اور بیس ایسی اونٹنیاں ہوں گی جن کی عمر تقریباً پانچ سال ہو۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۱۹۷ میں لکھا ہے حضرت سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ: مومن کے قتل میں خون بہا ہے۔

وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ

اور اگر وہ تھا ایک قوم میں کہ تم میں اور ان میں عہد ہے تو خون بہا پہنچانا اس کے گھر والوں کو اور آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی۔

۱۔ طبری نے جامع ۹/ ۵۱ میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اسلام حکومت کے زیر سایہ رہنے والے یہودیوں اور عیسائیوں کا خون بہا مسلمانوں کے برابر قرار دیا کرتے تھے۔

وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا

اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کر کے تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے اس میں اور اللہ اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب۔

۱۔ طبری نے جامع ۹/۶۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اس آیت مبارکہ و من یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت مبارکہ محکم ہے اس نے قتل کی سزا سخت ہونے کے بارے میں ہی بتایا ہے۔

۲۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/۲۴۷۔ ۲۴۸ میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کردہ یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے۔ محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کے باہمی معاملات میں سے سب سے پہلے قتل کے معاملات کا فیصلہ کیا جائے گا۔

۳۔ امام نسائیؒ اپنی سنن ۷/۸۴ میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت کردہ یہ حدیث پاک نقل فرمائی ہے، صادق و مصدوق پیغمبر ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا اے اللہ اس نے مجھے قتل کیا تھا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا میں نے اسے اس لیے قتل کیا تھا تاکہ عزت آپ کے لیے ثابت ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پس عزت تو ہے ہی میرے لیے۔

پھر ایک اور آدمی ایک دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑے حاضر ہوگا اور کہے گا یا اللہ! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا اس لیے قتل کیا تھا تاکہ فلاں کی عزت بن جائے۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بلاشبہ عزت اس کی نہیں ہے۔ چنانچہ یہ ادمی اس کے قتل کا گناہ اپنے سر لے لے گا۔

۴۔ سیوطی نے الدر ۲/۱۹۸ میں لکھا ہے کہ سعید بن منصور اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے۔ آپؓ نے فرمایا! آدمی جب تک اپنے ہاتھ خون ناحق سے پاک رکھتا ہے اس وقت تک دین کی کشادگی میں رہتا ہے اور جب اپنے ہاتھ خون ناحق سے آلودہ کرلیتا ہے تو اس کی شرم وحیا اس سے چھین لی جاتی ہے۔

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖۗ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا

اور جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے۔ اگر تم کو ڈر ہو کہ ستاویں گے تم کو کافر۔ البتہ کافر تمہارے دشمن ہیں صریح۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۵/۳۵۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا! نماز قصر صرف حج اور جہاد میں ہے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۵/۳۵۵ میں لکھا ہے اہل کوفہ کی رائے یہ ہے کہ تین دن کی مسافت سے کم سفر میں نماز قصر نہیں ہوگی، حضرت عثمان، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت حزیفہؓ کا یہی ارشاد ہے۔

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۪ وَ لْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ

اور جب تو ان میں ہو پھر ان کو نماز میں کھڑا کرے تو چاہیے ایک جماعت ان کی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لیویں اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو پرے ہو جاویں۔ اور آوے دوسری جماعت جن نے نماز نہیں ادا کی وہ نماز کریں تیرے ساتھ اور پاس لیویں اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہوا پنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تو تم پر جھک پڑیں ایک حملہ کر کے۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/ ۱۹۱۔ ۱۹۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے، آپؓ فرماتے ہیں: رحمت کائنات ﷺ نے ہمیں نماز خوف یوں پڑھائی کہ تمام صحابہ کرامؓ کی دو صفیں بن گئیں، ایک صف رحمت کائنات ﷺ کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور ایک صف دشمن کے سامنے، رحمت کائنات ﷺ نے اپنے ساتھ کھڑے صحابہؓ کو ایک رکعت پڑھائی یہ لوگ کھڑے ہوئے اور جا کر دشمن کے سامنے، رحمت کائنات ﷺ نے اپنے ساتھ کھڑے صحابہؓ کو ایک رکعت پڑھائی، یہ لوگ کھڑے ہوئے اور جا کر دشمن کے سامنے کھڑے لوگوں کی جگہ سنبھال لی۔ دشمن کے سامنے کھڑے لوگ آئے اور رحمت دو عالم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک رکعت

پڑھائی اور سلام پھیر لیا۔ ان لوگوں نے کھڑے ہو کر خود ہی دوسری رکعت پڑھی اور سلام پھیر لیا۔

فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

پھر جب خاطر جمع سے ہو تو درست کرو نماز یہ نماز ہے مسلمانوں پر وقت باندھا حکم۔

ا۔ طبری نے جامع ۹/ ۱۶۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ حج کی طرح نماز کا بھی ایک وقت ہے۔

وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشوا دے پاوے اللہ کو بخشتا مہربان۔

ا۔ طبری نے جامع ۹/ ۱۹۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بنی اسرائیل جب کوئی گناہ کرتے تو صبح ان کے دروازے پر لکھ دیا جاتا کہ اس گناہ کا کفارہ کیا ہے۔ اور جب پیشاب ان کے کپڑے پر لگ جاتا تو حکم یہ تھا کہ وہ جگہ قینچی سے کاٹ دی جائے۔ ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تو بڑے اچھے احکام دیے تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو احکام تمہیں عطا فرمائے ہیں وہ ان سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کو تمہارے لیے طہارت کا ذریعہ بنا دیا ہے اور فرمایا ہے والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغروا لذنوبہم (ال عمران: ۱۳۵) (اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا برا کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی)

اورمزید فرمایا ہے ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللّٰہ یجد اللّٰہ غفورا رحیما۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۵/۳۸۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جس نے سورۃ نساء کی مندرجہ ذیل دو آیات تلاوت کر کے اللہ جل شانہ سے بخشش طلب کی اس کی بخشش ہو جائے گی۔ آیات یہ ہیں۔

(۱) ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللّٰہ یجد اللّٰہ غفورا رحیما۔

(۲) ولو انہم اذ ظلموں انفسہم جاءوک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما (النساء/۶۴)

۳۔ سیوطی نے الدر ۲/۷۰ امیں لکھا ہے کہ ہناد نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا:

اللہ عزوجل کی کتاب مقدس میں چار آیات ایسی ہیں جو مجھے سرخ و سیاہ اونٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہیں۔ وہ یہ ہیں

(۱) ان اللّٰہ لا یظلم مثقال ذرہ۔۔۔ (النساء: ۴۰)

(۲) ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک بہ۔۔۔۔ (النساء: ۴۸)

(۳) ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک۔۔۔ (النساء: ۶۴)

(۴) ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ۔۔۔ (الایۃ)

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا

کچھ بھلی نہیں اکثر ان کی مشورت مگر جو کوئی کہے خیرات کو یا نیک بات کو یا صلح کروائے لوگوں میں۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/ ۲۲۰۔ ۲۲۱ میں لکھا ہے کہ امام بیہقی نے نقل فرمایا ہے حضرت ابن مسعودؓ ایک دن کوہ صفا پر چڑھ کر فرمانے لگے: اے زبان! بھلی بات کر فائدے میں رہے گی یا پھر قبل اس کے کہ شرمندہ ہو خاموش رہ تاکہ سلامتی میں رہے۔ ساتھیوں نے عرض کیا اے ابو عبد الرحمن! یہ آپ اپنی طرف سے فرما رہے ہیں یا اسے سن رکھا ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: میں نے رحمت دو عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بلا شبہ انسان کے اکثر گناہوں کا سبب اس کی زبان ہے۔

وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ

سکھاؤں گا کہ بدلیں صورت بنائی اللہ کی۔

۱۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۱/ ۲۹۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز تبدیل کرنے سے مراد جسم گودنا ہے۔

۲۔ حضرت ابن حنبلؒ نے مسند احمد ۶/ ۲۵۔ ۲۶ میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں میں نے رحمت کائنات ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ چہرے سے بال

لینے والی، دانت کشادہ کرنے والی اور جسم گودنے والی عورتوں پر لعنت فرما رہے تھے۔
یہی ہیں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزیں تبدیل کرنے والیاں۔

وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا
اور اللہ سے سچی کس کی بات۔
ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۶/ ۲۲۴۔ ۲۲۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ سب سے سچی بات قرآن مجید ہے۔

وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾
اور اللہ نے پکڑا ابراہیم کو یار۔
ا۔ حضرت ابن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/ ۲۸۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کو دوست بنا لیا ہے۔

وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ
اور تم ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے عورتوں کو اگرچہ اس کا شوق کرو۔
ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/ ۲۳۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ تم صحبت کرنے میں مساوات نہیں کر پاؤ گے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا

منافق جو ہیں دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کا دغا دے گا۔ اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں جی ہارے دکھانے کو لوگوں کے اور یاد نہ کریں اللہ کو مگر کم۔

ا۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲/۳۹۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اس وقت نماز خوب سنوار کر ادا کرے جب لوگ اسے دیکھ رہے ہوں اور جب تنہائی میں پڑھے تو بغیر سنوارے پڑھ دے تو یہی توہین جو اس نے اپنے رب کی کردی ہے۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ

ادھر میں لٹکتے دونوں کے بیچ نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف۔

ا۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲/۳۹۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: مومن، منافق اور کافر کی مثال یوں ہے کہ تین آدمی ایک وادی کے کنارے پہنچے، ان میں ایک وادی میں داخل ہوا اور پار کر گیا پھر دوسرا داخل ہوا مگر جب وادی کے درمیان پہنچا تو پیچھے کنارے پر کھڑے آدمی نے اسے پکارا اور کہا کہاں جا رہے ہو؟ کیا تباہی کی طرف؟ واپس وہیں آجاؤ جہاں سے گئے تھے۔ اور پار کر جانے والے آدمی نے اسے آواز دی اور کہا آجاؤ آجاؤ نجات کی طرف چلے آؤ۔

اب یہ درمیان میں کھڑا آدمی کبھی اس کی طرف دیکھتا ہے کبھی اس کی طرف دیکھتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا اچانک سیلاب آجاتا ہے اور اسے بہا کر لے جاتا ہے۔ پس جو وادی عبور کر گیا تھا وہ مومن ہے ور جو غرق ہو گیا وہ منافق ہے (قران مجید کا ارشاد ہے مذبذبین بین ذالک لا الی ھؤلاء لا الی ھؤاء) اور جو پیچھے کنارے پر ٹھہرا رہا وہ کافر ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۙ﴿۱۴۵﴾

منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں آگ کے اور ہر گز نہ پاوے گا توان کے واسطے مددگار۔

ا۔ علامہ طبری نے جامع ۹/۳۳۸۔ ۳۲۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مقدسہ کی تفسیر میں فرمایا: انہیں لوہے کے صندوقوں میں رکھ کر اوپر سے تالے لگا دیئے جائیں گے۔

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ﴿۱۵۹﴾

اور اس کہنے پر کہ ہم نے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور نہ اس کو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا ہے لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں کئی

باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر مگر اٹکل پر چلنا۔ اور اس کو نہیں مارا بیشک بلکہ اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا۔ اور جو فرقہ ہے کتاب والوں میں سو اس پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا ان کا بتانے والا۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۱۸۹/۵۔ ۱۹۰ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے
حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

میں معراج کی رات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملا وہ آپس میں قیامت کا تذکرہ کرنے لگے۔ بات حضرت ابراہیمؑ پر آئی تو آپ نے فرمایا مجھے اس کا کوئی علم نہیں پھر بات حضرت موسیٰؑ پر آگئی۔ آپ نے بھی یہی فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر بات حضرت عیسیٰؑ پر آئی تو آپ نے فرمایا قیامت کے وقوع پذیر ہونے کو اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی نہیں جانتا البتہ اس حوالے سے اللہ جل جلالہ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا ہے کہ بلاشبہ دجال نکلے گا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس دو چھڑیاں ہوں گی۔ وہ جب مجھے دیکھے گا تو شیشے کی طرح پگھل جائے گا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیں گے۔ حتیٰ کہ پتھر اور درخت بھی بول اٹھیں گے کہ اے مسلمان! پکی بات ہے ایک کافر میرے پیچھے چھپا بیٹھا ہے اور اسے قتل کر دے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیں گے پھر لوگ اپنے شہروں اور ملکوں کو لوٹ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا اب یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ (الانبیاء: ۹۶) چنانچہ وہ شہروں کے شہر روند ڈالیں گے جدھر رخ کریں گے تباہی

پھیلاتے جائیں گے۔ جس پانی کے پاس سے گزریں گے اسے پی جائیں گے ، اب لوگ میرے پاس آئیں گے اور ان کی شکایت کریں گے چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یاجوج ماجوج کے لیے بددعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ و برباد کردے گا اور ماردے گا۔ یہاں تک کہ ان کی بدبو کی وجہ سے زمین اپنی اصل حالت پر نہ رہ سکے گی۔ آپؐ نے فرمایا پھر اللہ عز و جل بارش برسائیں گے جو ان کی لاشیں بہا کر سمندر میں پھینک دے گی۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ

کتنے رسول خوشی اور ڈر سنانے والے تا نہ رہے لوگوں کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولوں کے بعد۔

۱۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح ۲۱۱۴/۴ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :

اپنی تعریف پسند کرنے میں کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ سے آگے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی صاحب غیرت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی کے کام حرام فرمارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی معذرت پسند نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے کتابیں اتاریں اور پیغمبر بھیجے۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ

پھر جو لوگ ایمان لائے ہیں اور عمل کیے نیک ان کو پورا دے گا ان کا ثواب اور بڑھتی دے گا اپنے فضل سے۔

۱۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲/۴۳۳ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ شافع محشر ﷺ نے فرمایا: اس آیت کریمہ میں اجورھم سے مراد یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے اور ویزیدھم من فضلہ سے مراد یہ ہے کہ انہیں ایسے جہنم کے حقداروں کے لیے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جنہوں نے دنیا میں ان پر احسان کیا ہو گا۔

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ۬ وَّ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۱۷۳﴾

اور جو کنیائے اور تکبر کیا سو ان کو مارے گا دکھ کی مار اور نہ پاویں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی حمایتی اور نہ مددگار۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/ ۳۰۱ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں ایک دانے جتنا بھی ایمان ہو گا وہ جہنم میں نہیں جائے گا اور جس کے دل میں ایک دانے جتنا بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ کسی صحابی نے عرض کیا اللہ کے رسول! مجھے یہ بات بڑی اچھی لگتی ہے کہ میرے کپڑے دھلے ہوئے ہوں، میرے سر میں تیل لگا ہو اور میرے جوتے کا تسمہ بنا ہو۔ کچھ اور چیزوں کا بھی نام لیا حتیٰ کہ کوڑے کے دستہ کا بھی ذکر کیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا ان چیزوں کا تعلق بھی تکبر سے ہے؟ آپ ﷺ نے

فرمایا نہیں، بلکہ یہ تو خوبصورتی کی چیزیں ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہیں اور خوبصورتی پسند فرماتے ہیں۔ البتہ تکبر یہ ہے کہ حق سے منہ موڑا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۴/۱۱۵۔۱۱۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن آگ کے صندوقوں میں رکھا جائے گا اور صندوق اوپر سے بند کر دیئے جائیں گے۔

★★★

۵۔ سورۃ المائدہ

یا ایہا الذین امنوا اوفوا بالعقود۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۲/۳میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا : عقود سے ایمان اور قرآن مجید کے وعدے مراد ہیں۔

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۚ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ۔

اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور نہ مدد کر گناہ پر اور زیادتی پر۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند ۶/۱۲۴ میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا : جس نے کسی ظلم والے کام میں اپنی قوم کا ساتھ دیا وہ ایسے ہی جیسے کنوئیں میں گرنے والے اونٹ کو اس کی دم سے پکڑ کر کھینچ رہا ہو۔

۲۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۳/۱۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہادی برحق ﷺ نے فرمایا : بھلائی کی طرف راہنمائی کرنے والا اس بھلائی کے کرنے والے کی طرح ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ۔

حرام ہوا تم پر مردہ اور لہو اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا اللہ کے سوا کا اور جو مر گیا گھٹ کر یا چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مارے سے اور جس کو کھایا پھاڑنے والے نے مگر جو تم نے ذبح کر لیا۔

۱۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح ۶۸/۷ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے خاندان کے ایک آدمی کا گدھا اس کے کنٹرول سے باہر ہو گیا تو آپؓ نے فرمایا جہاں آسانی سے ضرب لگ سکتی ہے لگاؤ جو گر جائے اسے چھوڑ دو اور باقی کھالو! (مراد جنگلی گدھا ہے)

وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۲۹۵/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن عباسؓ سے عرب کے عیسائیوں کے ذبیحہ کھانے کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ اور حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ دوسرے علاقوں کے عیسائیوں کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔

اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو تو دھولو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو اور پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۲/ ۲۶۲ میں لکھا ہے کہ عبدالرزاق اور طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان وارجلکم الی الکعبین میں پاؤں دھونے کی بات ہے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۶/ ۹۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: ہاتھوں سے قبل اگر پاؤں سے وضو کی ابتدا کرلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۳۔ طبری نے جامع ۱۰/ ۲،۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: ہاتھوں سے قبل اگر پاؤں سے وضو کی ابتدا کرلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۳۔ طبری نے جامع ۱۰/ ۲،۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا انگلیوں کے درمیان پانی کے ساتھ خلال کیا کرو تو ان کے درمیان آگ نہیں پہنچے گی۔

۳۔ حاکم نے مستدرک ۱/ ۱۵۰ میں لکھا ہے حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرمایا تو کانوں کی دونوں طرف مسح فرمایا: حضرت انس فرماتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ بھی یوں ہی کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

ولقد اخذ الله میثاق بنی اسرائلی و بعثنا منہم اثنی عشر نقیبا۔

اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل کا اور اٹھائے ہم نے ان میں بارہ سردار۔

۱۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند ۵/۲۹۴ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں ہم حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ہمیں قرآن مجید پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی نے آپ سے کہا کیا آپ لوگوں نے جناب رسالت مآب ﷺ سے پوچھا تھا کہ اس امت میں کتنے خلیفہ ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا میں جب سے عراق آیا ہوں تم سے پہلے کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا ہم نے اس کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا بارہ ہوں گے جیسا کہ بنی اسرائیل کے نقیب بارہ تھے۔

یحرفون الکم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ۔

بدلتے ہیں کلام کو اپنے ٹھکانے سے اور بھول گئے ایک فائدہ لینا اس نصیحت سے جو ان کو ملی تھی۔

۱۔ ابن حجر عسقلانی نے کافی ۵۴ میں لکھا ہے ابن المبارک نے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ آدمی سیکھا ہوا علم کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے بھول جاتا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ (٢٧) لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (٢٨)إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ

بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ (٢٩) فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ (٣٠) فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْأَةَ أَخِيهِ قَالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْأَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ (٣١)

اور سنا ان کو احوال تحقیق آدم کے دو بیٹوں کا جب نیاز کی دونوں نے کچھ نیاز پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی دوسرے سے کہا میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ بول کہ اللہ قبول کرتا ہے تقوی والوں سے۔ اگر ہاتھ چلاوے گا مجھ پر مارنے کو میں نہ ہاتھ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو صاحب کا سب جہان کا۔ میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرلے میرا گناہ اور اپنا گناہ پھر ہو دوزخ والوں میں سے اور یہی سزا بے انصافوں کی۔ پھر اس کو راضی کرلیا اس کے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے پھر اس کو مار ڈالا تو ہو گیا زیان والوں میں۔ پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اس کو دکھاوے کس طرح چھپاتا ہے عیب کوا اپنے بھائی کا بولا اے خرابی کہ مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہوں برابر اس کوے کے کہ چھپاؤں عیب اپنے بھائی کا پھر لگا پچھتانے۔

ا۔ علامہ طبری نے جامع ۲۰۶/۱۰۔۲۰۷ میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ سے یہ روایت نقل فرمائی ہے، رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدمؑ کے ہاں جب بھی بچہ پیدا ہوتا تو بچے کے ساتھ ایک بچی بھی پیدا ہوتی، پھر آپؑ پہلے حمل سے پیدا ہونے والے لڑکے کا نکاح دوسرے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی سے کروا دیتے اور پہلے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی کا نکاح دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے

لڑکے سے کروا دیتے ۔ آپؑ کے ہاں دو لڑکے ہوئے ۔ انہیں قابیل اور ہابیل کہا جاتا ہے ۔ قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا اور ہابیل اونٹوں والا تھا ۔ قابیل ان میں سے بڑا تھا ۔ اس کی بہن ہابیل کی بہن سے زیادہ خوبصورت تھی ۔ ہابیل نے مطالبہ کیا کہ وہ قابیل کی بہن سے نکاح کرے گا ۔ قابیل نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا وہ میری بہن ہے ۔ میرے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور وہ تیری بہن سے زیادہ خوبصورت ہے میں اس کا زیادہ حقدار ہوں ۔ حضرت آدمؑ نے بھی اسے کہا کہ اس کا نکاح ہابیل سے کروا دو مگر وہ نہیں مانا ۔ ان دونوں نے یہ دیکھنے کے لیے کہ اس لڑکی کا حقدار کون ہے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قربانی کی ۔ حضرت آدمؑ اس دن وہاں موجود نہیں تھے ۔ آپ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کی زیارت کے لیے گئے ہوئے تھے ۔ اللہ عز ذکرہ نے حضرت آدمؑ سے پوچھا تھا کہ آپ کو علم ہے کہ زمین میں میرا ایک گھر ہے ؟ حضرت آدمؑ نے عرض کیا اے اللہ ! مجھے کوئی علم نہیں ۔ تو اللہ نے فرمایا میرا گھر مکہ میں ہے آپ وہاں تشریف لے جائیے ۔ حضرت آدمؑ نے آسمان سے کہا میری اولاد کی ایمانداری کے ساتھ حفاظت کرو وہ نہ مانا آپ نے زمین سے کہا وہ بھی نہ مانی پھر آپ نے پہاڑوں سے فرمایا وہ بھی نہ مانے ۔ آپ نے قابیل سے فرمایا تو وہ مان گیا اور کہا آپ تشریف لے جائیے اور جب واپس آئیں گے تو اپنی اولاد کو ایسا پائیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے ۔ جب حضرت آدمؑ تشریف لے گئے تو ان دونوں نے قربانی کی ۔ قابیل ہابیل پر فخر کیا کرتا اور کہتا کہ میں اس لڑکی کا زیادہ حقدار ہوں وہ میری بہن ہے اور میں تجھ سے بڑا بھی ہوں اور میرے والد سب کچھ مجھے سونپ کر گئے ہیں ۔ جب انہوں نے قربانی کی تو ہابیل

نے ایک موٹا تازہ اونٹ ذبح کیا اور قابیل نے خوشوں کا ایک گٹھا قربان کیا اور وہ بھی یوں کہ اس گٹھے میں ایک خوشہ ذرا بڑا دیکھا تو اسے ہاتھ سے مل کر کھا گیا۔

آسمان سے آگ اتری تو ہابیل کی قربانی کھا گئی اور قابیل کی قربانی چھوڑ گئی۔ قابیل غصے سے بھر گیا اور کہنے لگا میں تجھے قتل کردوں گا تاکہ تو میری بہن سے نکاح نہ کرسکے۔ ہابیل نے کہا اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے۔ اگر تو نے مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو میں تو اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا یوں اس کے نفس نے اسے اپنے بھائی کے قتل پر برانگیختہ کر دیا۔ تو اس نے اسے قتل کرنے کے لیے بلایا۔

ہابیل اس سے بھاگ کر پہاڑوں پر چلا گیا۔ مگر قابیل ایک دن وہاں بھی آپہنچا جبکہ ہابیل بکریاں چراتے چراتے سو گیا تھا۔ قابیل نے ایک بڑا پتھر اٹھایا اور اس سے ہابیل کا سر کچل دیا۔ یوں وہ فوت ہو گیا تو یہ اسے یوں ہی کھلے میدان میں چھوڑ کر چلا آیا۔ اسے پتہ نہیں تھا کہ اسے دفن کیسے کرنا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے، ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار دیا پھر ایک گڑھا کھود کر اسے اس میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔ قابیل نے جب یہ سب کچھ دیکھا تو کہا (اے خرابی کہ مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہوں برابر اس کوے کے کہ چھپاؤں عیب اپنے بھائی کا) یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے (پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کرید تا زمین کو اس کو دکھادے کس طرح چھپاتا عیب اپنے بھائی کا۔ حضرت آدمؑ جب واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کے بیٹے نے اپنا بھائی قتل کر دیا ہے۔ اس کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ہم نے دکھائی امانت آسمان اور زمین اور پہاڑوں کو) آیت مبارکہ

کے آخر تک (یہ ہے بڑا بے ترس نادان) (الاحزاب /۷۲) مراد یہ ہے کہ قابیل نے حضرت آدمؑ کی دی ہوئی امانت لے تو لی مگر اس کی حفاظت کا حق ادا نہ کر سکا۔

۲۔ علامہ طبری نے جامع ۱/۵ ۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد انی ارید ان تبوء باثمی واثمک کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے میرے قتل کا گناہ اپنے دیگر گناہوں سے ملالے تاکہ تو جہنمی بن جائے۔

مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا۔

اسی سبب سے لکھا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جو کوئی مار ڈالے ایک جان سوائے بدلے جان کے یا فساد کرنے پر ملک میں تو گویا مار ڈالا سب لوگوں کو اور جس نے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا سب لوگوں کو۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۲۶۔۲۲۷ میں حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مظلومیت کے ساتھ قتل ہونے والے ہر بندے کا گناہ حضرت آدمؑ کے اس پہلے بیٹے کے سر ہے کیونکہ اس نے قتل کی رسم بد جاری کی ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۰/۲۳۳۔۲۳۴ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ اجمعین اللہ تعالیٰ کے ارشاد من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مقتول کے نکتہ نظر سے گویا اس نے پوری

انسانیت کردی ہے۔ گناہ کے لحاظ سے یہ اتنا بڑا عمل ہے اور ومن احیاھا کی تفسیر میں فرماتے ہیں جس نے کسی کو ہلاک ہونے سے بچا لیا اس نے گویا ساری انسانیت کو بچا لیا۔ یہ بھی ہلاکت سے بچ جانے والے کے نکتہ نظر کے لحاظ سے ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا۔

اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو ان کے ہاتھ سزا ان کی کمائی کی۔

ا۔ امام نسائیؒ نے اپنی سنن ۸/۸۲ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ اللہ جل جلالہ کے نبی ﷺ نے پانچ درہم مالیت کی چیز چوری کرنے پر چوری کی یہ سزا نافذ فرمائی تھی۔

۲۔ امام ترمذی نے اپنی صحیح ۶۔ ۲۲۶ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ایک دینار یا دس درہم مالیت کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جائے گی۔

یہ حدیث مرسل ہے۔ قاسم بن عبدالرحمن نے اسے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔

سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ

بڑے جاسوس جھوٹ کہنے کو اور بڑے حرام کھانے والے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۰/۳۱۹۔ ۳۲۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: السحت سے مراد رشوت ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۰/ ۳۲۰ میں لکھا ہے حضرت مسروق فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے السحت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کوئی آدمی کسی سے کوئی کام کرنے کو کہتا ہے۔ وہ اس کا کام کر دیتا ہے۔ اب یہ اسے کوئی تحفہ دیتا ہے تو وہ یہ تحفہ قبول کر لیتا ہے۔ یہ سحت ہے۔

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۔

اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہیں منکر۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۰/ ۳۲۱ میں لکھا ہے حضرت مسروق اور حضرت علقمہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے رشوت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا سحت ہی رشوت ہے۔ ان دو حضرات نے پوچھا جبکہ یہ سحت کسی امر کا فیصلہ کرنے میں لی جائے؟ آپ نے فرمایا یہ تو کفر ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الكافرون۔

۲۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۱/ ۳۴۱ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں یہ کام یہودی اور دیگر لوگ بہت کرتے تھے۔

وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ۔

اور زخموں کا بدلہ برابر۔ پھر جس نے بخش دیا تو اس سے وہ پاک ہوا۔

ا۔ علامہ زمخشری نے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عمرؓ کے حوالے سے لکھا ہے۔ جتنا کوئی کسی کو معاف کرے گا اتنے ہی اس کے گناہ ختم ہوں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لائِمٍ۔

اے ایمان والو جو کوئی تم میں پھرے گا اپنے دین سے تو اللہ آ گے لاوے گا ایک لوگ کہ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں نرم دل ہیں مسلمانوں پر اور زبردست ہیں کافروں پر۔ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۲/۵۳ میں لکھا ہے صحابہ کرامؓ نے زکوۃ روک لینے والوں سے قتال ناپسند فرمایا مگر سیدنا صدیق اکبرؓ نے تلوار گلے میں لٹکالی۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں شروع شروع میں ہمیں یہ کام ناپسند تھا مگر آخر کار ہمیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اس سلسلہ میں تعریف کرنا پڑی۔

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ۔

تو کہہ میں بتاؤں ان میں کسی کی بری جزا ہے اللہ کے ہاں وہی جس کو اللہ نے لعنت دی اور اس پر غضب ہوا اور بعضے ان میں بندر کیے اور سؤر۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۲/۶ ۔ ۱۳ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔
حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ جو بندر اور سؤر ہیں کیا یہ انہی مسخ شدہ بندروں اور سؤروں کی نسل سے ہیں؟
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو مسخ فرماتے ہیں یا تباہ کرتے ہیں تو پھر ان کی نسل باقی نہیں رکھتے بلاشبہ یہ بندر اور سؤر تو اس واقعہ سے پہلے بھی موجود تھے۔

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ (۷۸) كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (۷۹)۔

لعنت کھائی منکروں نے بنی اسرائیل میں سے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بیٹے مریم کی۔ یہ اس سے کہ گنہگار تھے اور حد پر نہ رہتے تھے۔ آپس میں منع نہ کرتے تھے برے کام سے جو کر رہے تھے۔ کیا برا کام ہے جو کرتے تھے۔
۱۔ طبری نے جامع ۱۰/۴۹۳ میں یہ روایت درج کی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔
رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں جب کوئی برائی ہونے لگتی اور کوئی آدمی اپنے بھائی، ہمسایہ اور ساتھی کو وہ برائی کرتے دیکھتا تو اسے اس سے منع کرتا۔ پھر یہ ہوتا کہ وہ ہم نوالہ و ہم پیالہ اور دوست ہونے کی وجہ سے منع کرنا چھوڑ دیتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک جیسے کر دیے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ (علیہما السلام) کی زبانی ان پر لعنت کی گئی۔ (ذلک بما عصو و کانو یعتدون سے فاسقون) تک

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ رحمت مجسم ﷺ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ اٹھ کر بیٹھ گئے آپ سلی اللہ علیہ و سلم کو غصہ آگیا اور فرمایا تم قسم بخدا برائی سے منع کرنا نہ چھوڑنا یہاں تک کہ تم ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اسے حق بات کی طرف لے جانا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلا تَعْتَدُوا

اے ایمان والو مت ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم کو حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/۳۱۳۔۳۱۴ میں لکھا ہے۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں۔ ایک کھیری حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ آپؓ نے سب سے فرمایا قریب ہو جاؤ۔ سب کھانے لگے۔ ان میں سے ایک آدمی دور کونے میں بیٹھا رہا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے فرمایا نزدیک ہو جاؤ۔ اس نے عرض کیا میں اسے کھانا نہیں چاہتا۔ آپؓ نے دریافت فرمایا کیوں؟ اس نے عرض کیا میں کھیری اپنے اوپر حرام کی ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا یہ حلال کو حرام کر لینا شیطان کی چالوں میں سے ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔ اور اسے فرمایا نزدیک آ جاؤ اور کھاؤ اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دینا۔ بلاشبہ یوں حلال کو حرام کر لینا شیطان کی چالوں میں سے ایک چال ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۰/۵۵۵۔ ۵۵٦ میں لکھا ہے حضرت مسروق فرماتے ہیں حضرت معقل بن مقرن حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا میں نے قسم کھالی ہے کہ بیویوں کے پاس نہ جاؤں گا اور نہ بستر پر سوؤں گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی یا ایها الذین آمنوا لاتحرموا طیبات ما احل الله لکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں۔ حضرت معقل نے عرض کیا میں نے بھی آپ سے اسی لیے مسئلہ پوچھا ہے کہ آج رات ہی میں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ بیویوں کے پاس بھی جاؤ اور بستر پر بھی آرام کرو۔ اور ایک غلام آزاد کرو کیونکہ تم مالدار آدمی ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوه۔

اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے سوا ان سے بچتے رہو۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۷ ۳۱ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں سورۃ بقرہ میں جو شراب کے متعلق آیت اتری ہے لوگ اس کے بعد بھی شراب پیا کرتے تھے اور جو آیت شراب کے حوالے سورۃ نساء میں ہے۔ اس کے نازل ہونے کے بعد بھی لوگ

شراب پیا کرتے تھے۔ مگر جب سورۃ مائدہ کی یہ آیت مبارکہ اتری تو لوگوں نے شراب مکمل طور پر چھوڑ دی۔

۲۔ طبری نے جامع ۳۲۲/۴ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: یہ جو تم فال لینے کے لیے سر کنڈے کھیلتے ہو۔ یہ چھوڑ دو کیونکہ یہ بھی جوا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا۔

جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کیے ان پر نہیں گناہ جو کچھ پہلے کھا چکے جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور عمل نیک کیے پھر ڈرے اور یقین کیا پھر ڈرے اور نیکی کی۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۱۴۳/۴۔ ۱۴۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب شراب کی حرمت والی آیت مبارکہ نازل ہوئی تو یہودیوں نے اعتراض کیا کہ تمہارے فوت ہو جانے والے بھائیوں کا کیا بنے گا جو شراب پیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا۔

۲۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح ۱۹۱۰/۴ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت مبارکہ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ماتقوا وآمنوا نازل ہوئی تو رحمت دو عالم ﷺ نے مجھے فرمایا ابن مسعود! مجھے بتایا گیا ہے کہ تم بھی انہی میں سے ہو۔

لا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَلِكَ صِيَامًا۔

نہ مارو شکار جس وقت تم ہو احرام میں اور جو کوئی تم میں اس کو مارے جان کر تو بدلہ ہے اس مارے کے برابر مواشی میں سے وہ ٹھہرا دیں دو معتبر تمہارے کہ نیاز پہنچا دے کعبہ تک یا گناہ کا اتار ہے کئی محتاج کا کھانا یا اس کے برابر روزے۔

۱۔ امام شافعیؒ نے مسند ۱/۳۳۱ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے چوہے کے مشابہ ایک جانور کے مارنے میں فیصلہ فرمایا کہ اس کے عوض بکری کا چار ماہ کا بچہ دیا جائے۔

۲۔ امام شافعیؒ نے مسند ۱/۳۲۸۔ ۳۲۹ میں لکھا ہے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے شتر مرغ کے انڈے کے بارے میں جسے کسی محرم نے توڑ دیا ہو یہ فیصلہ فرمایا کہ وہ ایک دن کا روزہ رکھے یا پھر ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے یوں ہی مروی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ۔

اے ایمان والو مت پوچھو بہت چیزیں کہ اگر تم پر کھولے تو تم کو بری لگیں۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲/۳۳۵ میں میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تم پر حج فرض فرمایا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہر سال؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعراض فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی

قسم جن کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ فرض ہو جاتا اور اگر فرض ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے اور اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو کافر بن جائے۔ چنانچہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ یا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء۔۔ الایۃ۔

مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلا سَائِبَةٍ وَلا وَصِيلَةٍ وَلا حَامٍ۔

نہیں ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔

۱۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح ۸/۵۴ ۱ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ اہل اسلام کا وطیرہ یہ نہیں کہ وہ ایک خاص عمر کے اونٹ بیکار کھلے چھوڑ دیں یہ تو جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے۔

۲۔ مسند احمد ۶/۱۳۰۔ ۱۳۱ میں یہ روایت درج ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا:

جانور بیکار کھلے چھوڑنے کی ریت ڈالنے والا اور بتوں کی عبادت شروع کرنے والا ابوخزاعہ عمرو بن عامر ہے۔ میں نے اسے دیکھا کہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹتا پھر رہا ہے۔

۳۔ ابن جوزی نے زاد ۲/۴۳۹ میں لکھا ہے۔ حام کی تفسیر یہ ہے، جب کسی نر کے نطفہ سے دس بچے پیدا ہو جاتے تو لوگ کہتے کہ اب اس کی پیٹھ محفوظ ہو گئی ہے۔ پھر اسے اپنے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس پر سواری نہ کی جاتی۔ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے یوں ہی فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ۔

اے ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کی۔ تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی بہکا جب تم ہوئے راہ پر۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۱/۱۴۱ امیں لکھا ہے۔ کسی آدمی نے اس آیت کریمہ کے بارے میں حضرت ابن مسعودؓ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس آیت کریمہ کا حکم آج کل کے بارے میں نہیں۔ آج کل تو نیکی کا کہا جائے تو بات مان لی جاتی ہے لیکن ایک زمانہ آئے گا کہ تم نیکی کا کہو گے تو تمہاری بات نہیں مانی جائے گی اس زمانے میں یہ بات ہوگی کہ علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۱/۱۴۳۔۱۴۴ امیں لکھا ہے حضرت ابوالعالیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ لوگ حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں بیٹھے تھے دو آدمی جھگڑ پڑے۔ حضرت ابن مسعودؓ کے پاس بیٹھے لوگوں میں سے ایک کہنے لگا کیا میں جا کر ان دونوں کو نیکی کا نہ کہوں اور برائی سے روک نہ دوں تو ایک اور آدمی نے اسے کہا تجھے پرائی کیا پڑی تو اپنی نبیڑ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل ازا اھتدیتم۔

۳۔ حضرت ابن مسعودؓ نے یہ بات سنی تو فرمایا ٹھہرو۔ اس آیت مبارکہ کی مراد بعد کے زمانہ میں سامنے آئے گی، قران مجید ایسے نازل ہوا ہے کہ اس کی کچھ آیات کی مراد ان کے نازل ہونے سے پہلے سامنے چکی تھی، کچھ آیات کی مرا زمانہ نبوی علی صاجہا الصلوٰۃ والسلام میں

سامنے آ گئی، کچھ آیات کی مراد رحلت نبوی ﷺ کے کچھ ہی بعد سامنے آ گئی، کچھ آیات کی مراد آج کل سامنے آ رہی ہے، کچھ آیات کی مراد قیامت کے قریب سامنے آئے گی، جن میں کہ قیامت کا ذکر ہے، کچھ آیات مراد حساب کے دن سامنے آئے گی جن میں کہ حساب، جنت اور دوزخ کا تذکرہ ہے۔ پس جب تک تمہارے دلوں میں اتفاق ہے، تمہاری خواہشات انتشار کا شکار نہیں، تم فرقوں میں نہیں بٹے اور باہم دیگر دست و گریبان نہیں ہوئے اس وقت تک امر و نہی کا فریضہ ادا کرتے رہو گے اور جب دلوں اور خیالات میں اختلاف ہو جائے گا۔ تم فرقہ بندی کا شکار ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑ پڑو گے تو یہ ہو گا کہ بندہ جانے اور بندے کا کام۔ یہ زمانہ ہو گا اس آیت مبارکہ مراد سامنے آنے کا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ۔

اے ایمان والو گواہ تمہارے اندر جب پہنچے کسی تم میں موت جب لگے وصیت کرنے دو شخص معتبر چاہئیں تم میں سے یا اور ہوں تمہارے سوائے۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۲/۴۴۵۔ ۴۴۶ میں لکھا ہے۔ اس آیت میں مذکور گواہی سے مراد وصیت کے معاملات میں حکام کے سامنے گواہی ہے۔

حضنت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ کا یہی ارشاد ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد منکم سے مراد ہے کہ تمہارے دین اور تمہاری ملت والوں میں سے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے یہی ارشاد فرمایا ہے۔

۲۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۳/۲۱۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے اس آیت کریمہ کے حوالے سے پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا:

ایک آدمی سفر پر روانہ ہوا، اس کا مال بھی اس کے پاس تھا اسے اجل نے آگھیرا تو اس نے دو مسلمان مرد پائے اور اپنا ترکہ ان کے حوالے کر دیا۔ اور دو انصاف پسند مسلمانوں کو ان دونوں پر گواہ بنا دیا۔ ابن ابی حاتم نے یہ واقعہ روایت کیا ہے۔

۳: سیوطی نے الدر ۲/۳۴۲۔ ۳۴۳ میں لکھا ہے کہ ابو حاتم اور ابو الشیخ نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ ان سے آیت اثنان زوا عدل منکم، کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کتاب میں کوئی چیز ایسی نہیں جس پر کوئی راہنما چیز نہ ملی ہو سوائے اس آیت کے اور اگر میں تم کو اس کی اطلاع نہ دوں تو پھر میں غسل جمعہ کے تارک سے بھی بڑھ کر ناواقف ہوں گا۔ یہ شخص سفر میں گیا اور اس کے پاس مال تھا۔ دوران سفر تقدیر نے آلیا اس نے دو مسلمان مرد پاکر ان کو مال حوالے کر دیا اور دو اور مسلمانوں کو ان پر گواہ بنا دیا۔

اگر بالفرض مسلمان گواہ نہ ملیں تو دو کتابی گواہ بنائے۔ اگر وہ مال ادا کر دیا جائے جب کہ ادا کرنا مناسب ہے اور اگر وہ انکار کر دیں تو نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھوائی جائے گی کہ چیز میرے حوالے کی گئی میں نے اس میں سے کوئی شئے غائب نہیں کی حلف کے بعد بری الذمہ شمار ہوں گے۔ جب اس کے بعد رقعہ والے کوئی چیز پالیں۔ اور اس کے خلاف خیانت کی گواہی دیں پھر مال والے لوگ نام لے کر اپنی اشیاء کا دعوی کریں تو ورثا کی قسم گواہی کے ساتھ ہوگی پھر اس کے حق وصول کریں گے۔

اس کا تذکرہ اس آیت میں فرمایاذوا عدل منکم او آخران من غیرکم
***

٦۔ سورۃ الانعام

وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (٥١) وَلا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ (٥٢)

اور خبر دار کر دے اس قرآن سے جن کو ڈر ہے کہ جمع ہوں گے اپنے رب کے پاس ان کا کوئی اس کے سوائے حمایتی نہ سفارش والا شاید وہ بچتے رہیں اور نہ ہانک ان کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام چاہتے ہیں اس کا منہ تجھ پر نہیں ان کے حساب میں کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر ہے کچھ کہ تو ان کو ہانک دے پھر ہووے بے انصافوں میں۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۳۶/۶۔۳۷ میں یہ روایت درج کی ہے :

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ قریش کے سر دار سر دار دو عالم ﷺ کے پاس سے گزرے ، حضرت خباب ، حضرت صہیب ، حضرت بلال اور حضرت عمارؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ قریشی سر داروں نے کہا۔ اے محمد ﷺ آپ نے یہ لوگ پسند کیے

ہیں؟ توان کے بارے میں آیت مبارکہ وانذر بہ الذین یخافوان یحشروا لی ربھم سے واللہ اعلم بالظالمین تک نازل ہوئی۔

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لا يَعْلَمُهَا إِلا هُوَ

اوراسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوائے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۱/۴۰۱ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کی کنجیوں کے سوا سب کچھ عطا کیا گیا۔

ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلاهُمُ الْحَقِّ

پھر پہنچائے جاویں گے اللہ کی طرف جو مالک ان کا ہے تحقیق۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۳/۱٦ میں لکھا ہے۔ ابن ابی حاتم نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت ابن مسعودؓ کے پاس تشریف لائے توان سے پوچھا کیسا محسوس کر رہے ہو؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ اپنے سچے مولا کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ آپ اچھے رہے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ۔

تو کہہ اسی کو قدرت ہے کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاوں کے نیچے سے یا ٹھہرا دے تم کوئی فرقے کرا ور چکھا دے ایک لڑائی ایک کی۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۱/۴۱۷ میں لکھا ہے، حضرت زید اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کرتے کہ حضرت ابن مسعودؓ مجلس میں ہوتے یا منبر پر بلند آواز سے فرمایا کرتے تھے۔ لوگو! یہ آیت تمہارے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قل هو القادر على ان يبعث عليكم عذابا من فوقكم۔ اگر آسمان سے عذاب آیا تو تم میں سے کوئی نہیں بچے گا او من تحت ارجلكم اگر تم زمین میں دھنسا دیئے گئے تو تباہ ہو جاؤ گے کوئی نہیں بچے گا۔ او يلبسكم شيعا و يذيق بعضكم باس بعض (یا تم کو گروہوں میں بانٹ دے اور ایک دوسرے کی لڑائی کا مزا چکھا لے) سنو! یہ تمہارے بارے میں ہی اتری ہے اور یہ تینوں عذابوں میں برا عذاب ہے۔

كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى۔

جیسے ایک شخص کو بھلا دیا جنوں نے جنگل میں بھٹکتا، اس کے رفیق پکارتے ہیں راہ کی طرف کہ آ ہمارے پاس تو کہہ اللہ نے راہ بتائی سو وہی راہ ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۱/۴۵۵ میں لکھا ہے۔ حضرت مجاہد فرماتے تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ یوں قرأت فرمائی ہے له اصحاب يدعونه الى الهدى بيناً۔

حضرت مجاہد نے فرمایا۔ الھدی۔ راستہ کو کہتے ہیں اور وہ واضح ہی ہوتا ہے۔

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ

اور اسی کی سلطنت ہے جس دن پھونکا جاوے صور۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۳/۲۲ میں لکھا ہے، حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: صورت سینگ کی شکل کا ہے۔ اس کے اندر پھونک ماری جائے گی۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ۔

جو لوگ یقین لائے اور ملائی نہیں اپنے یقین میں کچھ تقصیر انہی کو ہے خاطر جمع اور وہی ہیں راہ پائے۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۷۰ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب یہ آیت مبارکہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ بڑے پریشان ہوئے اور عرض کیا اے اللہ جل جلالہ کے رسول ﷺ ہم میں سے کون ہے جو کچھ نہ کچھ گناہ نہ کرتا ہوں؟ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا:۔ آیت مبارکہ کی یہ مراد نہیں۔ تم نے سنا نہیں نیک آدمی (حضرت لقمان) نے کیا فرمایا تھا۔ (یا بنی لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم۔ لقمان/۱۳۹)

تو بات یہ ہے کہ الظلم سے مراد شرک ہے۔

۲۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۲/۲۸۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب یہ آیت مبارکہ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم نازل ہوئی تو رحمت دو عالم ﷺ نے مجھ سے فرمایا آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ۔

اوراس سے ظالم کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا کہے مجھ کو وحی آئی اوراس کو وحی کچھ نہیں آئی۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۲/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: قرآن مجید میں جو کچھ ہے اس پر یا تو تم سے پہلے لوگوں نے عمل کیا ہے پھر تمہارے بعد والے اس پر عمل کریں گے حتیٰ کہ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ اس ایت مبارکہ پر بھی عمل ہوگا۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

اوراسی نے بنا دیے تم کو تارے کہ ان سے راہ پاؤ اندھیوں میں جنگل کے اور دریا کے۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۳/۳۵ میں لکھا ہے۔ طبرانی، ابو نعیم اور خطیب نے یہ روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا: جب میرے صحابہ کا غیر مناسب تذکرہ کیا جائے تو تم اس میں حصہ نہ لو۔ جب تقدیر کے حوالے سے غیر ضروری

بحث مباحثہ ہونے لگے۔ تو تم گفتگو نہ کرو اور جب ستاروں کا غیر حقیقی تذکرہ چھڑ جائے تو تم خاموش رہو۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ۔

اور اسی نے تم کو نکالا ایک جان سے پھر کہیں تم کو ٹھہراؤ ہے اور کہیں سپرد رہنا۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۱/۵۶۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا مستقر سے مراد رحم مادر ہے اور مستودع سے مراد وہ جگہ ہے جہاں بندے نے مرنا ہے۔

۲۔ ابن ماجہؒ نے اپنی سنن ۲/۱۴۲۴ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا وقت آخر آ جاتا تو کوئی ضرورت اسے اس جگہ لے جاتی ہے۔ جب وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ سبحانہ اس کی روح قبض کرلیتے ہیں۔ یہ زمین قیامت کے دن کہے گی اے میرے رب آپ نے جو امانت مجھے سونپی تھی وہ یہ ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۱۱/۵۶۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ مستقر سے مراد دنیا میں رہنے والی جگہ ہے اور مستودع سے مراد آخرت میں رہنے والی جگہ ہے۔

۴۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۳/۲۹۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا مستقر سے مراد رحم مادر میں ٹھکانہ ہے اور انہوں یا ان سے زیادہ تعداد میں علماء نے فرمایا مستودع سے مراد مرد کی پیٹھ میں رہنے کی جگہ ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ اور علماء کا ایک گروہ اس کے برعکس رائے رکھتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الإِنْسِ وَالْجِنِّ۔

اور اس طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۳/۳۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: غیب کی خبریں بتانے کا دعوی کرنے والے نجومی انسانی شیطان ہیں۔

:اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ۔

اللہ بہتر جانتا ہے جہاں بھیجے اپنے پیام۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/ ۲۱۱ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نگاہ ڈالی تو تمام بندروں کے دلوں جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل بہتر پایا چنانچہ اسے اپنے لیے خاص کرلیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا: پھر دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بندروں کے لیے دیکھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے دل سب سے بہتر پائے چنانچہ انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزیر بنا دیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے تحفظ کے لیے جہاد کرتے ہیں۔ پس جسے مسلمان اچھا نہ سمجھے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی نہیں۔

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلإِسْلامِ۔

سو جس کو اللہ چاہے کہ راہ دے کھول دے اس کا سینہ حکم برداری۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۲/۱۰۰ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی فمن یرد اللہ ان یشرح صدرہ للاسلام۔ تو صحابہ کرامؓ نے رحمت کائنات ﷺ سے اس کی تشریح کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب نور دل میں داخل ہوتا ہے تو دل کھلا اور کشادہ ہو جاتا ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اس کی کوئی علامت ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمیشگی کے گھر (آخرت) کی طرف مکمل توجہ، دھوکے کے گھر (دنیا) سے کامل کنارہ کشی اور موت سے پہلے پہلے موت کی تیاری کرنا اس کی نشانی ہے۔

وَمِنَ الأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ۔

اور پیدا کیے مواشی میں لانے والے اور دے۔ کھاؤ اللہ کے رزق میں سے۔۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۲/۷۸ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: حمولہ بڑی عمر کے اونٹ کو کہتے ہیں اور فرشاً سے مراد چھوٹی عمر کا اونٹ ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلا تَقْتُلُوا أَوْلادَكُمْ مِنْ إِمْلاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلا بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔

توکہہ آؤ میں سنا دوں جو حرام کیا تم پر تمہارے رب نے کہ شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ سے نیکی اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد مفلسی سے ، ہم رزق دیتے ہیں تم کو اور ان کو اور نزدیک نہ ہو بے حیائی کے کام سے جو کھلا ہو اس میں اور جو چھپا اور مار نہ دالو جان جس کو حرام کیا اللہ نے مگر حق پر۔ یہ تم کو کہہ رہا ہے شاید تم سمجھو۔

ا۔ امام ترمذیؒ نے اپنی صحیح ۱۱/۱۹۱ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں : جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ رحمت عالم ﷺ کا مہر کردہ صحیفہ دیکھے اسے چاہیے کہ یہ آیت مبارکہ قل تعالیٰ اتل ما حرم ربکم علیکم سےلعلکم تتقون تک کی تلاوت کرے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۲ میں یہ حدیث مبارکہ درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں : ایک بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی اور ایک میں نے کہی ، آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا جسے اس حالت میں موت آئی کہ اس نے اللہ جل جلالہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں نے یہ بات کہی ہے ، جسے اس حالت میں موت آئی کہ اس نے اللہ جل جلالہ کے ساتھ شرک کیا ہو وہ دوزخ میں جائے گا۔

۳۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۱۹۶ میں یہ حدیث پاک درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا : میں نے رحمت کائنات ﷺ سے دریافت کیا کونسا گناہ سب سے بڑا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک بنائے جبکہ تجھے اسی ذات نے

پیدا کیا ہے۔ یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے منہ کالا کرے، یہ کہ تو اپنی اولاد اس لیے مار دے تاکہ وہ تیرے ساتھ کھائے نہ، یا وہ کہیں تیرا کھانا نہ کھا جائے۔

۴۔ ربیع نے اپنی مسند ۲/۶۹ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو چیزوں کو بچا لیا اس نے اپنا دین بچا لیا۔ عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ دو چیزیں کون سی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک وہ چیز جو دو جبڑوں کے درمیان ہے اور دوسری وہ چیز جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے۔

۵۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/ ۲۱۹۔ ۲۲۰ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ جل جلالہ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس پاک ذات نے بے حیائی کے ظاہری و خفیہ تمام کام حرام کر دیے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف بے حد پسند ہے۔

٦۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/ ۳۲۲ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ آقا علیہ السلوۃ والتسلیم نے فرمایا:

طعنے باز، لعنتیں کرنے والا اور بد زبان مومن نہیں ہے۔

۷۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۳۵ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

۸۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/ ۲۲۱ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں آقا علیہ السلوۃ والتسلیم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دینے والے مسلمان کا خون تین وجہ کے بغیر حلال نہیں۔ شادی شدہ زانی، جان کے بدلے جان، دین چھوڑ کر جماعت سے الگ ہونے والا۔

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلا وُسْعَهَا۔

اور پوری کرو ناپ اور تول انصاف سے ہم کسی پر وہی رکھتے ہیں جو اس کو مقدور ہے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۳/۵۵ میں لکھا ہے کہ ابن مردویہ نے یہ روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جس قوم نے بھی ناپ تول میں کمی بیشی کی اللہ تعالیٰ نے اس پر بھوک مسلط کر دی۔

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ۔

اور کہا یہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور مت چلو کئی راہیں پھر تم کو پھٹا دیں گے اس کی راہ سے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۲/ ۲۳۰۔ ۲۳۱ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے کسی نے پوچھا صراط مستقیم سے کیا مراد ہے؟ آپؓ نے فرمایا آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہمیں اپنے قرب سے نوازا۔ آپ ﷺ کی نگاہ جنت دیکھتی تھی۔ آپ ﷺ کی دائیں طرف بھی چند راستے

ہیں اور آپ ﷺ کے بائیں طرف بھی کچھ راستے ہیں۔ ان پر بیٹھے لوگ پاس سے گزرنے والوں کو اپنی طرف بلاتے رہتے ہیں۔ جو ان پر چلے گا جہنم میں جائے گا اور جس نے سیدھا راستہ اختیار کیا جنت میں جائے گا۔ یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/ ۱۹۹ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے دست اقدس سے ایک خط کھینچا اور فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں پھر آپ ﷺ اس خط کے دائیں بائیں خط کھینچے اور فرمایا یہ جو راستے ہیں نا ان میں سے ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہے جو اپنی طرف بلاتا رہتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل۔

وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ۔

اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہم نے اتاری برکت کی سو اس پر چلو۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۳/۵۶ میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ، امام احمد بن حنبل، ابن ضریس، محمد بن نصر اور طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ یہ قرآن حکیم شافع ہے اس کی شفاعت مقبول ہوگی، دفاع کرنے والا ہے، تصدیق کرنے والا ہے، جو اسے پیش نظر رکھے گا۔ یہ اسے جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈال دے گا یہ اسے جہنم میں گرا دے گا۔

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ۔

کاہے کی راہ دیکھتے ہیں لوگ مگر یہی کہ ان پر آویں فرشتے یا آوے تیرا رب۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۳/۵۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایاھل ینظرون الا ان تاتیھم الملائکۃ سے مراد موت کا وقت ہے۔ اوراو یاتی ربک سے قیامت کا دن مراد ہے۔

أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا۔

یا آوے کوئی نشان تیرے رب کا جس دن آوے گا ایک نشان تیرے رب کا کام نہ آوے گا ایمان لانا کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ نیکی نہ کی۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۲/۲۶۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: نشانی سے مراد ایک ساتھ کھڑے دو اونٹوں کی مانند سورج کا چاند کے ہمراہ مغرب سے طلوع ہونا ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۲/۲۶۳ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن امنت من قبل سے مراد یہ ہے کہ در توبہ تب تک کھلا ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا۔

۳۔ سیوطی نے الدر ۳/۵۹۔ ۶۰ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ نشانی ظاہر ہونے کے بعد بھی لوگ نماز، روزہ اور حج ادا کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ انہیں کی عبادات قبول فرمائیں گے نشانی ظاہر ہونے سے پہلے جن کی قبول فرمایا کرتے تھے اور جن کی عبادات نشانی ظاہر ہونے کے بعد بھی ان کی قبول نہیں فرمائیں گے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلا يُجْزَى إِلا مِثْلَهَا وَهُمْ لا يُظْلَمُونَ۔

جو کوئی لایا نیکی اس کو ہے اس کے دس برابر اور جو لایا برائی سو سزا پاوے گا۔ تو اتنا ہی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۲/۲۷۶۔ ۲۷۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ آیت کریمہ میں الحسنۃ سے مراد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے۔ اور السیئۃ سے مراد شرک ہے۔

۲۔ مسند احمد ۶/۱۲۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندہ کی ایک نیکی دس سے ستر گنا تک کر دیتے ہیں۔

* * *

۷۔ سورۃ الاعراف

وکم من قریۃ اھلکناھا فجاء ھا باسنا بیاتا او ھم قائلون۔ فما کان دعواھم اذ جاء ھم باسنا الا ان قالوا انا کنا ظالمین۔

اور کتنی بستیاں ہم نے کھپا دیں کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب رات ہی رات یا دوپہر کو سوتے، پھر یہی تھی ان کی پکار جب پہنچا ان پر ہمارا عذاب کہ کہنے لگے ہم تھے گنہگار۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۲/۳۰۴ میں لکھا ہے، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں شافع محشر ﷺ نے فرمایا: کوئی قوم اس وقت تک تباہ نہ ہوئی جب تک کہ انہوں نے اقبال جرم کر نہ لیا۔

فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ۔

سو ہم کو پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول بھیجے تھے اور ہم کو پوچھنا ہے رسولوں سے۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۳/۶۹ میں لکھا ہے کہ طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر حاکم سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ فرمائیں گے کہ کیا اس نے ان پر اللہ کا حکم نافذ کیا یا نہیں۔ حتیٰ کہ ہر آدمی سے اس کے گھر والوں کے متعلق پوچھیں گے۔

قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ۔

بولا تو جیسا تونے مجھے بدراہ کیا ہے مجھ کو فرصت دے جس دن تک میں بیٹھوں گا ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۳/۷۰ میں لکھا ہے، عون ابن عبداللہ کہتے ہیں صراطک المستقیم سے مراد مکہ مکرمہ کا راستہ ہے۔ اور ابوالشیخ نے یہ روایت درج کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے بھی یوں ہی منقول ہے۔

فَرِيقًا هَدَى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلاَلَةُ۔

ایک فرقے کو راہ دی اور ایک فرقے پر ٹھہری گمراہی۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۵/۲۲۳ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ صادق و مصدوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی قسم، تم میں سے بعض لوگ جنتیوں والے عمل کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کے اور جنت کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا مگر تقدیر غالب آجاتی ہے اور ان کا خاتمہ جہنمیوں والے کسی عمل پر ہو جاتا ہے اور وہ جہنم میں چلے جاتے ہیں۔ اور کوئی بندہ ایسا ہوتا ہے کہ جہنمیوں والے عمل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک گز کا

فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اچانک تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے تو اس کا خاتمہ جنتیوں والے کسی عمل پر ہو جاتا ہے اور یہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔
اے اولاد آدم کی۔ لے لو اپنی رونق ہر نماز کے وقت۔
ا۔ سیوطی نے الدر ۲/۷۸۔ ۷۹ میں لکھا ہے کہ طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ یہ روایت درج کی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ معلم انسانیت ﷺ نے فرمایا: کامل نماز وہ ہے کہ جو جوتے پہن کر ادا کی جائے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ۔
تو کہہ کس نے منع کی ہے رونق اللہ کی جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے واسطے۔
ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۵/ ۳۰۱ میں یہ حدیث پاک درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میرے کپڑے دھلے ہوئے ہوں۔ میرے سر میں تیل لگا ہو، میرے جوتے کا تسمہ نیا ہو، چند اور چیزوں کا بھی تذکرہ کیا یہاں تک کہ کوڑے ک کے دستہ کا بھی ذکر کیا۔ اور پوچھا اللہ کے رسول ﷺ کیا یہ تکبر ہے؟
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، یہ تو خوبصورتی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی پسند فرماتا ہے۔

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔

تو کہہ میرے رب نے منع کیا ہے سو بے حیائی کے کام جو کھلے ہیں ان میں اور جو چھپے ہیں اور گناہ اور زیادتی ناحق کی۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۵/۲۳۴۔ ۲۳۵ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں سرگوشیاں چھپایا نہیں کرتا تھا نہ فلاں بات اور نہ ہی فلاں بات، راوی حدیث ابن عوف کہتے ہیں ایک بات آپؐ کو بھول گئی اور ایک میں بھول گیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں آپ ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت آیا کہ مالک بن مرارہ الرھاوی آپ صلی الہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے، میں جب پہنچا تو وہ اپنی بات مکمل کرنے کے قریب تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ کے رسول ﷺ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حسن سے نوازا ہے۔ میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی ذرہ بھر بھی مجھ سے برتر ہو تو کیا یہ سرکشی و تکبر نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، یہ سرکشی نہیں، بلکہ سرکشی یہ ہے کہ حق سے قبول کرنے سے انکار کیا جائے۔ یا آپ ﷺ نے فرمایا حق سے ناواقفیت رکھی جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔

قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لأولاهُمْ رَبَّنَا هَؤُلاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ

کہا پچھلوں نے پہلوں کو اے رب ہمارے ہم کو انہیں نے گمراہ کیا سو تو دے ان کو دونا عذاب آگ کا۔ فرمایا دونوں کا دونا ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۴۱۸/۱۲ میں لکھا ہے، حضرت ابن مسعودؓ نے فاتھم ضعفا من النار کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد سانپ اور اژدھے ہیں۔

وَلا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سم الخياط۔

اور نہ داخل ہوں گے جنت میں جب تک بیٹھے اونٹ سوئی کے ناکے میں۔

۱۔ طبری نے جامع ۴۲۸/۱۲ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا آیت کریمہ میں مذکور لفظ الجمل سے مراد اونٹ ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ

تمہارا رب اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر بیٹھا تخت پر۔

۱۔ ربیع ابن حسیب نے اپنی مسند ۳۹/۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ضحاک بن مزاحم نے فرمایا استوی علی العرش کی تفسیر یہ ہے عرش اور تمام چیزوں پر اللہ تعالیٰ کا حکم غالب آگیا تو سب چیزیں فرمانبردار اور عاجز ہو گئیں۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ

ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۳/۹۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو نبی بنا کر بھیجا۔ آپ کی امت کو بد عقیدہ لوگوں نے ہی تباہ کیا۔ اور پھر یکے بعد دیگرے کئی نبی تشریف لائے۔ اللہ کی قسم! اس امت کو بھی ہلاکت تک لے جانے والے زندیق لوگ ہی ہوں گے۔

وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ

اور عاد کی طرف بھیجا ان کا بھائی ھود بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی۔

ا۔ حاکم نے مستدرک ۲/۵۶۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت ھودؑ باہمت انسان تھے۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۳/۹۷ میں لکھا ہے کہ ابن عساکر نے یہ حدیث مبارکہ نقل کی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مختلف انبیاء علیھم السلام کا ذکر خیر چلا جب حضرت ھودؑ کا نام آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔

وما وجدنا لاكثرهم من عهد

اور نہ پایا ان کے اکثروں میں ہم نے نباہ۔

۱۔ امام رازی نے مفاتیح ۶۲۳/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس آیت مبارکہ میں عہد سے مراد ایمان ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا

بولا فرعون تم نے مان لیا اس کو ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو یہ مکر ہے کہ باندھ لائے ہو شہر میں کہ نکالو یہاں سے اس کے لوگ۔

۱- طبری نے جامع ۱۳/۳۳ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے۔

۲- حضرت موسیٰؑ اور جادوگروں کا سردار ملے تو حضرت موسیٰؑ نے اس سے فرمایا کیا خیال ہے اگر میں غالب آگیا تو تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے اور گواہی دو گے کہ میری دعوت سچی ہے؟ جادوگر نے کہا کل میں ایسا جادو لاؤں گا کہ کوئی جادو اس پر غالب نہ آئے گا۔ لیکن قسم بخدا! اگر آپ غالب آ گئے تو میں آپ پر ایمان بھی لاؤں گا اور گواہی بھی دوں گا کہ آپ سچے ہیں۔

۳- فرعون دونوں کو دیکھ رہا تھا اور دونوں کی باتیں بھی سن رہا تھا۔ فرعون نے یہ بات یوں بیان کی ان هذا لمكرتموه فى المدينة۔ اس نے کہا تمہاری ملاقات کا مقصد ہی یہ تھا کہ تم ایک دوسرے سے تعاون کرو (لتخرجو منها اهلها)

ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین

اور ہم نے پکڑا فرعون والوں کو قحطوں میں۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۴-۲۵/۱۳ امیں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایاولقد اخذنا ال فرعون بالسنین سے مراد قحط کے سال ہیں۔

وان تصبھم سیئۃ یطیرو بموسی

اور اگر پہنچی برائی شومی بتاتے موسیٰ کی۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۵۳-۲۵۴/۵ میں یہ روایت درج کی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرکاردو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بد شگونی شرک ہے اور جس نے بد شگونی لی اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا و کلمہ ربہ

اور جب پہنچا موسیٰ ہمارے وقت پر اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۱۱۷/۳ میں لکھا ہے کہ آدم بن ابی ایاس نے کتاب العلم میں یہ روایت درج کی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں :

جب حضرت موسیٰؑ بارگاہ خداوندی میں مناجات کے لیے حاضر ہوئے تو وہاں عرش کے سائے میں ایک آدمی دیکھا تو اس کے اس بلند مرتبہ پر رشک کیا اور اس کے بارے میں پوچھا۔ آپؑ کو اس کا نام تو نہ بتایا گیا البتہ اس کا کام بتایا گیا کہ یہ ایسا آدمی ہے جو لوگوں سے

ان نعمتوں کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں حد نہیں کرتا، والدین سے حسن سلوک کرتا ہے، چغل خوری نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا اے موسیٰ! کیا مانگنے آئے ہیں؟ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا میں ہدایت مانگنے آیا ہوں میرے پروردگار! اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نے ہدایت پالی۔

حضرت موسیٰؑ نے یہ دعا مانگی

پروردگار! میرے پہلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیجیے اور وہ بھی جن کے بارے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں اپنے نفس کے وسوسہ اور اپنے برے عمل سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

آپؑ سے کہا گیا اے موسیٰ! آپ نے بھرپور دعا کرلی ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے دریافت فرمایا پروردگار! آپ کا پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! میرا ذکر کرو!

حضرت موسیٰؑ نے دریافت فرمایا پروردگار! آپ کے بندوں میں سب سے زیادہ پرہیزگار کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو مجھے یاد رکھتا ہے اور بھولتا نہیں۔

حضرت موسیٰؑ نے دریافت فرمایا پروردگار! آپ کے بندوں میں سب سے زیادہ غنی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اسی پر قناعت کر جائے جو اسے دیا گیا ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا پروردگار! آپ کے بندوں میں سے زیادہ فضیلت والا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کو حق کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور خواہشات کے پیچھے نہیں چلتا۔

حضرت موسیٰ نے دریافت فرمایا پروردگار! آپ کے بندوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگوں کے حالات کا علم رکھتا ہے تاکہ اسے کہیں سے کوئی ایسی بات مل جائے جو ہدایت کا سبب بنے یا اسے تباہی سے بچالے ۔

حضرت موسیٰ نے عرض کیا پروردگار! آپ کے کس بندے کے عمل آپ کو زیادہ پسند ہیں ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ جس کی زبان جھوٹ نہ بولے ، جس کی شرمگاہ بدکاری نہ کرے اور جس کا دل بدکاری نہ کرے ۔

حضرت موسیٰ نے عرض کیا پروردگار! پھر اس کے بعد کون ہے ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایمان سے سرسبز دل جو اخلاق حسنہ سے بھی مزین ہو ۔

حضرت موسیٰ نے عرض کیا پروردگار! آپ کے بندوں میں آپ کو زیادہ ناپسند کون ہے ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کفر سے اٹا ہوا دل جو برے اخلاق بھی رکھتا ہو ۔

حضرت موسیٰ نے عرض کیا پروردگار! پھر اس کے بعد کون ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو رات کو لاش کی مانند پڑا سوتا رہے اور دن کو بیکار پھرے ۔

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ (١٥٣)

اور جنھوں نے لیے برے کام پھر بعد اس کے توبہ کی اور یقین لائے ۔ تیرا رب اس کے پیچھے بخشتا ہے ۔

۱۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۳/۴۷۵-۴۷۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ ایک عورت سے بدکاری کرتا ہے اور پھر اسی سے نکاح کرلیتا ہے تو حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ آپؓ نے یہ آیت دس مرتبہ تلاوت کی مگر انہیں اس پر عمل کرنے کا حکم دیا نہ اس سے منع فرمایا۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوسَى أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ (۱۵۹)

اور موسیٰ کی قوم میں ایک فرقہ راہ بتاتے ہیں حق کی اور اسی پر انصاف کرتے ہیں۔

۱۔ علامہ زمحشری نے کشاف ۲/۹۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کے سامنے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی گئی تو ایک آدمی نے کہا مجھے پسند نہیں کہ میں ان لوگوں میں ہوتا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کیا تمہارے نیک لوگوں نے ان لوگوں سے بڑھ کر کچھ کیا؟ کون ہے جو حق پر چلتا ہو اور اسی کے مطابق عدل کرتا ہو۔

وقطعنا هم اثنى عشرة اسباطا امما۔

اور بانٹ کران کو ہم نے کیا کئی فرقے بارہ دادوں کے پوتے۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/۵۷۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اسباط سے مراد حضرت یعقوبؑ کے بیٹے ہیں یعنی یوسف۔ بنیامین، روبیل، یھوذا، شمعون، راوی، دان اور

فصیل، یہ بارہ آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بارہ خاندان بنا دیے۔ ان کے سلسلہ نسب کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وقطعناهم اثنی عشرة اسباطا امما۔

وَ سْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّ يَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾

اور پوچھو ان سے احوال اس بستی کا کہ تھی کنارے دریا کے جب حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم میں، جب آنے لگیں ان کے پاس مچھلیاں ہفتے کے دن پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو نہ آویں یوں ہم آزمانے لگے ان کو اس واسطے کہ بے حکم تھے۔ اور جب بولا ایک فرقہ ان میں کہ کیوں نصیحت کرتے ہو ایک لوگوں کو کہ اللہ چاہتا ہے ان کو ہلاک کرے یا ان کو عذاب کرے سخت۔ بولے الزام اتارنے کو تمہارے رب کے آگے اور شاید وہ ڈریں، پھر جب بھول گئے جو انہیں سمجھایا تھا بچا لیا ہم نے جو منع کرتے تھے برے کام سے اور پکڑا گناہ گاروں کو برے عذاب میں بدلہ ان کی بے حکمی کا۔ پھر جب بڑھنے لگے جس کام سے منع ہوا تھا ہم نے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر پھٹکارے۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۲۷۶/۳ میں لکھا ہے القریۃ سے مراد ایلۃ نامی بستی ہے حضرت ابن مسعودؓ سے بھی یہی روایت مروی ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۹۸/۱۳ میں لکھا ہے حضرت عطا فرماتے ہیں میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ تشریف لے آئے ۔ لوگ ان کے ارد گرد بیٹھ گئے ۔ لوگوں نے بتایا یہ بزرگ حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھیوں میں سے ہیں، وہ برگ فرمانے لگے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا :

جب ان پر ہفتہ کے دن شکار حرام کر دیا گیا تو اس دن مچھلیاں خوب آیا کرتیں اور بے خوف ہو کر آ جاتیں مگر یہ انہیں ہاتھ نہ لگا سکتے ۔ اور جب ہفتہ کا دن گزر جاتا تو وہ بھی چلی جاتیں ۔ یہ بھی عام لوگوں کی طرح شکار کیا کرتے ۔ لیکن جب انہوں نے یہ پابندی توڑنے کا ارادہ کر لیا تو شکار کرنے لگے ۔ ان کے نیک لوگوں نے انہیں روکا لیکن یہ نہ رکے گناہگار نیک لوگوں سے زیادہ تھے ۔ گناہگاروں نے نیک لوگوں سے لڑائی کا ارادہ کر لیا مگر ان میں سے کچھ لوگ نیک لوگوں سے لڑنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ ان میں کوئی ان کا باپ تھا کوئی بھائی اور کوئی رشتہ دار ۔ جب نیک لوگوں کے منع کرنے کے باوجود وہ نہ رکے تو نیک لوگ کہنے لگے یوں تو یہ ہمیں بھی لے ڈوبیں گے ہم ان کے اور اپنے درمیان ایک دیوار کھڑی کر لیتے ہیں ۔ چنانچہ انہوں نے دیوار بنا لی ۔ کچھ دنوں تک جب ان گناہگاروں کی آوازیں نہ آئیں تو کہنے لگے اپنے بھائیوں کو تو دیکھیں کہ ان پر کیا بیتی ؟ دیکھا تو وہ سارے بندر بنا دیے گئے تھے ۔ یہ بڑے کو اس کے بڑے حجم اور چھوٹے کو چھوٹے حجم سے پہچان رہے تھے ۔ اب یہ رونے لگے ۔

یہ حضرت موسیٰؑ کی رحلت کے بعد کا واقعہ ہے ۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا

اور جس وقت نکالی تیرے رب نے آدم کے بیٹوں سے ان کی پیٹھ میں سے ان کی اولاد اور اقرار کرایا ان سے ان کی جان پر کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے البتہ ہم قائل ہیں۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۱۴۲-۱۴۱/۳ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو آسمان سے زمین کی طرف بھیجنے سے پہلے جنت سے باہر نکالا تو ان کی کمر کی دائیں جانب پر ہاتھ پھیرا تو اس سے موتیوں جیسے چمکدار اور چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی شکل کے جسم نکالے اور انہیں کہا میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

پھر آپؑ کی کمر کی بائیں جانب پر ہاتھ پھیرا تو اس سے سیاہ رنگ کے اور چیونٹیوں کی شکل کے جسم نکالے اور انہیں فرمایا جہنم میں داخل ہو جاؤ مجھے تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اصحاب الیمین (واقعہ /۲۷) واصحاب الشمال (واقعہ /۴۱) اس کے بعد ان سے وعدہ لیا اور فرمایا الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ کچھ لوگوں نے یہ جواب خوشی سے دیا اور کچھ نے ڈر کر مجبوراً دیا۔ پس حضرت آدمؑ اور فرشتوں نے کہا ہم گواہ بن گئے تاکہ یہ لوگ قیامت کے دن یہ نہ کہیں کہ ہمیں تو خبر نہ تھی یا یہ نہ کہیں کہ ہم سے پہلے ہمارے آباء واجداد نے شرک کیا۔

مفسرین نے فرمایا اولاد آدمؑ میں سے ہر ایک یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ولہ من فی السموات والارض طوعا و کرھا (آل عمران/۸۳)

(اور اسی کے حکم میں ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا زور سے) اور یہ بھی

فللہ الحجۃ البالغۃ فلوشاء لھداکم اجمعین (الانعام/۱۴۹) (پس اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر چاہتا تو راہ دیتا تم سب کو) یعنی یثاق لینے کے دن۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

اور سنا ان کو احوال اس شخص کا کہ ہم نے اس کو دی ہیں اپنی آیتیں پھر ان کو چھوڑ نکلا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۳/۲۵۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا تذکرہ ہے اس کا نام بلعم بن ابد تھا۔

وَلِلَّهِ الأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا

اور اللہ کے ہیں سب نام خاصے سو اس کو پکارو وہ کہہ کر۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۲۶۶-۲۶۸/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا:

جسے بھی کوئی غم اور پریشانی آئے وہ یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کا غم اور پریشانی ضرور دور فرماتے ہیں اور اس کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ نکال دیتے ہیں۔ دعا یہ ہے۔

اللهم انی عبدک وابن عبدک، ناصیتی بیدک، ماض فی حکمک، عدل فی قضاؤل، اسالک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک او علمتہ احدا من خلقک، او انزلتہ فی کتابک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن ربیع قلبی، ونور صدری وجلاء حزنی وزھاب ھمی۔

ترجمہ : پروردگار! میں آپ کا بندہ ہوں۔ آپ کے ایک بندے کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ مجھ پر آپ کا حکم چلتا ہے۔ آپ کا فیصلہ مجھ پر لاگو ہے۔ میں آپ سے آپ کے ہر اس مقدس نام کے صدقے جو نام آپ نے خود اپنا رکھا ہے یا آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا اپنی کتاب مقدس میں نازل کیا ہے یا اپنے پاس علم غیب میں رکھا ہے سوال کرتا ہوں کہ آپ قرآن مجید کو میرے دل کی بہار بنا دیں، میرے سینے کی روشنی بنا دیں میرا غم ہلکا کرنے کا سبب بنا دیں اور میری پریشانی دور کرنے کا ذریعہ بنا دیں۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (٢٠٤)

اور جب قرآن پڑھا جاوے تو اس طرف کان رکھو اور چپ رہو شاید تم پر رحم ہو۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۳/۳۴۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ابتداء اسلام میں ہم لوگ سلام علی فلاں، سلام علی فلاں کے الفاظ سے نماز میں بھی ایک دوسرے کو سلام کر لیا کرتے تھے پھر یہ آیت مبارکہ نازل ہو گئی واذا قرئ القرآن فاستمعوالہ وانصتوا۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۳/۳۴۶ میں لکھا ہے یسیر بن جابر کہتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ نے نماز پڑھائی تو لوگوں کو سنا کہ وہ امام کے ساتھ ساتھ پڑھتے رہتے ہیں جب آپؓ نے سلام پھیر کر ان کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم سمجھ جاؤ اور جب قرآن مجید پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات کا حکم دیا ہے۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ وَلا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ (٢٠٥)

اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل میں گڑگڑاتا اور ڈرتا اور پکار سے کم آواز بولنے میں صبح اور شام کے وقتوں میں اور مت رہ بیخبر۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۳/۱۵۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

غافل لوگوں میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسے ہے جیسے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے والوں کی طرف سے کوئی جہاد کر رہا ہو۔

***

۸۔ سورۃ الانفال

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح ۱۵۱/۱ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے پہلی رکعت میں سورۃ انفال کی چالیس آیات تلاوت فرمائیں اور دوسری میں کوئی مفصل سورۃ پڑھی۔

یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول

تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا۔

۱۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۵۴۶/۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت مسروقؒ نے فرمایا: جس دن لڑائی ہو جائے اس دن ملنے والے مال کو نفل نہیں کہا جائے گا کیونکہ نفل وہ مال ہے جو لڑائی چھڑ جانے سے پہلے ملے۔

ابن ابی حاتم نے یہ بات ان دو حضرات سے نقل فرمائی ہے۔

اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ

جس وقت ڈال دی تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو۔

طبری نے جامع ۴۱۹/۱۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

جہاد کرتے ہوئے اونگھ آجانا اللہ جل جلالہ کی طرف سے نازل کردہ اطمینان ہوتا ہے اور نماز میں اونگھ آجانا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ۔

اور جو کوئی ان کو پیٹھ دے اس دن مگر یہ کہ پیٹھ پھیرا کرتا ہو لڑائی سے یا جا ملتا ہو فوج میں سو وہ لے پھرا غضب اللہ کا۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۳/۱۱میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جناب رحمت کائنات ﷺ نے ہمارا ایک لشکر جہاد کے لیے بھیجا، کچھ لوگوں نے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی تو ہمیں شکست ہوگئی ہم نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ ہم لوگ تو بھاگنے والے ہیں رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ تم پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو، میں مسلمانوں کی جماعت ہوں۔

واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ

اور جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد جو ہیں خراب کرنے والے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۳/۴۸۶، ۴۸۷میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا: لوگو! تم سب آزمائشوں میں گھرے ہوئے ہو تو تم میں سے جو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے وہ گمراہ کردینے والی آزمائشوں سے پناہ مانگے۔

قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفرلھم ما قد سلف

تو کہہ دے کافروں کو اگر باز آویں تو معاف ہو ان کو جو ہو چکا۔

۱۔ ابن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۰۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

ایک صحابی نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ جب میں اسلام لاکر نیکیاں کر رہا ہوں تو کیا جاہلیت میں کیے ہوئے گناہوں کی وجہ سے میں پکڑا جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم اسلام لاکر نیکیوں میں مصروف ہو جاؤ گے تو جاہلیت کے گناہ کی وجہ سے پکڑے نہیں جاؤ گے اور اگر تم نے اسلام قبول کر کے پھر کوئی برائی کی تو اول آخر سب گناہوں میں پکڑے جاؤ گے۔

یوم الفرقان یوم التقی الجمعان

جس دن فیصلہ ہو جس دن بھڑیں دو فوجیں۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۳/۱۸۸ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ جنگ بدر ۱۷ رمضان المبارک کو ہوئی۔

واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا۔

اور جب تم کو دکھائی وہ فوج وقت ملاقات کے تمہاری آنکھوں میں تھوڑی۔

ا۔ طبری نے جامع ۶/۲۴۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا : بدر کے دن اہل مکہ ہمیں تھوڑے کر کے دکھائے گئے۔ میں نے اپنے پاس بیٹھے ایک آدمی سے پوچھا تمہارے خیال میں ستر ہوں گے !اس نے کہا مجھے لگتا ہے ایک سو ہوں گے۔ بعد میں ہم نے ان کا ایک آدمی گرفتار کیا اور اس سے پوچھا تم کتنے تھے تو اس نے بتایا کہ ہم ایک ہزار تھے۔

واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل

اور سر انجام کروان کی لڑائی کو جو پیدا کر سکو زور آور گھوڑے پالنے کے لیے۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۸۴، ۵/۲۸۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں نبی الامم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! گھوڑے تین قسم کے ہیں، کچھ گھوڑے رحمن کے ہیں، کچھ انسان کے ہیں اور کچھ شیطان کے ہیں۔ رحمن کا گھوڑا وہ ہے جسے جہاد کے لیے باندھ کر رکھا جائے۔ اس کا چارہ، اس کی لید، اس کا پیشاب، چند اور چیزوں کا بھی ذکر کیا۔ باعث ثواب ہیں۔ شیطان کا گھوڑا وہ ہے جسے جوا بازی کے لیے تیار کیا جائے۔ اور انسان کا گھوڑا وہ ہے جسے انسان اس لیے تیار کرتا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے روزی روٹی تلاش کرے اور اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھے۔

لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم

اگر تو خرچ کرتا جو سارے ملک میں ہے تمام نہ الفت دے سکتا ان کے دل میں لیکن اللہ نے الفت ڈالی ان میں۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۴/۴۸ امیں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: اس سے مراد اللہ جل جلالہ کے لیے آپس میں محبت رکھنے والے لوگ ہیں۔

ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض

نہیں چاہیے نبی کو کہ اس کے ہاں قیدی آویں جب تک نہ خون کرکے ملک میں۔

ا۔ امام ابن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۲۷۔ ۲۲۹/ ۵میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بدر کے دن رحمت کائنات ﷺ نے ہم سے فرمایا ان قیدیوں کے بارے میں تمہارا کیا مشورہ ہے؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی قوم ہے اور آپ کا خاندان ہے، ان پر مسابقت لے جاتے ہوئے انہیں مہلت دیجیے، شاید اللہ انہیں معاف فرما دیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے مشورہ دیا میرے آقا انہیں لوگوں نے آپ کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کیا اور آپ کو جھٹلایا۔ ان کی گردنیں اڑا دیجیے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے تجویز دی اے اللہ کے رسول ﷺ ایسی وادی تلاش کی جائے جس میں لکڑیاں بہت ہوں انہیں اس میں داخل کرکے اوپر سے آگ لگا دی جائے۔ حضرت عباسؓ کہنے لگے تم نے تو قطع رحمی کی تجویز دی ہے۔

راوی حدیث کہتے ہیں سرکار دو عالم ﷺ اندر چلے گئے کوئی جواب مرحمت نہ فرمایا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا آپ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کی رائے پر عمل فرمائیں گے۔ جبکہ بعض کا خیال تھا آپ ﷺ حضرت عمر فاروقؓ کا مشورہ قبول فرمائیں گے اور کچھ لوگوں کی رائے تھی آپ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی تجویز قبول فرمالیں گے۔ رحمت کائنات ﷺ باہر تشریف لائے تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کے دل اتنے نرم فرما دیتے ہیں کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں، اور کئی لوگوں کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت کر دیتے ہیں، ابو بکر! آپ کی مثال تو حضرت ابراہیمؑ کی مثال جیسی ہے، انہوں نے فرمایا تھا فمن تبعنی فانہ منی و من عصانی فانک غفور الرحیم (ابراہیم ۳۶) ابو بکر! آپ کی مثال تو حضرت عیسیٰؑ جیسی ہے جو فرمائیں گے ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم (المائدۃ/۱۱۸) اور عمر! آپ تو حضرت نوحؑ کی طرح ہیں جنہوں نے فرمایا تھا رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا (نوح/۲۶) اور اے عمر! آپ تو حضرت موسیٰؑ جیسے ہیں جنہوں نے فرمایا تھا اشدد علی قلوبھم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم (یونس/۸۸)

دیکھیں آپ سب کے مالی حالات زیادہ اچھے نہیں، ان قیدیوں میں سے ہر ایک یا تو فدیہ دے گا یا پھر اس کی گردن ماری جائے گی۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا سوائے سہیل بن بیضاء کے کیونکہ میں نے اسے اسلام کا تذکرہ اچھے الفاظ میں کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے مگر مجھے دن بھر یہ کھٹکا لگا رہا کہ آج آسمان سے پتھر

ضرور برسیں گے حتیٰ کہ پھر آپ ﷺ نے بھی فرمایا ہاں سہیل بن بیضاء۔ اس واقعہ پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰي حَتّٰي يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭتُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭوَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم

اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ آگے سے تو تم کو پڑتا اس لینے میں بڑا عذاب۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۶۸/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت عمر بن خطابؓ بدر کے قیدیوں کے قتل کا مشورہ دے کر تمام صحابہ کرامؓ سے بڑا درجہ حاصل کر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ اسی وقت کے لیے نازل فرمائی ہے لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم فیہ عذاب عظیم۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَـصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ

جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑا اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

۱۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۳۹/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: مہاجرین، انصار، فتح مکہ کے دن آزاد کردہ قریشی اور ثقیف کے آزاد کردہ سب آپس میں دنیا و آخرت میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

واولا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ

اور ناتے والے آپس میں حق دار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے حکم میں اللہ کے ۔

۱ ۔ علامہ قرطبی نے احکام ۸/۵۹ میں لکھا ہے علماء سلف اور بعد کے لوگوں کی رائے اس بارے میں مختلف ہے کہ ذوالارحام کو وراثت دی جائے گی یا نہیں ۔ ذوی الارحام میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا کوئی حصہ کتاب اللہ نے مقرر نہیں کیا اور نہ ہی یہ عصبہ ہیں ۔ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابن مسعودؓ نے انہیں وراثت دینے کا فرمایا ہے اور اس آیت مبارکہ سے دلیل لی ہے ۔

* * *

۹۔ سورۃ التوبہ

علامہ سیوطی نے الدر ۲/۲۰۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا لوگ اسے سورۃ توبہ کا نام دیتے ہیں جبکہ یہ ہے سورۃ عذاب۔

و اذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر
اور سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے لوگوں کو دن بڑے حج کے۔
۱۔ طبری نے جامع ۱۴/۱۱۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: حج اکبر کے دن سے مراد قربانی کا دن ہے۔

فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ فاخوانکم فی الدین
سو اگر توبہ کریں اور کھڑی رکھیں نماز اور دیتے رہیں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں حکم شرع میں۔

ا. طبری نے جامع ۱۵۳/۱۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: تمہیں نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہوا ہے۔ جو بندہ زکوٰۃ ادا نہ کرے گا اس کی نماز بھی کوئی نہیں۔

انما يعمر مساجد الله من امن بالله واليوم الاخر

وہی آباد کرے مسجد اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور دن پچھلے پر۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۲۱۶/۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے گھر مساجد ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ملاقات کے لیے آنے والے کو ضرور عزت سے نوازتے ہیں۔

وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ۔ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا

اور دن حنین کے جب اترائے تم اپنی زیادتی پر پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمہارے اور تنگ ہو گئی تم پر زمین ساتھ اپنی فراخی کے پھر ہٹے تم پیٹھ دے کر۔ پھر اتاری اللہ نے تسکین اپنی طرف سے رسول پر اور ایمان والوں پر اور اتاری فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۵۹/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ حنین کے دن میں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا اکثر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہو گئے

مہاجرین وانصار میں سے اسی آدمی آپ کے ساتھ ڈٹے رہے ہم مضبوطی سے کھڑے رہے اور منہ نہیں موڑا یہی وہ لوگ تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمائی۔

رحمت مجسم ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے اور پیش قدمی فرما رہے تھے، خچر بدکا تو آپ ﷺ زین سے تھوڑے نیچے کو ہو گئے میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو سر بلند رکھے تھوڑا اوپر کو ہو جائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے مٹھی بھر مٹی پکڑا دو چنانچہ وہ آپ ﷺ نے ان کے چہروں پر پھینکی تو ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا مہاجرین وانصار کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ رہے آپ ﷺ نے فرمایا انہیں آواز دو میں نے آواز دی تو وہ انگاروں کی مانند چمکتی تلواریں لیے لپکے چلے اور مشرک پیٹھ دے کر بھاگ گئے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰي عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰي بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس سونے اور چاندی کو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے تو اے پیغمبر آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دے دیں جس میں اس سونے چاندی کو دوزخ کی آگ میں تپا کر پھر اس سے ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں کو اور ان کی پیٹھوں کو داغ دیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ وہ ہے جو تم نے جمع کر کے رکھا اپنے لیے پس اپنے لیے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۴/۲۳۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم کسی بندے کو اس کے جمع کردہ خزانے وجہ سے یوں نہیں داغا جائے گا دراہم و دنانیر ایک دوسرے کے اوپر پڑے ہوں بلکہ ہوگا یہ کہ اس کی جلد پھیلائی جائے گی تاکہ ہر درہم اور ہر دینار الگ الگ کر کے اس پر رکھا جا سکے۔

۲۔ امام احمد بن حنبل نے مسند ۲۳۲۔ ۵/۲۲۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک حبشی غلام تھا وہ فوت ہوگیا رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا دو دینار چھوڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گویا دو داغنے والی چیزیں چھوڑی ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ

اور ان میں بعض وہ ہیں جو صدقات میں تم کو طعنہ زنی کرتے ہیں ان کو دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور ان کو نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہوتے ہیں۔

۱۔ امام بخاریؒ اپنی صحیح ۴/۹۵ میں ذکر کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: حنین کے دن رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی حکمت کے پیش نظر مال کی تقسیم میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی۔ حضرت اقرع ابن حابسؓ کو سو اونٹ دیے اور اتنے ہی حضرت عیینہؓ کو عطا فرمائے۔ کئی اور معززین عرب کو مال دیا اور انہیں کچھ زیادہ عطا فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم یہ منصفانہ تقسیم نہیں اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے۔ میں نے اس سے کہا اللہ

تعالیٰ کی قسم میں رحمت کائنات ﷺ کو یہ بات ضرور بتاؤں گا۔ چنانچہ میں نے حاضر خدمت ہو کر سب کہہ دیا۔ رحمت کائنات عدل مجسم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ نے انصاف نہیں فرمایا تو اور کون انصاف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ پر رحم فرمائے انہیں اس سے زیادہ باتیں سننا پڑیں مگر انہوں نے صبر فرمایا۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾

منافقین ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نہ نازل ہو جائے جو مسلمانوں کو منافقین کی اندرونی حالت سے خبردار کر دے آپ کہہ دیں اچھا تم مذاق اڑالو بیشک اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والے ہیں اس بات کو جس سے تم ڈرتے ہو اگر تم ان سے سوال کرو تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو یونہی بات چیت اور خوش طبعی کرتے تھے تم کہہ دو کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی آیات سے تم مذاق کر رہے تھے اب تم بہانے نہ کرو یقیناً تم نے اپنے ایمان کو ظاہر کر کے کفر کیا ہے اگر ہم تم میں سے کسی خاص گروہ کو معاف بھی کر دیں پھر بھی ایک گروہ کو ضرور سزا دیں گے۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۳/۲۵۴ ۲۵۵ میں لکھا ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ آیت مبارکہ بنو عمرو بن عوف کے ایک منافق ٹولہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان میں ودیعہ بن

ثابت اوران کے حلیف قبیلہ اشجع کاایک آدمی شامل تھا۔ اس کا نام مخشی بن حمیر بتایا جاتا ہے۔ یہ لوگ اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ تھے جب آپ صلی اللہ علیہ جنگِ تبوک کو جا رہے تھے۔ یہ ایک دوسرے سے کہنے لگے تمہارا کیا گمان ہے رومیوں سے لڑنا ایسے ہے جیسے دوسرے لوگوں سے لڑنا۔ قسم بخدا کل صبح تمہیں پہاڑوں میں گھسیٹا جائے گا۔ مخشی بن حمیر نے کہا مجھے یہ پسند ہے کہ صلح کرلوں۔ راوی نے آگے وہی بات ذکر کی جو پہلے گزر چکی ہے۔ اس کا متن یہ ہے۔ مجھے یہ پسند ہے کہ میں اس بات پر صلح کرلوں کہ تمہیں ہر ایک کو ایک سو کوڑا لگایا جائے لیکن کہیں ایسا نہ ہوکہ ہمارے بارے میں قرآن مجید نازل ہوجائے۔

رحمت کائنات ﷺ نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے فرمایاان لوگوں کے پاس جاؤ یہ جل بھن گئے ہیں انہوں نے جو کچھ کہا ہے ان سے اس کے متعلق پوچھو۔ اگرانکار کریں یا چھپائیں توان سے کہنا کہ ہاں تم نے یہ یہ بات کی ہے۔ حضرت عمارؓان کے پاس پہنچے اور انہیں یہی کچھ کہا تو یہ لوگ معذرت کرنے آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ان نعف عن طائفۃ منکم۔

جسے اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا وہ مخشی بن حمیر تھا انہوں نے اپنا نام عبدالرحمن رکھ لیا اور اللہ تعالیٰ سے ایسی شہادت کی دعاکی کہ میری قتل گاہ کسی کو پتہ نہ چلے چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے ان کی شہادت گاہ کا پتہ چلتا تھا اور نہ یہ کہ انہیں شہید کس نے کیا ہے ان کا کوئی نام و نشان تک نہ ملا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے بھی یوں ہی یہ روایت نقل کی ہے۔

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا

تمہاری حالت انہی لوگوں جیسی ہے جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے کہ وہ تم سے بہت زیادہ زور آور تھے اور مال و اولاد میں تم سے کہیں زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصے کا خوب فائدہ اٹھا گئے اور تم نے بھی اپنے حصہ سے خوب فائدہ اٹھایا جیسا کہ تم سے پہلوں نے فائدہ اٹھایا اور تم بھی اسی طرح نکتہ چینیاں کیں جیسا انہوں نے کیں۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۳/۹۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: تم ہو بہو بنی اسرائیل سے ملتے جلتے ہو۔ تم مکمل طور پر ان کے اعمال کی پیروی کرتے ہو ہاں البتہ مجھے یہ نہیں پتہ کہ تم بچھڑے کی پوجا کرو گے یا نہیں۔

ومساكن طيبة فی جنات عدن

اور پاکیزہ رہنے کے مکانات ہمیشہ کے باغات میں۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۴/۳۵۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: عدن سے مراد جنت کا وسطی حصہ ہے۔

يا ايها النبی جاهدوا الكفار و المنافقين و اغلظ عليهم

اے پیغمبر تم کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔

۱۔ طبری نے جامع ۳۵۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا: کفارو منافقین سے قوت بازو کے ذریعے جہاد کیا جائے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان کے ذریعے اور اگر یہ بھی بس میں نہ ہو تو دل کے ذریعے اور اگر اتنا بھی نہ کر سکے تو تیوری تو چڑھا کر رکھے۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾

ان منافقوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے مال و دولت عطا کرے گا تو ہم خوب خیرات کریں گے اور ضرور ہم اس کے نیک بندوں میں سے ہوں گے پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے مال عطاء تو اس میں بخل کرنے لگے اور روگرداں ہو کر اپنے عہد سے پھر گئے۔

۱۔ امام نسائیؒ نے اپنی سنن ۱۱۷/۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: تین عادات جس میں ہوں وہ منافق ہے جب بات کرے جھوٹ بولے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے، جب وعدہ کرے وعدہ خلافی کرے۔ جس میں ان میں سے ایک بھی نشانی ہو گی وہ منافق ہی رہے یہاں تک کہ اسے بھی چھوڑ دے۔

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ

کیا وہ اتنا بھی نہ سمجھے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا اور صدقات کو وصول کرتا ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۴/۴۶۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بندہ جو کچھ صدقہ کرتا ہے وہ مانگنے والے کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے مانگنے والے کے ہاتھ پر رکھتے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی الم يعلموا ان الله ہو يقبل التوبۃ عن عباده ويأخذ الصدقات۔

امن اسس بنيانہ على شفا جرف هار فانهار بہ في نار جهنم

یا وہ بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد کسی ایسی کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے والا ہو پھر وہ اس بانی کو لے کر جہنم میں جا گرے۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۳/۲۷۹ لکھا ہے کہ ابوالشیخ نے حضرت ضحاک سے یہ بات نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اس آیت مبارکہ کی قرأت یوں فرماتے تھے۔ فانهار بہ قواعده في نار جهنم۔ آپؓ اس کی تفسیر یوں فرماتے تھے کہ وہ آدمی اس کی بنیادوں سے جہنم کی آگ میں گر گیا۔

۲۔ علامہ قرطبی نے احکام ۸/۲۶۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جہنم زمین میں ہے۔ یہ فرما کر آپؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراكعون الساجدون الامرون بالمعروف والناهون عن المنكر والحافظون لحدود الله۔ وبشر المومنین

ان سے بھی وعدہ ہے جو توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے، شکوہ بجالانے والے، روزے رکھنے والے اور رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے باز کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے اور تم ایمان والوں کو خوشخبری سنادو۔

۱۔ علامہ طبری نے جامع ۱۴/ ۵۰۳۔ ۵۰۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا السائحون سے مراد روزہ دار ہیں۔

ما کان للنبی واللذین امنوا ان یستغفرو للمشرکین ولو کانوا اولی قربی

اور پیغمبر کے لئے اور ایمان والوں کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں اگرچہ وہ ان کے قرابتدار ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/ ۳۳۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا رحمت دوعالم ﷺ ہم ایک دفعہ قبرستان تشریف لے گئے ہم بھی ہمراہ تھے، آپ ﷺ نے ہمیں بیٹھنے کا حکم فرمایا ہم بیٹھ گئے اور آپ ﷺ قبروں کے درمیان چلتے چلے گئے یہاں تک کہ ایک قبر پر جا کر رک گئے اور دیر تک مناجات میں مشغول رہے۔ پھر ہم نے آپ ﷺ کو روتے دیکھا تو ہم بھی رو پڑے۔ آپ کی آواز بلند ہو گئی پھر آپ ﷺ ہماری طرف تشریف لے آئے تو

حضرت عمر بن خطابؓ آپ ﷺ سے ملے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول کس چیز نے آپ کو رلایا؟ تحقیق ہم بھی رو پڑے ہیں اور خوفزدہ ہو گئے ہیں۔

آپ ﷺ تشریف لائے اور ہمارے پاس بیٹھ گئے اور دریافت فرمایا تم میرے رونے کی وجہ سے خوفزدہ ہو گئے تھے؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں اللہ کے رسول یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جس قبر کے پاس مجھے مناجات کرتے دیکھا ہے یہ قبر میری والدہ محترمہ حضرت آمنہ بنت وھب کی ہے۔ میں نے اپنے رب سے اس قبر کی زیارت کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت مرحمت فرمادی گئی۔ پھر میں نے ان کے لیے استغفار کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی اجازت نہیں دی اور مجھ پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین اس آیت کے اختتام تک وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ پس اولاد کو جو اپنے والدین سے محبت ہوتی ہے اس نے مجھے آگھیرا اور آبدیدہ کر دیا۔

ان ابراہیم لاواہ حلیم

بلاشبہ ابراہیم بڑا نرم دل اور متحمل مزاج تھا۔

۱۔ امام طبری نے جامع ۱۴/۵۲۳ میں حضرت زر کے حوالے سے نقل کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اواہ کا معنی ہے بہت دعائیں کرنے والا۔

۲۔ امام طبری نے جامع ۵۲۴/۱۴ میں ابوالعبیدین کے حوالے سے نقل کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے اواہ کا معنی پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کا معنی ہے الرحیم۔

وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھداھم حتی یبین لھم ما یتقون

اور اللہ تعالیٰ کا یہ دستور نہیں کہ وہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کردے یہاں تک کہ ان پر وہ باتیں کھول نہ دے جن سے بچنا ہے۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲۸۶/۳ میں لکھا ہے کہ ابن المنذر نے یہ روایت نقل کی ہے کہ یحییٰ بن عقیل کہتے ہیں یحییٰ بن یعمر نے مجھے ایک کتاب دی۔ کہا کہ یہ حضرت ابن مسعودؓ کا خطبہ ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ ہر جمعرات کو خطبہ دیا کرتے تھے۔ آپ نے اس میں ایک حدیث ذکر فرمائی۔ ارشاد فرمایا تم میں سے جس سے ہو سکتا ہے وہ عالم بنے یا طالب علم بنے وہ ایسا کر گزرے اس کے سوا کچھ نہ بنے کیونکہ عالم اور طالبعلم بھلائی میں شریک ہیں۔ لوگو! قسم بخدا مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم ایسی چیزوں میں پکڑے جاؤ جو تم پر واضح نہیں کی گئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھداھم حتی یبین لھم ما یتقون۔ پس اللہ تعالیٰ نے وہ چیزیں تم پر واضح کر دی ہیں جن سے تم نے بچنا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۴/ ۵۵۹۔ ۵۶۰ میں لکھا ہے حضرت عمرو بن مرہ کہتے ہیں میں حضرت ابو عبیدہ بن حضرت ابن مسعودؓ کو یہ فرماتے سنا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ جھوٹ بولنا کسی صورت حلال نہیں نہ سنجیدگی میں نہ مذاق میں، تم چاہو تو یہ فرمان خداوندی پڑھ کے دیکھ لو۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا حضرت ابن مسعودؓ کی قرات من الصادقین ہے۔ تو کیا اب بھی جھوٹ کی کوئی گنجائش ہے؟

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۳۱/۵ میں یہ روایت درج فرمائی ہے، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا تم پر لازم ہے کہ سچ بولو کیونکہ سچ نیکی تک لے جاتا ہے اور نیکی جنت تک۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے ہاں صدیق لکھا دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ گناہ تک لے جاتا ہے اور گناہ جہنم تک، آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے جھوٹ کے پیچھے پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آئے ان کو گراں گزرتی ہے جس سے تم مشقت میں پڑو وہ تمہارے بھلے کے انتہائی خواہش مند ہیں اور ایمان والوں پر بالخصوص بڑے شفیق اور نہایت مہربان ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۵/ ۲۶۱ ۔ ۲۶۳ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

***

۱۰۔ سورۃ یونس

وبشر الذین آمنوا ان لھم قدم صدق عند ربہم

اور ایمان والوں کو یہ بشارت دیں کہ ان کے لیے ان کے رب کے ہاں بہت بلند مرتبہ ہے۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۳/۳۰۰میں لکھا ہے ابو شیخ اور ابن مردویہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ قدم سے مراد وہ نیکی ہے جو لوگ آگے بھیجتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سنکتب ما قدموا و آثارہم (یس/۱۲)

ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نوراً۔

وہی ذات ہے جس نے آفتاب کو چمکدار اور چاند کو روشن بنایا۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۳/۳۰۰میں لکھا ہے حضرت ابن مردویہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہمارے پروردگار

نے دو کلمے ادا فرمائے۔ ایک ان میں سے سورج بن گیا اور دوسرا چاند۔ یہ دونوں مکمل طور پر روشنی سے بنے ہیں اور قیامت کے دن جنت کو لوٹ جائیں گے۔

للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ولا یرھق وجوھھم قتر و لاذلۃ۔
جن لوگوں نے بھلے کام کیے ان کے لیے بھلی چیز ہے اور اس کے اور زیادہ بھی اور ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت۔
ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۳۰۶/۳ میں لکھا ہے ابن ابی حاتم اور لالکائی نے حضرت ابن مسعودؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ الحسنی سے مراد جنت ہے اور زیادۃ سے مراد دیدار الٰہی ہے اور قتر سے مراد سیاہی ہے۔

ویوم نحشرھم الخ آیت ۲۸، ۲۹، ۳۰: اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ہم ان سے جو مرتکب شرک ہوئے یہ فرمائیں گے تم اور تمہارے خود ساختہ شریک اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو پھر ہم ان میں اور ان کے تجویز کردہ شرکاء میں جدائی ڈال دیں گے اور ان کے خود ساختہ شریک ان سے کہیں تم ہماری پوجا نہ کرتے اب ہمارے تمہارے مابین اللہ تعالیٰ ہی شاہد ہے کہ ہم واقعی تمہاری پوجا سے بےخبر تھے اس جگہ ہر شخص اپنے اعمال جو وہ کر چکا جانچ لے گا۔

۱۔ سیوطی نے الدر، ۳/۳۰۷ میں لکھا ہے ابن المنذر نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اس آیت مبارکہ کو تاء کے ساتھ ھنالک تتلو پڑھا کرتے تھے۔ تفسیر یوں فرماتے تھے کہ وہاں ہر انسان پیچھے جائے گا۔

۲۔ طبری نے جامع ۲۹/۲۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک پکارے والا پکارے گا. جس رب نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں صورتیں عطا فرمائیں پھر تمہیں روزی عطا فرمائی پھر تم نے اس کے غیر کو سارے اختیارات سونپ دے کیا اس رب کی طرف سے یہ عین انصاف نہ ہوگا کہ تم میں سے ہر بندے کو اسی کے حوالے کردے جس کے حوالے وہ ہوا رہا۔ لوگ کہیں کیوں نہیں یہی انصاف ہوگا۔ چنانچہ ہر قوم کے سامنے انہی خداؤں کا مثالی طور پر لایا جائے گا جن کی وہ پوجا کرتی رہی یہ لوگ ان خداؤں کے پیچھے چلنے لگیں یہاں تک کہ جہنم میں پہنچ جائیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو قلبی امراض کے لئے شفا ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۴/۹۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: قرآن مجید سینوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سن لو جو اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں ان پر نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۲۰/۱۵ امیں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ولی وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھ کے خدا یاد آ جائے۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۳/۳۱۱ میں لکھا ہے ابن ابی شیبہ اور حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت درج فرمائی ہے: رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر باہمی محبت کرنے والوں کے لیے مرج یاقوت سے تیار شدہ ایک ستون ہے، اس ستون کے سرے پر ستر ہزار کمرے ہیں، ان لوگوں کا حسن اہل جنت کو یوں منور کرے گا جیسے سورج اہل زمین کو منور کرتا ہے، لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے چلو ہم بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے لوگوں کا دیدار کریں، جب یہ لوگ وہاں جائیں گے تو ان کا حسن اہل جنت کو یوں روشن کر دے گا جیسے سورج اہل دنیا کو روشن کرتا ہے، ان پر ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے، ان کی جبینوں پر لکھا ہوگا ھؤلاء المتحابون فی اللہ۔

لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ۔

ان کے لیے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی بشارت و خوش خبری ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۳۸/۱۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا : نبوت کا سلسلہ بن ہو گیا ہے اور خوشخبریاں باقی ہیں، عرض کیا گیا خوشخبریاں کیا ہوتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا وہ اچھے خواب جو آدمی خود دیکھتا ہے یا اس کے لیے کوئی اور دیکھتا ہے۔

۲۔ امام رازی نے مفاتیح ۵/۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ دن بھر ذہن میں گردش کرنے والے خیالات جنہیں آدمی رات کو خواب میں دیکھ لیتا ہے۔

۲۔ شیطان حاضر ہو جاتے ہیں۔

۳۔ سچے خواب۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ

چنانچہ کوئی بستی ایسی نہیں ہوئی کہ مشاہدہ عذاب کے وقت اس کے لوگ ایمان لاتے اور ایمان ان کو نفع دیتا مگرہاں یونس کی قوم کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان کو دنیا کی زندگی میں ان پر سے رسوائی کے عذاب کو اٹھالیا اور ایک مدت تک کے لیے ان کو فائدہ دیا۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۱۷۴/۳ میں اس آیت مبارکہ میں بیان کردہ واقعہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت سعید بن جبیرؒ کے حوالے سے یوں لکھا ہے : قوم یونس موصل کے علاقے نینوی کے علاقہ میں رہتی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کو ان کی طرف نبی بنا کر بھیجا

تاکہ وہ ان کو ایمان کی طرف بلائیں جب حضرت یونسؑ نے ان کو ایمان کی طرف بلایا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ حضرت یونسؑ سے کہا گیا کہ انہیں بتا دیں کہ عذاب تین دن کے اندر آ جائے گا حضرت یونسؑ نے ان کو بتلایا تو کہنے لگے ہمیں ان کے بارے میں کبھی جھوٹ کا تجربہ تو نہیں ہوا چلو دیکھتے ہیں اگر انہوں نے رات تم میں گزاری تو سمجھنا کچھ نہ ہوگا اور اگر انہوں نے رات تم میں نہ گزاری تو سمجھ لینا عذاب آنے والا ہے۔ جب آدھی رات ہوئی حضرت یونسؑ ان کے درمیان سے باہر تشریف لے آئے جب صبح ہوئی تو عذاب آ گیا یہ ان کے سروں سے ایک میل اوپر تھا۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۰۲/۱۵ امیں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت یونسؑ نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ فرمایا تھا اور انہیں بتلایا تھا کہ وہ تین دن میں آنے والا ہے پس انہوں نے ہر بچہ کو اس کی والدہ سے جدا کر لیا پھر باہر نکل گئے اور اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرنے لگے اور معافی مانگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب روک لیا۔ حضرت یونسؑ عذاب کا انتظار کرتے رہے لیکن کچھ نہ دیکھا۔ وہاں رواج یہ تھا کہ جب کوئی جھوٹ بولتا اور اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوتی تو اسے قتل کر دیا جاتا تھا چنانچہ آپ غصہ کے ساتھ وہاں سے چلے گئے۔

۳۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۲۰۴/۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کے حوالہ سے لکھا ہے۔ ان کی توبہ یہ تھی کہ انہوں نے جو چیزیں ظلماً لی تھیں وہ واپس کریں چنانچہ اگر کسی نے پتھر اکھاڑ کے اس پر کوئی عمارت تعمیر کر لی تھی تو بھی حکم یہ تھا کہ وہ یہ چیز واپس کرے

❋ ❋ ❋

۱۱۔ سورۃ ہود

۱۔ حافظ ابن کثیر نے تفسیر ۴/۲۳۶ میں یہ روایت درج کی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کس چیز نے آ کو بوڑھا کر دیا؟ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا۔ سورۃ ھود اور سورۃ واقعہ نے۔

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ

اور یہ مقصد ہے کہ تم اپنے رب سے اپنے گناہ معاف کراؤ پھر آئندہ بھی اسی کی جانب متوجہ رہو۔ اس پر وہ متاع حسنہ سے ایک وقت تک فائدہ دے گا اور وہ ہر صاحب عقل کو اس کا فضل عطاء کرے گا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۵/۲۳۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمان الٰہی ویوت کل ذی فضل فضلہ کی تفسیر میں فرمایا: جو بندہ ایک گناہ کرتا ہے اس کا ایک گناہ لکھ لیا جاتا ہے اور جو ایک نیکی کرتا ہے اس کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں پھر اگر اسے اس گناہ کی سزا دنیا میں ہی مل جاتی ہے تو اس کی دس نیکیاں باقی رہتی ہیں اور اگر اسے دنیا میں سزا نہ دی گئی تو اس کی

دس نیکیوں میں سے ایک لے لی جائے گی اور نو نیکیاں باقی رہ جائیں گی۔ پھر آپ نے فرمایا: تباہ ہوگیا وہ بندہ جس کی ایک ایک (گناہ) اس کی دس دس (نیکی) پر غالب آ گئی۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا

اور کوئی ذی روح روئے زمین پر چلنے پھرنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو اور وہی اس کے لیے ٹھہرنے اور سر پد کرنے کی جگہ کو جانتا ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۵/ ۲۴۲۔ ۲۴۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ و یعلم مستقرھا و مستودعہا کی تفسیر میں فرمایا مستقرھا سے مراد رحیم مادر ہے اور مستودعہا سے مراد وہ جگہ ہے جہاں ہر نفس کو موت آنی ہے۔

حَتّٰٓي اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور سے پانی ابلنے لگا تو ہم نے نوح کو حکم دیا کہ ہر قسم کے جانوروں میں سے نر و مادہ کا ایک جوڑا کشتی میں سوار کرو۔

ا۔ امام رازی نے مفاتیح ۵۸/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت نوحؑ شیر کو کشتی میں سوار نہیں کرا سکتے تھے یہاں تک کہ اس پر بخار طاری کیا گیا وجہ اس کی یہ بنی کہ حضرت نوحؑ نے عرض کیا پروردگار! میں اگر شیر کو سوار کرلوں تو اسے کھلاؤں گا کہاں سے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کی توجہ کھانے سے ہٹا دوں گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر بخار طاری فرما دیا۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ

پھر ابراہیم کا وہ خوف زائل ہو گیا اور اس کو اولاد کی بشارت بھی پہنچ گئی تو ہم سے لوط کی قوم کے متعلق جھگڑنے لگا۔

ا۔ طبری نے تاریخ ۲۹۷/ ا میں لکھا ہے حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی تباہی کے لیے فرشتوں کو بھیجا وہ نوجوان لڑکوں کی شکل میں آئے۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس گئے تو انہوں نے ان کی مہمان نوازی فرمائی۔ جب حضرت ابراہیمؑ کی گھبراہٹ ختم ہو گئی تو انہیں خوشخبری دی گئی۔ اور فرشتوں نے آپ کو بتلایا کہ وہ کس کام کو بھیجے گئے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوم لوط کی بربادی کے لیے بھیجا ہے حضرت ابراہیمؑ نے اس سلسلہ میں ان سے سوال جواب کیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی اطلاع اپنے اس فرمان میں دی ہے۔ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰي يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ۔

ولما جاءت رسلنا لوطا سیء بہم--- تا-- وماھی من الظلمین ببعید۔ آیت ۷۷ تا ۸۳۔

اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو لوط ان کے آمد سے غمگین ہوئے اور تنگدل ہوئے اور کہنے لگے آج کا دن بڑا ہی سخت ہے اور لوط کی قوم کے لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور ان کا حال یہ تھا اور وہ پہلے بولے کام کے عادی تھے لوط نے کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ تمہارے لیے بہتر اور پاکیزہ ہیں پس تم اللہ تعالیٰ سے

ڈرو اور میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی شخص شائستہ نہیں اور راہ یافتہ نہیں ہے قوم کے لوگوں نے کہا تو جانتا ہے کہ تیری بیٹیوں کی ہم کو کوئی حاجت اور غرض نہیں اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں اس سے تو یقیناً واقف ہے لوط نے کہا کاش مجھ میں تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں کسی زور آور مدد گار کی پناہ پکڑ لیتا وہ مہمان کہنے لگے اے لوط! ہم تو تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ لوگ ہر گز تجھ تک نہ پہنچ سکیں گے تو اپنے گھر والوں کو لے کر رات کے کسی حصہ میں یہاں سے نکل جا۔ اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر ہاں تیری بیوی واقعہ یہ ہے کہ جو عذاب قوم کے لوگوں کو پہنچے گا وہی عذاب اس کو بھی پہنچے گا ان کے عذاب کے وعدے کا وقت صبح کا وقت ہے کیا صبح کا وقت قریب نہیں پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے ان بستیوں کو الٹ کر ان کے بالائی حصہ کو نیچے کا حصہ کر دیا اور الٹنے کے بعد ان بستیوں پر ہم نے لگاتار کھنگر کے پتھر برسائے جن پر آپ کے رب کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/ ۵۶۲۔ ۵۶۳ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ نے مرفوعاً روایت بیان فرمائی ہے۔ فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے گھر سے نکل کر دوپہر کے وقت قوم لوط کی بستی میں آئے۔ یہ جب سدوم کی نہر پر پہنچے تو وہاں حضرت لوطؑ کی بیٹی سے ملے جو گھر والوں کے لیے پانی بھر رہی تھی۔ (حضرت لوطؑ کی دو بیٹیاں تھیں) بڑی کا نام ریثا اور چھوٹی کا نام دعزیا تھا۔ انہوں نے اسے پوچھا، اے لڑکی یہاں کوئی گھر ہے؟ اس نے کہاں ہاں تم یہاں رکو میرے آنے تک اندر نہ آنا (یہ ان کے بارے میں

اپنی قوم سے ڈر گئی تھی) یہ اپنے والد محترم کے پاس آئی اور کہا ابا جان! شہر کے دروازے پر چند نوجوانوں سے ملیے۔ میں نے ان سے زیادہ حسین لوگ نہیں دیکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی قوم انہیں پکڑ کر رسوا کر دے۔

حضرت لوطؑ کی قوم نے انہیں اس بات سے روک رکھا تھا کہ وہ کسی مرد کی مہمان نوازی فرمائے حتی کہ انہیں کہا ہوا تھا کہ یہ ہم پر چھوڑ دو ہم خود ہی مردوں کی مہمان نوازی کر لیا کریں گے۔

حضرت لوطؑ انہیں لے آئے۔ آپ کی بیوی کے علاوہ کسی کو ان کے بارے میں خبر نہ تھی ان کی بیوی گھر سے نکلی اور جا کر اپنی قوم کو بتا دیا اور کہا بلاشبہ حضرت لوطؑ کے گھر کچھ مرد ہیں میں نے ان جیسے حسین چہروں والے کبھی نہیں دیکھے چنانچہ ان کی قوم بے اختیار ان کی طرف دوڑتی چلی آئی، جب یہ وہاں آئے تو حضرت لوطؑ نے ان سے فرمایا، میری قوم! اللہ جل جلالہ سے ڈر جاؤ اور مجھے میرے مہمانوں کے حوالے سے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی نیک آدمی نہیں؟ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ اس کام سے زیادہ پاکیزہ ہیں جس کا ارادہ تم لے کر آئے ہو۔ قوم نے کہا کیا ہم نے آپ کو مردوں کی مہمان نوازی سے روک نہیں دیا تھا؟ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہمیں آپ کی بیٹیوں سے کوئی سروکار نہیں اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔

جب انہوں نے حضرت لوطؑ کی کوئی بات بھی نہ مانی تو حضرت لوطؑ کہنے لگے کاش! مجھے تم پر کوئی قوت حاصل ہوتی یا میں کسی مضبوط سہارے کا آسرا لے لیتا۔ مزید فرمایا اگر میرے

معاون ہوتے جو تمہارے خلاف میری معاونت کرتے یا کوئی خاندان ہوتا جو میری حفاظت کرتا تو میں اپنے مہمانوں کے بارے میں تمہارے ارادوں کے درمیان حائل ہو جاتا۔

جب حضرت لوطؑ نے فرمایا کہ کاش مجھے تم پر کوئی قوت حاصل ہوتی یا میں کسی مضبوط سہارے کا آسرا لے لیتا تو حضرت جبرائیلؑ نے اپنے دونوں پر پھیلا دیے جن سے یہ لوگ اندھے ہو گئے اور وہاں سے یوں نکلے کہ ایک دوسرے کے پیچھے اندھے ہو کر بھاگ رہے تھے اور چلا رہے تھے۔بچاؤ۔بچاؤ بلا شبہ حضرت لوطؑ کے گھر دنیا کے سب سے بڑے جادوگر آئے ہوئے ہیں۔

اس بات کو اللہ عزوجل نے یوں بیان فرمایا۔ولقد راودوہ عن ضیفہ فطمسنا اعینہم (القمر) وقالوا یا لوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد الا امراتک۔ (اورانھوں نے مہمانوں کے بارے میں پھسلانے کی کوشش کی ہم نے ان کی آنکھوں کو مٹا دیا (القمر) اور کہنے لگے اے لوط ہم تیرے رب کے قاصد ہیں ہر گز تم تک نہیں پہنچ سکتے پس تم اپنے اہل کو رات کے ایک حصہ میں لے کر چلے جاؤ اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تمہاری بیوی۔

چنانچہ آپ اپنے گھر والوں کے پیچھے پیچھے چلیے اور انہیں لے کر رات کو چلے جائیے وہ کچھ کیجیے جس کا آپ لوگوں کو حکم دیا جا رہا ہے (الحجر۶۵) یوں اللہ تعالیٰ نے انہیں شام کی طرف نکال دیا حضرت لوطؑ نے فرشتوں سے فرمایا اسی وقت ان کو تباہ کر دو، فرشتوں نے عرض کیا ہمیں صبح کے وقت تباہ کرنے کا حکم ہے کیا صبح قریب نہیں؟ پس جب صبح ہوئی تو حضرت

لوطؑ اپنی بیوی کے سوا باقی گھر والوں کے ہمراہ بستی سے نکل گئے یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں بیان فرمائی ہے۔الا آل لوط نجیناہم بسحر (القمر: ۳۴)

وما ارید ان اخالفکم الی ما انہاکم عنہ

اور میں یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے تم کو منع کرتا ہوں تمہارے بر خلاف ان کو خود کرنے لگ جاؤں۔

۱۔امام احمد بن حنبلؒ نے مسند۶/ ۲۱۔ ۲۲میں حضرت مسروق کے حوالے سے یہ روایت درج فرمائی ہے : ایک عورت حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا حضرت! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ بالوں کے ملانے سے منع فرماتے ہیں؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایاہاں! عورت کہنے لگی شاید یہی کام آپ کی کوئی بیوی بھی کرتی ہو؟ حضرت ابن مسعودؓ نے اسے فرمایا تو گھر داخل ہوجا، وہ اندر چلی گئی، پھر باہر آئی تو کہنے لگی مجھے حرج والی کوئی بات نظر نہیں آئی۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں نے حضرت لوطؑ کی یہ نصیحت اس وقت یاد نہیں کی تھی کہ وما ارید ان اخالفکم الی ما انہاکم عنہ

فاما الذین شقوا ففی النار۔۔ تا۔۔ الا ما شاء ربک آیت۱۰۶۔ تا۔۱۰۷۔

پھر وہ لوگ جو بد بخت ہیں وہ آگ میں جائیں گے اس میں ان کے لیے چیخنا اور چلانا ہے وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں مگر جس کو آپ کا رب چاہے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۹/۱۰۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا خالدین فیھا مادامت السموات والارض کا مطلب ہے کہ وہ اس میں نہ مریں گے نہ اس سے نکل سکیں گے الا ماشاء ربک کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذات برحق آگ کو حکم دے گی تو وہ ان لوگوں کو کھا جائے گی اور فنا کر دے گی پھر اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ بنا دیں گے۔

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۳/۲۰۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جہنم پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ بالکل خالی ہو جائے گی اور یہ گھڑی تب آئے گی جب لوگوں نے اس میں کروڑوں سال رہ لیا ہو گا۔

و اقم الصلوٰۃ طرفی النہار و زلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات

اور تم نماز کو قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیکیاں برائیوں کو لے جانے والی ہیں۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۶/۱۴۳ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک آدمی رحمت مجسم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ میں نے باغ میں ایک عورت کو پکڑ لیا، جماع نہیں کیا باقی سب کچھ کیا اس کے بوسے لیے اس کے ساتھ چمٹا، اس کے علاوہ کچھ نہیں کیا اب میرے بارے میں جو حکم ہے میں حاضر ہوں، رحمت مجسم ﷺ خاموش رہے وہ آدمی چلا گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر یہ اپنی پردہ داری کرتا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی پردہ پوشی کر دینی تھی حضرت ابن مسعودؓ

فرماتے ہیں رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نگاہ مبارک اس آدمی کی طرف دوڑائی اور فرمایا اسے واپس میرے پاس لے آؤ۔ لوگ اسے لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سامنے یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں۔واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ذالک ذکری للذاکرین تک۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حکم اس اکیلے کے لیے ہے یا سب لوگوں کے لیے؟ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ حکم سب لوگوں کے لیے ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۱/۵۱۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ان الحسنات یذھبن السیئات سے مراد پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔

۳۔ سیوطی نے الدر ۳/۳۵۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ نماز کا شمار نیکیوں میں ہوتا ہے اور فجر سے عصر تک کے گناہوں کا کفارہ نماز عصر ہے۔ اور عصر سے مغرب تک کے گناہوں کا کفارہ نماز مغرب ہے اور مغرب سے عشاء تک کے گناہوں کا کفارہ نماز عشاء ہے پھر مسلمان بندہ اپنے بستر پر ایسی حالت میں آتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا یہ سب کچھ اس وقت تک ہے جب تک وہ کبائر سے اجتناب کرتا رہا یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ان الحسنات یذھبن السیئات

۴۔ سیوطی نے الدر ۳/۳۵۵ میں لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: لوگ گناہوں میں جلنے لگتے ہیں پھر جب ظہر کی نماز پڑھتے ہیں تو گناہ دھو

دھوئیے جاتے ہیں۔ پھر گناہوں میں جلنے لگتے ہیں کہ پھر جب عصر کی نماز پڑھتے ہیں تو ان کے گناہ دھو دیے جاتے ہیں دوبارہ پھر گناہوں میں جلنے لگتے ہیں پھر جب مغرب کی نماز پڑھتے ہیں تو ان کے گناہ دھو دیے جاتے ہیں، یوں ہی آپ نے تمام نمازوں کا ذکر کیا۔

۵۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/۲۴۶۔ ۲۴۷ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ برائی برائی سے نہیں مٹاتے بلکہ برائی اچھائی کے ذریعہ ختم فرماتے ہیں کیونکہ ناپاک چیز ناپاک چیز کو زائل نہیں کر سکتی۔

* * *

۱۲۔ سورۃ یوسف

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ گ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ

ہم تم کو ایک بہترین واقعہ بیان کرتے ہیں اور یقیناً قرآن کریم کے نازل ہونے سے پہلے بالکل بیخبر تھے۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۳/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ حضرات صحابہ کرامؓ اجمعین نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں کوئی واقعہ سنائیں تو تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی نحن نقص علیک احسن القصص۔

اذ قال یوسف لابیہ۔۔ تا۔۔۔ان ربک علیم حکیم۔ آیت ۴۔ تا ۶۔

وہ وقت قابل ذکر ہے جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند خواب میں دیکھے ہیں کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں کہا اے میرے بیٹے اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں کو بیان نہ کرنا وہ تیرے متعلق تدابیر کریں گے بیشک شیطان انسان کا بڑا دشمن ہے اور اسی طرح تجھے تیرا رب چنے گا اور تجھے باتوں کو ٹھکانے

لگانا سکھائے گا اور اپنی نعمت تجھ پر اور آل یعقوب پر مکمل کرلے گا جیسا اس تیرے آباؤ اجداد ابراہیم واسحاق پر مکمل کیں۔

حاکم نے مستدرک ۲/۵۷۱ میں لکھا ہے ابوالاحوص کہتے ہیں اسماء بن خارجہ حضرت ابن مسعودؓ کے دروازے پر آئے تو کہا کیا میں معزز لوگوں کا بیٹا ہوں تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا وہ تو حضرت یوسف بن حضرت یعقوب بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیمؑ ہیں۔

وشروہ بثمن بخس دراہم معدودہ

اور یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو بہت معمولی قیمت جو گنتی کے چند درہم تھے فروخت کردیا۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۳/۲۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بخس سے مراد کھوٹے سکے ہیں۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۶/۱۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ وشروہ بثمن بخس دراہم معدودہ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ بیس درہم تھے۔

وقال الذی اشتراہ من مصر لامرتہ اکرمی مثواہ عسی ان ینفعنا۔

اور اس نے کہا جس نے اس کو خریدا مصر میں اپنی بیوی کو کہ اس کو عزت سے رکھو کیا عجب ہے کہ ہم کو فائدہ دے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۹/۱۶۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ جوہر شناس تین آدمی ہیں ایک عزیز مصر جس نے حضرت یوسفؑ میں موجود صلاحیتوں کا اندازہ لگایا اور اپنی بیوی سے کہا اکرمی مثواہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا۔
دوسرے حضرت ابو بکرؓ جنہوں نے حضرت عمرؓ کی خوبیاں صحیح طور پر پہچان لی تھیں اور تیسری وہ عورت جس نے کہا تھا یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین (القصص/۲۶)

فلما راینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن و قلن حاش للہ ما ھذا بشرا۔
پس جب انہوں نے یوسف کو دیکھا تو اس کو بہت بڑا سمجھا اور انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہنے لگیں پناہ بخدا! یہ انسان نہیں۔
۱۔ طبری نے جامع ۷۹/۱۱ میں تحریر کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت یوسفؑ اور ان کی والدہ محترمہ کو تیسرا حصہ حسن عطا فرمایا گیا تھا۔
۲۔ ابن کثیر نے اپنی ۳۱۶/۴ میں درج فرمایا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت یوسفؑ کا چہرہ مبارک بجلی کی مانند تھا، جب کوئی عورت کسی کام کے سلسلے میں آپ کے پاس آتی تو آپ اپنا چہرہ مبارک ڈھانپ لیتے تھے اس ڈر سے کہ وہ عورت آپ کی وجہ سے کسی آزمائش میں نہ پڑ جائے۔

و دخل معہ السجن فتیان۔۔تا۔۔فیہ تستفتیان

اور داخل ہوئے ان کے ساتھ جیل میں دو نوجوان ان میں سے ایک نے کہا میں نے دیکھا کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا میں نے اپنے کو دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں پرندے اس سے کھا رہے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتلاؤ ہم تم کو بھلا آدمی پاتے ہیں۔ اے میرے جیل کے ساتھیو! پھر تم میں سے ایک وہ اپنے آقا کو شراب پلائے گا اور پھر دوسرا اس کو سولی ہوگی اور پرندے اس کے سر سے اس کو کھائیں گے یہ فیصلہ ہو چکا جس کے متعلق تم دونوں پوچھتے ہو۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۰۸/۶ امیں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت یوسفؑ کے ان دونوں قیدی ساتھیوں نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا یہ تو اپنے پاس سے خواب بنا کر آپ کے علم کا تجربہ کر رہے تھے چنانچہ ان میں سے ایک بولا میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ انگور نچوڑ کر لا رہا ہوں اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں۔ پرندے ان میں سے کھا رہے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتا دیں ہم آپ کو اچھا آدمی سمجھتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا میرے قیدی ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلانے پر مامور ہو گا اور دوسرا سولی چڑھ جائے گا پھر پرندے اس کا سر نوچیں گے۔

جب حضرت یوسفؑ تدبیر بتا چکے تو انہوں نے کہا ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا اب وہی فیصلہ ہو گیا ہے جو تم نے پوچھا یعنی ویسا ہی ہو گا جیسی حضرت یوسفؑ نے تعبیر بتائی۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

وہ کہنے لگے اے ہمارے باپ ہمارے لیے استغفار کر بیشک ہم خطا کار ہیں اس نے کہا میں عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے استغفار کروں گا۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۶۲/۶ امیں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ حضرت یعقوبؑ نے انہیں سحری کے وقت تک ڈالے رکھا۔

فلما دخلوا علی یوسف آوی الیہ ابویہ

جب وہ یوسف کے پاس داخل ہوئے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس ٹھکانہ دیا۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۷۶/۶ امیں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بنی اسرائیل جب مصر میں داخل ہوئے اس وقت ان کی تعداد ۶۳ تھی اور جب وہاں سے نکلے تو چھ لاکھ تھے اس روایت کے راوی حضرت اسرائیل نے فرمایا چھ لاکھ ستر ہزار تھے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ ۟ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۳/۲۶۲میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جس کا ارادہ ہو کہ وہ کسی کے نقش قدم پر چلے تو اسے چاہیے کہ ان لوگوں کے نقش قدم پر چلے جو وفات پا چکے ہیں کیونکہ جو ابھی زندہ ہے اس کے فتنہ میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ برقرار ہے، ان سے مراد حضرات صحابہ کرامؓ ہیں۔ یہ لوگ اس امت مرحومہ کے سب سے بہترین لوگ تھے، ان کے دل سب سے زیادہ نیک تھے، ان کا علم سب سے زیادہ عمیق تھا، یہ تکلف و تصنع نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمت مجسم ﷺ کی صحابیت کے شرف سے نوازنے اور اپنے دین کے قیام کے لیے منتخب فرمایا۔ پس تم لوگ ان کا مرتبہ و مقام پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو اور جتنا ہو سکے ان کے اخلاق اور سیرتوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو کیونکہ بلاشبہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔

حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ

یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے ان کے پاس ہماری مدد آن پہنچی۔

۱۔ طبری نے جامع ۶/۳۰۳ امیں لکھا ہے، حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ حتی اذا استایئس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا کی تفسیر یوں فرمائی کہ: پیغمبروں کو اس بات سے مایوسی ہوئی کہ ان کی قوم ایمان لائے گی اور جب عذاب والا معاملہ تھوڑا لیٹ ہوا تو ان کی

قوم نے یہ گمان کیا عذاب آنے کے حوالے سے ان سے جھوٹ کہا گیا۔ اس تفسیر کے مطابق کذبوا (بالتشدید) کو کذبوا (بغیر تشدید) پڑھا جائے گا۔

* * *

۱۳۔ سورۃ الرعد

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ

ان کے لیے کچھ فرشتے محافظ ہیں جو باری باری آتے ہیں اور وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان کی آگے پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۹۳۔۲۹۴ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا: تم سب کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک جن (شیطان) ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اجمعین نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ آپ کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا ہاں! مگر ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور وہ (شیطان) مسلمان ہو گیا اب وہ مجھے نیکی کا ہی کہتا ہے۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ؕ۬ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ؕ

اور اس نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اپنے اپنے اندازے کے مطابق نالے بہہ نکلے۔

اور سیلاب کا پانی جھاگ اور خس و خاشاک کو اوپر اٹھا لایا اور جن دھاتوں کو لوگ سامان بنانے یا

زیور بنانے کے لیے آگ میں پگھلاتے ہیں اس میں بھی اسی طرح کا جھاگ ہے اسی طرح حق و باطل کی مثالیں بیان کرتے ہیں پھر جھاگ خشک ہو کر پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے لیے نفع مند ہے وہ زمین میں ٹھہرتا ہے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۵۵/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ فسالت اودیۃ بقدرھا کی تفسیر میں فرمایا یوں سمجھو مٹی اور گھاس کے اوپر سے سیلاب گزر رہا ہے اور ایک جگہ جا کر ٹھہر گیا ہے اس کے اوپر جھاگ ہے۔ اب ہوا چلنے لگی تو جھاگ اطراف میں چلا گیا اور خشک ہو گیا کسی کو کچھ فائدہ نہ دیا اور پانی باقی رہ گیا۔ لوگ اس سے فائدہ اٹھانے لگے خود پینے لگے اور اپنے جانوروں کو پلانے لگے۔ پس جیسے یہ جھاگ بغیر کسی کو فائدہ دیے ختم ہو گیا یوں ہی قیامت کے دن باطل اہل باطل کو کوئی فائدہ نہ دے گا اور جیسے پانی نے فائدہ دیا یوں ہی حق اہل حق کو فائدہ دے گا یہ ہے مثال جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ

اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۴/۲۲ میں لکھا ہے حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوش بختی اور بد بختی کے فیصلے ختم فرما دیتے ہیں نیز رزق اور موت کے فیصلے بدل دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں برقرار رکھتے ہیں۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۶/۴۸۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اکثر یہ دعا کرتے تھے۔ اللھم ان کنت کتبتنا اشقیاء فامحنا وکتبنا سعداء وان کنت کتبتنا سعداء فاثبتنا فانک تمحوا ما نشاء و تثبت و عندک ام الکتاب۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۴/۶۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جو بندہ بھی ان کلمات سے دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرور وسعت رزق عطا فرمائیں گے۔

یا ذا المن و لا یمن علیہ۔ یا ذا الجلال والاکرام۔ یا ذا الطول۔ لا الہ الا انت ظہرالاجئین۔ و جار المستجیرین ومامن الخائفین ان کنت کتبتنی عندک فی ام الکتاب شقیا فامح عنی اسم الشقاء واثبتنی عند سعیدا وان کنت کتبتی عندک فی ام الکتاب محروما مفترا علی رزقی فامح حرمانی و یسر رزقی واثبتنی عندک سعیدا موقفا للخیر۔ فامنک تقول فی کتابک الذی انزلت۔ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب۔

* * *

۱۴۔ سورۃ ابراہیم

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

اور جب تمہارے رب نے تم کو آگاہ کر دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو اپنی نعمتیں اور زیادہ دوں گا۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۸۱/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جسے شکر کی توفیق مل گئی وہ نعمتوں میں اضافہ سے محروم نہیں رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لئن شکرتم لازیدنکم اور جسے توبہ کی توفیق مل گئی وہ توبہ کی قبولیت سے محروم نہیں رہے کیونکہ فرمان الٰہی ہے وھو الذی یقبل الو عن عبادہ (الشوری ۲۵)

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۬ۛ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

وہ لوگ جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں قوم نوح اور قوم عاد و ثمود اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۶/۵۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ یہ آیت مبارکہ یوں پڑھتے تھے و عاداً و ثمود والذین من بعدہم لا یعلمہم الا اللہ۔ آپؓ نے فرمایا لمبے چوڑے نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں۔

فردوا ایدیہم فی افواھھم

مگر انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے منہ میں دے دیے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۶/۵۳۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں فرمائی کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں پر زور سے کاٹ لیا۔

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي

اور جب سب باتوں کا فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان اس طرح کہے گا بیشک اللہ تعالیٰ نے جو تم سے وعدے کیے تھے وہ سچے وعدے تھے اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے وہ جھوٹ بولا تھا اور میرا تم پر کوئی زور تو نہ تھا مگر اتنی بات تھی مگر صرف اتنی بات تھی کہ میں نے تم کو دعوت دی تم نے میری بات مان لی۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۴/۵۷ میں لکھا ہے ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بلاشبہ شیطان بعض لوگوں کو یوں سدھا لیتا ہے جیسے تم میں سے کوئی تین چار سالہ اونٹ کو سدھالے۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

اے پیغمبر کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی کیسی مثال بیان کی ہے۔ وہ کلمہ طیبہ ایک پاکیزہ درخت جیسا ہے جس کی جڑ مضبوط اور اس کی شاخیں آسمان میں ہوتی ہیں۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۶/ ۵۷۱۔ ۵۷۲ میں لکھا ہے حضرت مجاہد نے فرمایا کشجرۃ طیبۃ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے بھی یوں ہی مروی ہے۔

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ

اور جو لوگ ایمان لانے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں بھی اور دوسرے جہاں میں بھی پکی بات یعنی کلمہ توحید پر ثابت قدم رکھے گا اور اللہ تعالیٰ ناانصافوں کو بے راہ رکھتا ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۶/۵۹۷۔ ۵۹۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ جب مومن فوت ہو جاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھا کر سوال کیا جاتا ہے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کون سا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اس موقع پر اللہ تعالیٰ اس کی ہمت بندھاتے ہیں اور وہ جواب دیتا ہے۔ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

راوی حدیث فرماتے ہیں : یہ بتا کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی :
یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

۲۔ سیوطی نے الدر۳/۸۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب کوئی قبر برابر کر دی جاتی تو رحمت کائنات ﷺ اس کے پاس کھڑے ہو جاتے اور یہ دعا فرماتے : اللہم نزل بک صاحبنا وخلف الدنیا خلف ظہرہ۔ اللہم ثبت عندک المسالۃ منطقہ ولا تبتلہ فی قبرہ بما لا طاقۃ لہ بہ۔

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لا تُحْصُوهَا

اور اگر تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کو شمار کرو تم ان کو شمار نہ کر سکو گے۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر۴/۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا : بلاشبہ آگ والوں پر بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مہربانی ہے اور وہ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو انہیں آگ سے زیادہ سخت کوئی عذاب دے دیتے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الأَرْضُ غَيْرَ الأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

اس دن زمین کو اَور زمین سے بدل دیا جائے گا اور آسمان کو اور تمام لوگ اللہ واحد قہار کے سامنے ہوں گے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۳/ ۶۴ ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا۔ یہ زمین ایسی زمین سے بدل دی جائے گی جو سفید ہوگی صاف ہوگی گویا چاندنی ہے۔ اس پر کوئی خون نہیں بہایا گیا ہوگا اور نہ اس پر کوئی گناہ کیا گیا ہوگا۔

۲۔ طبری نے جامع ۳/ ۶۴ ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قیامت کے دن ساری زمین آگ بن جائے گی اس کے اس پار جنت ہوگی۔ اس کی ساری اونچ نیچ نظر آ رہی ہوگی۔ قسم ہے اس ذات گرامی کی جس کے قبضۂ قدر میں ابن مسعودؓ کی جان ہے بلاشبہ آدمی سے اتنا پسینہ بہے گا کہ اس کے قدموں سے زمین پر چھڑکاؤ ہوگا۔ پھر یہ اتنا بلند ہوگا کہ اس کے ناک تک پہنچ جائے گا حالانکہ ابھی اس کا حساب کتاب شروع نہیں ہوا ہوگا۔

***

۱۵۔ سورۃ الحجر

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ

اور بسا اوقات کافر اس بات کی آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۴/۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ ربما یود الذین کفروا لوکانوا مسلمین کی تفسیر میں فرمایا یہ آیت مبارکہ اہل جہنم کے بارے میں ہے جب وہ دیگر لوگوں کو جہنم سے نکلتے دیکھیں گے تو یہ کہیں گے (لو کانو مسلمین)

۲۔ سیوطی نے الدر ۴/۹۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا (قیامت کے دن) چوتھے نمبر پر رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوں گے اور شفاعت فرمائیں گے چنانچہ اب جہنم میں کوئی نہیں رہے مگر سوائے ان مشرکین کے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ سیوطی نے الدر ۴/۹۲ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ اجمعین نے اس فرمانِ الٰہی کی تفسیر یوں فرمائی کہ جنگ بدر کے دن جب مشرکین

کی گردنیں ماری گئیں اورانہیں آگ پر پیش کیا گیا تواس وقت انہوں نے یہ خواہش کی کہ کاش وہ رحمت مجسم ﷺ پر ایمان لے آئے ہوتے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ

یقیناً ہم نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے آسمان کو آراستہ کیا۔

ا۔ سیوطی نے الدر/۹۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں حضرت جریر ابن عبداللہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے آسمان دنیا اور سب سے نیچے والی زمین کے بارے میں کچھ بتائیے! رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا یہ جو آسمان دنیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے دھوئیں سے بنایا پھر اسے بلند کر دیا اور اس میں سورج اور روشن چاند رکھ دیے اور اسے ستاروں کے چراغوں سے زینت بخشی اور ان ستاروں کو شیاطین بھگانے کا ایک ذریعہ بنا دیا اور یوں آسمان کو ہر مردود شیطان سے حفاظت بخش دی۔

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ

اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے کے خزانے نہ ہوں مگر ہر چیز کو ایک معین مقدار سے نازل کیا کرتے ہیں۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۴/۱۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کوئی سال بذات خود اس حیثیت میں نہیں ہوتا کہ اس میں دوسرے سال کی نسبت زیادہ بارش ہو بلکہ اللہ تعالیٰ جیسے

چاہتے ہیں تقسیم فرماتے ہیں ایک بار ایک سال اگلی بار کوئی اور سال۔ یہ فرما کر آپؐ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائیوان من شیئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔

وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ

اور ہم پانی بھری ہوائیں بھیجتے ہیں اور پھر ہم آسمان کی جانب سے پانی نازل کرتے ہیں۔

۱۔ امام شافعی رحمہ الہ تعالیٰ نے اپنی مسند ۱/۱۷۰۔ ۱۷۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہوائیں بھیجتے ہیں وہ آسمان سے پانی اٹھاتی ہیں اور بادلوں میں لے جاتی ہیں۔ وہ بادل یوں بوجھل ہو جاتے ہیں جیسے اونٹنی کو دودھ اتر آیا ہو۔ پھر بارش ہوتی ہے۔

وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ

اور جنات کو ہم نے اس سے پہلے آگ کی لو سے پیدا کیا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۴/۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابو اسحاق کہتے ہیں میں حضرت عمرو بن عاصم کی عیادت کے لیے ان کے پاس حاضر ہوا تو فرمانے لگے کیا میں تمہیں ایک ایسی حدیث نہ سناؤں جو میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے سنی۔ میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آگ اس آگ کا سترواں حصہ ہے جس سے جن پیدا کیے گئے ہیں۔

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ

جس کے ساتھ دروازے ہیں اور ہر دروازے سے داخلہ کے لئے ایک ایک مقرر حصہ تقسیم کر دیا گیا ہے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۴/۱۰۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان جہنم سے طلوع ہوتا ہے۔ یہ جیسے جیسے بلند ہوتا ہے جہنم کا ایک ایک دروازہ کھلتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ظہر کے وقت جہنم کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔

قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلا الضَّالُّونَ

کہا سوائے گمراہوں کے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کون مایوس ہو سکتا ہے۔

ا۔ سیوطی نے الدر/۱۰۲ میں لکھا ہے کہ حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پر امید گنہگار مایوس عبادت گزار کی نسبت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ

اور ہم نے آپ کو سات آیات دیں جو بار بار پڑھی جانے والی ہیں اور قرآن عظیم دیا۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۴/۳۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے سبعا من المثانی سے سورۃ فاتحہ مراد ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۴/۳۵میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایاولقد اتیناک سبعا من المثانی سے قرآن مجید کی سات طویل سورتیں مراد ہیں۔

۳۔ علامہ بغوی نے معالم ۴/۶۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا سبع مثانی سے تو سورۃ فاتحہ مراد ہے اوروالقرآن العظیم سے باقی قرآن مجید مراد ہے۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ

تیرے رب کی قسم ہے ہم ان سب سے ضرور بضرور سوال کریں گے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۴/۶میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم سب کے ساتھ علیحدگی میں ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پوچھیں گے اے ابن آدم !تجھے کس چیز نے میرے بارے میں دھوکے میں ڈالے رکھا؟ ابن آدم !تونے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ ابن آدم تونے پیغمبروں کو کیا جواب دیا؟

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ

پس جن باتوں کا آپ کو حکم ہواان کو علی الاعلان سنائیں اور مشرکین سے اعراض کریں۔

۱۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۴۶۹ میں لکھتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا رسالت مآب ﷺ خفیہ تبلیغ فرماتے رہے یہاں تک کہ یہ آیت مبارکہ فاصدع بما تومر نازل ہوئی تو آپ ﷺ اور حضرت صحابہ کرام علی الاعلان تبلیغ فرمانے لگے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ (٩٧) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ (٩٨) وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (٩٩)

اور بلاشبہ ہم جانتے ہیں کہ یہ کافر جو کہتے ہیں اس سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے پس آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کریں اور نماز پڑھنے والوں میں شامل رہیے اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہیں۔

۱۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح ۷/ ۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یقین سے مراد کامل ایمان ہے۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۴/۱۰۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا: میری طرف یہ وحی نہیں آئی کہ میں مال جمع کرو اور تاجر شمار ہوں بلکہ میری طرف یہ وحی کی گئی ہے سبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔

۳۔ سیوطی نے الدر ۴/۱۰۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے: مومن بندہ کو اللہ عزوجل کی ملاقات کے بغیر کوئی چین نہیں اور جسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملاقات میں ہی چین آئے اس کے لیے یہی چیز کافی ہے۔

* * *

۱۶۔ سورۃ النحل

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا خَيْرًا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ (۳۰) جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا

اور جو لوگ متقی ہیں جب ان سے پوچھا جاتا ہے تمہارے رب نے کیا اتارا ہے تو جواب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خیر نازل کی ہے جن لوگوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور بلاشبہ دار آخرت تو دنیا کے مقابلہ بہت بہتر ہے اور واقعی وہ متقین کے لیے اچھا گھر ہے وہ گھر ہمیشہ کے باغات ہیں جن میں پرہیزگار لوگ داخل ہوں گے۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۴۴۳/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا مشرکین مکہ نے ایام حج میں لوگوں کی آمدورفت کے راستوں پر مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں کی طرف سولہ آدمی بھیجے ہر گھاٹی پر چار آدمی بھیجے مقصد یہ تھا کہ وہ لوگوں کو رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور رکھیں۔

اس بات کی خبر رحمت کائنات ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے ان میں سے ہر چار کی طرف چار مسلمان بھیجے، ان میں حضرت ابن مسعودؓ بھی تھے۔ مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ وہ مشرکین کے بارے میں بتائیں کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ لوگ جب ان مشرکین کے پاس سے گزرتے تو انھوں ں نے جو کہنا ہوتا تھا کہتے اور مسلمان ان کے جواب میں یہ کہتے کہ یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں رحمت مجسم ﷺ تو سچ کی دعوت دیتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں اور بھلائی کی طرف بلاتے ہیں، لوگ پوچھتے وہ بھلائی کیا ہے جس طرف آپ ﷺ بلاتے ہیں؟ مسلمان ان کے جواب میں یہ کہتے۔ للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ۔

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ

جن کی جان فرشتے ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ شرک سے پاک ہوتے ہیں قبض روح کے وقت فرشتے کہتے ہیں تم پر سلام ہو تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۰۲/۱۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جب موت کا فرشتہ مومن بندہ کی روح قبض کرتا ہے تو اسے کہتا ہے تیرا رب تجھے سلام کہہ رہا ہے۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ

اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ رونے کی وجہ سے سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ دل میں گھٹتا ہے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۸ ۱ ۱/ ۲۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا۔ جس ک پاس بیٹی ہو پھر وہ اسے ادب سکھائے تعلیم دے اور تعلیم دلانے کا حق ادا کردے اور جو نعمتیں اللہ نے اسے دی ہیں ان میں سے اپنی بیٹی پر خرچ کرے تو یہ بیٹی اس کے اور جہنم کے درمیان پردہ یا فرمایا کہ رکاوٹ بن جائے گی۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے پکڑے تو اس پر کسی جاندار کو باقی نہ چھوڑے۔

۱۔ طبری نے جامع ۸۵/ ۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: انسان کے گناہوں کی وجہ سے گبریلا قسم کا جانور اپنے بل میں پڑا مار دیا جائے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۲۰/ ۱۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے گناہوں کی وجہ سے مواخذہ فرمانے پر آجائیں تو تمام مخلوق کو عذاب گھیر لے حتیٰ کہ گبریلا قسم کا جانور اس کے بل میں، اور آسمان سے بارش روک دے اور زمین سے روئیدگی ختم ہو جائے پس یوں تمام جانور مر جائیں لیکن اللہ تعالیٰ عفوو درگزر سے کام لے رہے ہیں۔ جیسا کہ خود فرمایا ہے ویعفوا عن کثیر (الشوری/ ۳۰)

وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا

اور کھجور انگور کے پھل قابل غور ہیں جن سے تم نشے کی چیزیں بناتے ہو۔ اور ان پھلوں سے عمدہ روزی بھی حاصل کرتے ہو۔

۱۔ طبری نے جامع ۹۲/۱۴ میں لکھا ہے راوی حدیث حضرت موسیٰ فرماتے ہیں میں نے حضرت مرہ سے پوچھا سکر کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے اس سے مراد شراب ہے۔

وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ (٦٨) ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ

اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو یہ بات سکھائی کہ تو پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ٹٹیوں میں جو بیل چڑھانے کو لوگ لگاتے ہیں گھر بنا پھر ہر قسم کے پھلوں سے غذا حاصل کر اور واپسی کیے لیے اپنے رب کے سہل اور آسان رستوں پر چل اور ان مکھیوں کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۴/۴۶۶ میں لکھا ہے فیہ شفاء میں موجود ھاء کا مرجع العسل ہے۔ جس کے رنگ مختلف ہیں اس شہد میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے یوں ہی مروی ہے اور حضرت ابن مسعودؓ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

۲۔ حضرت ابن ماجہؒ نے اپنی سنن ۲/۱۱۴۲ میں روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ دو شفا بخش چیزیں اپنے لیے لازمی کر لو۔ ایک شہد اور دوسرا قرآن مجید۔

۳۔ طبری نے جامع ۱۴/۹۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا شھد ہر بیماری سے شفا بخشتی ہے اور قرآن مجید سینوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ

اور اللہ تعالیٰ نے ہی تم کو پیدا کیا پھر تم کو وہ موت دیتا ہے اور بعض تم میں سے رذیل عمر کی طرف لوٹایا جائے گا۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۴/۱۳۴ میں لکھا ہے کہ ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ رحمت مجسم ﷺ کی دعا کا ایک حصہ یہ بھی ہوتا تھا۔ واعوذبک من الکسل والھرم والبخل والجبن، واعوذبک ان ارد الی ارذل العمر، واعوذبک من فتنۃ الرجال و عذاب القبر۔

وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً

اور اس نے پیدا کیے تمہاری بیوی سے بیٹے اور پوتے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۴/۹۷ میں لکھا ہے راوی حدیث حضرت زر بن حبیش فرماتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ حفدۃ سے کیا مراد ہے؟ میں نے جواباً کہا اس سے آدمی کی اولاد مراد ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا نہیں، بلکہ سسرالی رشتہ دار مراد ہیں۔

۲۔ طبری نے جامع ۹۶/۱۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ حفدۃ سے مراد سسرالی رشتہ دار ہیں۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ

جو لوگ کافر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ہم ان کے لیے شرارت کی بنا پر عذاب بڑھا دیں گے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۰۷/۱۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ زدناہم عذابا فوق العذاب کی تفسیر میں فرمایا: بچھوؤں کے ڈنک اتنے برے کر دئیے جائیں گے جیسے لمبی کھجور کا تنا ہو۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۰۷/۱۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جہنم میں اژدھے ہیں۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ۔

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کو بیان کرنے والی ہے اور مسلمانوں کے لئے یہ کتاب بری ہدایت رحمت اور خوش خبری سنانے والی ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۴/۱۰۸ امیں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: قرآن مجید میں تمام علوم نازل کیے گئے ہیں اور ہمارے لیے ہر چیز کی قرآن مجید میں وضاحت کردی گئی ہے۔ یہ فرما کر آپؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۴/۱۲۷میں کئی حوالے دے کر لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جو خود کو علم سے منور کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ ہمیشہ کے لیے قرآن مجید سے منسلک ہو جائے کیونکہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔

بیشک اللہ عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے اور قرابت دار کو دینے کا اور برائی اور بے حیائی سے منع کرتا ہے اور سرکشی سے وہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۴/۱۰۹ امیں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا سب سے جامع انداز میں خیر و شر کا بیان جس آیت مبارکہ میں ہوا ہے وہ سورۃ نحل کی یہ ایت مبارکہ ہے۔

وَلا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا۔

اور تم اپنی قسموں کو اپنے مابین دھوکہ دہی کا ذریعہ مت بناؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا قدم جمنے کے بعد پھسل جائے۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۱۳۰/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا خواہ مخواہ کے سوالات کرنے سے بچو کیونکہ اسی وجہ سے پہلی امتیں ہلاک ہوئی ہیں۔ اور کسی چیز کے بارے میں کسی دوسری چیز کی وجہ سے قیاس آرائی مت کیا کرو ورنہ قدم جم جانے کے بعد لڑکھڑا جائے گا۔ اور جب تم میں سے کسی سے ایسی چیز کے بارے میں سوال ہو جس کے متعلق وہ نہیں جانتا تو اسے چاہیے کہ یوں کہہ دے میں نہیں جانتا کیونکہ یہ کہہ دینا تہائی علم کے برابر ہے۔

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ۔

جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اس کے ساتھ کفر کرے گا مگر یہ کہ اس پر جبر کیا جائے اور وہ مجبوراً محض زبان سے کفر کی بات کہہ دے بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر قائم ہو تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن جو کوئی ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور کفر بھی کشادہ دلی کے ساتھ یعنی کفر کو صحیح سمجھ کر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو گا۔

وَلا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَذَا حَلالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ۔

اور جن چیزوں کے بارے میں تمہاری زبانیں محض جھوٹا دعوی کرتی ہیں تم ان کی نسبت اس طرح نہ کہا کرو کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے اس کہنے کا انجام یہ ہو گا کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا الزام لگا دو گے۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۱۳۴/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہوسکتا ہے کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کام کرنے کا حکم دیا ہے اور فلاں کام سے روکا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں کہ تو نے جھوٹ کہا۔ اور کوئی یہ کہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے فلاں چیز حلال کی ہے اور فلاں حرام تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں کہ تو نے جھوٹ کہا۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

بیشک ابراہیم بھلائی کی تعلیم دینے والا اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار تھا۔ جو سب طرف سے یکسو ہو کر خدا کا ہو گیا تھا۔

۱۔ امام بخاری رحمہ نے اپنی صحیح ۸۲/۶ میں نقل فرمایا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ الامۃ کا مطلب ہے بھلائی کی تعلیم دینے والا اور القانت کا مطلب ہے فرماں بردار۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۲۸/۱۴ میں لکھا ہے حضرت فروہ بن نوفل الاشجعی فرماتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ان معاذا کان امۃ قانتا للہ حنیفا۔ تو میں نے دل میں سچا حضرت ابن مسعودؓ نے یہ بات درست نہیں فرمائی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک تو یوں ہے ان ابراہیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا۔ لیکن حضرت ابن مسعودؓ نے مجھ سے پوچھا جانتے ہو الامۃ کا معنیٰ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا الامۃ وہ ہے جو بھلائی سکھاتا ہو اور القانت وہ ہے جو اللہ جل جلالہ اور اس کے مقدس رسول کا

فرمانبردار ہو اور حضرت معاذ بن جبلؓ میں یہ دونوں صفات پائی جاتی ہیں آپؓ بھلائی کی تعلیم دیتے تھے اور اللہ جل جلالہ اور اس کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان بردار تھے۔

* * *

۱۷۔ سورۃ الاسراء

۱۔ امام بخاریؒ نے بخاری شریف ۱۸۵/۶ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت عبد الرحمن بن یزید کہتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو یہ فرماتے سنا کہ سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ کہف، سورۃ مریم، سورۃ طٰہٰ اور سورہ انبیاء اسلام کے ابتدائی دنوں کی سورتیں ہیں۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا۔

وہ ضرور تمام عیوب سے پاک ہے جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا وہ مسجد اقصی جس کے گرداگرد ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں اس بندے کو لے جانے کا مقصد یہ تھا کہ ہم اس کو اپنی قدرت کی کچھ نشانیاں دکھائیں۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۱۵۷/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ سبحان الذی اسری بعبدہ کی تفسیر میں فرمایا: حضرت جبرئیلؑ سید البشر ﷺ کی خدمت میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ کو براق پر سوار کرایا اور بیت المقدس کی طرف چل دیئے راستہ میں حضرت ابو سفیانؓ کے پاس سے گزر ہوا، وہ اس وقت اونٹنی کا دودھ دھو رہے

تھے۔ اونٹنی براق کی آہٹ سے ڈری اور دودھ والا برتن گرادیا۔ حضرت ابو سفیان اس کے بدکنے کی وجہ سے برا بھلا کہنے لگے۔

اسی طرح آپ ﷺ کا ایک وادی پر گزر ہوا اس سے خوشبو آرہی تھی آپ ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے دریافت فرمایا یہ خوشبو کیسی ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا یہ لوگ ان مسلمانوں کے اہلخانہ ہیں جنہیں اللہ جل جلالہ کی خاطر آگ میں جلایا گیا۔

۲۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۲۹۔ ۲۸/۵ میں درج کیا ہے حضرت ابوظبیان الجھنی فرماتے ہیں ہم لوگ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس بیٹھے تھے، حضرت محمد بن سعد حضرت ابن مسعودؓ کہنے لگے آپ اپنے والد محترم کے حوالے سے معراج کی رات کا واقعہ سنائیں حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا، نہیں، بلکہ آپ اپنے والد محترم کے حوالے سے یہ واقعہ سنائیں حضرت محمد بن سعد بن ابی وقاص نے عرض کیا اگر آپ نے میرے سوال کرنے سے پہلے سوال کیا ہوتا تو میں ضرور سناتا۔

چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ نے اپنے والد محترم کے حوالے سے واقعہ بیان کرنا شروع کردیا۔ ان کے والد محترم فرماتے ہیں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا۔ حضرت جبرائیلؑ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ایک جانور لے کر حاضر خدمت ہوئے مجھے اس پر سوار کرلیا، وہ ہمیں لے کر بلند ہونے لگا۔ وہ جب بلند ہوتا تو اس کی پچھلی ٹانگیں اگلی ٹانگوں سے جاملتیں اور جب نیچے کو پرواز کرتا تو اس کی اگلی ٹانگیں پچھلی ٹانگوں سے جاملتیں۔

ہم ایک طویل قامت گندم گوں آدمی کے پاس سے گزرے وہ قبیلہ از شنوءۃ کے مردوں جیسا تھا۔ وہ بلند آواز سے کہنے لگا آپ نے اسے عزت واکرام سے نواز دیا ہے، رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ہم ان کے پاس گئے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور حضرت جبرائیلؑ سے دریافت کیا یہ آپ کے ہمراہ کون ہیں، انہوں نے عرض کیا یہ جناب احمد ﷺ ہیں۔ وہ فرمانے لگے اس عربی امی نبی کو خوش آمدید جس نے اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا اور اپنی امت کی خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا پھر ہم وہاں سے چل دئیے میں نے حضرت جبرائیلؑ سے کہا یہ کون تھے؟ انہوں نے بتایا یہ حضرت موسیٰ بن عمرانؑ تھے۔ میں نے کہا یہ کس سے سخت انداز میں پیش آرہے تھے؟ حضرت جبرائیلؑ نے بتایا یہ اپنے پروردگار سے ایسا کر رہے تھے۔ میں نے کہا اپنے پروردگار سے آواز بلند کر رہے تھے؟ حضرت جبرائیلؑ نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کی گرم مزاجی سے خوب واقف ہے۔

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا پھر ہم وہاں سے چل دئیے اور ایک درخت کے پاس سے گزرے اس کا پھل ایسے تھا گویا ہوتا ہے۔ اس کے نیچے ایک بزرگ اپنی عیال کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیلؑ نے مجھ سے کہا اپنے جد امجد حضرت ابراہیمؑ سے ملئے، ہم آپؑ کے پاس چلے گئے۔ ہم نے سلام کیا، انہوں نے جواب دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا۔ جبرائیل! یہ آپ کے ہمراہ کون ہیں۔ انہوں نے بتایا یہ آپ کے فرزند حضرت

احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اس نبی امی کو خوش آمدید جس نے اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا اور اپنی امت خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔

اے فرزند! آپ آج رات اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں۔ بلاشبہ آپ کی امت آخری امت ہے اور سب سے کمزور ہے، اپنی امت کے لیے کچھ مانگ سکو تو ضرور مانگ لینا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں پھر ہم وہاں سے چل دیے اور مسجد اقصیٰ پہنچ گئے۔ میں سواری سے اتر آیا اور جانور مسجد کے دروازے پر لگے اسی کڑے سے باندھ دیا جس سے انبیاء (علیہم السلام) باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوں تو میں نے انبیاء (علیہم السلام) کو دیکھا کوئی رکوع میں ہے کوئی قیام میں اور کوئی سجدہ میں۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے شہد اور دودھ کے دو پیالے پیش کیے گئے میں نے دودھ لے لیا اور نوش کر لیا۔ حضرت جبرائیل امینؑ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا قسم ہے رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ نے فطرت کے عین مطابق کام کیا ہے۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر نماز کھڑی ہو گئی میں نے انبیاء (علیہم السلام) کی امامت کی، پھر ہم واپس لوٹ آئے۔

۳۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۱۸۹۔ ۱۹۰/۵ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں معراج کی رات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان سب نے قیامت کا تذکرہ کیا۔

۴۔ امام ترمذیؒ نے سنن ترمذی ۱۴۱۔ ۱۵/۱۳ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: میں معراج کی رات حضرت ابراہیمؑ سے ملا تو انہوں نے فرمایا اے محمد ﷺ اپنی امت کو میرا اسلام دینا اور انہیں بتانا کہ جنت کی مٹی بڑی پاکیزہ ہے، اس کا پانی بڑا خوشگوار ہے وہ چٹیل میدان ہے، اس کی سرسبزی ان الفاظ سے ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

۵۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۵/۲۴۳ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ سید البشر فخر رسل ﷺ معراج کی رات سدرۃ المنتہی تک تشریف لے گئے۔ یہ سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان پر ہے۔ زمین سے اوپر کی طرف چڑھنے والی چیز جب اس تک پہنچتی ہے تو قبض کر لی جاتی ہے اور سدرۃ المنتہی کے اوپر سے آنے والی چیز بھی جب اس تک پہنچتی ہے تو قبض کر لی جاتی ہے۔

۶۔ امام ترمذیؒ نے اپنی سنن ۸/۲۰۹ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: رسالت مآب ﷺ نے معراج کے واقعات بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں فرشتوں کے جس بھی گروہ کے پاس سے گزرا انہوں نے مجھے کہا کہ آپ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا ضرور حکم کرنا۔

وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا (٤) فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلالَ

الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولا (٥) ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا (٦)

اور ہم نے اس کتاب توریت میں بنی اسرائیل کو یہ بات صاف بتا دی تھی کہ تم دو دفعہ فساد برپا کرو گے اور تم بڑی سخت سرکشی کرو گے پھر جب ان دو بار میں سے پہلی بار کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلے میں اپنے وہ بندے بھیجے جو بڑے سخت جنگجو تھے وہ تمہارے شہروں میں پھیل پڑے اور وہ وعدہ پورا ہوا ہی پھر تم کو ان دشمنوں پر ہم نے دوبارہ غلبہ دیا اور تمہاری مال سے اور بیٹوں سے مدد کی اور تم کو لشکر کے اعتبار سے زیادہ کر دیا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۵/۱۷ میں یہ روایت درج فرمائی ہے، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے تورات میں یہ فرما دیا تھا کہ تم دو دفعہ زمین میں فساد مچاؤ گے۔ تو ان کا پہلا فساد حضرت زکریاؑ کی شہادت کا سانحہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے صخابین نامی نبطی بادشاہ ان پر مقرر کر دیا، اس نے لشکر کشی کی، اس کا لشکر ایک ہزار گھڑ سواروں پر مشتمل تھا، بنی اسرائیل قلعہ بند ہو گئے، اس لشکر میں سے بخت نصر نامی ایک لڑکا یتیم مسکین بن کر باہر نکلا۔ وہ کھانا لینے نکلا تھا مگر کسی حیلے سے شہر میں جا داخل ہوا اور ان کی مجلسوں میں جا بیٹھا وہاں اس نے سنا کہ وہ کہہ رہے اگر ہمارے دشمن کو پتہ چل جائے کہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمارے دلوں پر کتنا رعب چھایا ہوا ہے تو وہ ہمارے ساتھ لڑائی کا سوچے بھی نہ۔ بخت نصر نے یہ باتیں سنیں اور وہاں سے نکل لیا۔ دوسری طرف لشکر کے لئے مزید قیام دشوار ہو گیا یوں وہ واپس لوٹ گئے۔

اس بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے یوں اشارہ فرمایا۔ فاذا جاء وعد اولاھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار وکان وعدا مفعولا۔ پھر بنی اسرائیل لشکر تیار کرکے نبطیوں سے جنگ کی اور فتحیاب ہو گئے۔ ان سے سب کچھ چھین لیا۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد مبارک میں بیان فرمائی۔ ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم وامددنا کم ب اموال و بنین وجعلناکم اکثر نفیرا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ نفیراً سے مراد تعداد ہے۔

وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ

اور ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کی گردن کے ساتھ وابستہ کر دیا۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۴/۱۶۷ میں لکھا ہے کہ ابن ابی حاتم نے یہ روایت نقل کی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ طائرہ فی عنقہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ اس سے بدبختی، خوش بختی، رزق اور موت کا وقت مراد ہے۔

وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا۔

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا تو اس بستی کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں ایمان والی طاعت کا پھر وہ حکم ماننے کی بجائے نافرمانی کرتے ہیں۔

ا۔ امام بخاریؒ نے بخاری شریف ۶/۸۴ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت کی بات ہے جب کوئی قبیلہ تعداد میں بہت بڑھ جاتا تو ہم یوں کہتے تھے۔ اَمِرَ بنو فلاں۔

وَلا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا (٢٦)إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ

اور بے موقعہ اڑایا نہ کرو، اور بلاشبہ مال کو بے موقعہ اڑانے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔

ا۔ طبری نے جامع ۵۳۔ ۵۳/۱۵ میں لکھا ہے۔ حضرت ابوالعبیدین نے حضرت ابن مسعودؓ سے اس آیت مبارکہ ولا تبذر تبذیرا کی تفسیر پوچھی تو آپؓ نے فرمایا۔ فضول خرچی یہ ہے کہ جہاں ضرورت نہ ہو وہاں مال خرچ کر دیا جائے۔

وَلا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا۔

اور تو بخل کی وجہ سے اپنا ہاتھ گردن سے باندھ کر نہ رکھ لے اور نہ اس ہاتھ کو بالکل کھول دے ورنہ تو الزام دیا ہوا اور خالی ہاتھ بیٹھ رہے گا۔

ا۔ واحدی نے اسباب ۲۹۴ میں یہ روایت درج کی ہے، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں! ایک لڑکا رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میری والدہ آپ سے فلاں فلاں چیز مانگ رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج ہمارے پاس کچھ نہیں۔ لڑکے نے کہا میری والدہ کہتی ہے کہ آپ اپنا کرتہ مبارک مجھے پہنا دیں۔ راوی کہتے ہیں۔ سخیٔ کامل ﷺ نے

اپنا قمیص مبارک اتارا اور اسے عطا فرما دیا اور پھر گھر میں اسی حالت میں بیٹھ گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط۔

۲۔ مسند احمد ۱۳۴۔ ۱۳۵/ ۶ میں یہ روایت درج ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کفایت شعاری اپنالی وہ غربت کا شکار نہ ہوگا۔

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ۔

اور سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں لیکن تم ان کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۱۸۲۔ ۱۸۳/ ۶ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے چاند گرہن کا سنا تو فرمایا ہم صحابہ کرامؓ تو معجزات کو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ انہیں خوف کی علامت گردانتے ہو، ایک دفعہ ہم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ہمارے پاس پانی نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جس کے پاس پانی ہو۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ پانی ایک برتن میں ڈال دیا گیا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اس میں رکھ دیے تو آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بابرکت پانی کی طرف چلے آؤ۔ یہ برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ میں نے سیر ہو کے پانی پیا اور سب لوگوں نے پانی لے لیا۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم تو کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے جبکہ وہ کھایا جا رہا ہوتا تھا۔
۲۔ سیوطی نے الدر ۱۸۴/۴ میں لکھا ہے کہ ابو نعیم نے یہ روایت نقل کی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ آسمان کا کوئی پرندہ اور پانی کی کوئی مچھلی اسی وقت شکار کی جاتی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذمہ لگائی ہوئی تسبیح چھوڑ دیتی ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلا تَحْوِيلا (٥٦) أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ

تم ان کافروں سے فرما دو کہ تم جن کو خدا کے سواء معبود سمجھے بیٹھے ہو۔ ذرا ان کو پکارو تو وہ فرضی معبود نہ تو تم سے کسی تکلیف کو دور کر دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ تکلیف کے بدلنے کا اختیار ان کو حاصل ہے جن کو یہ مشرک پکارا کرتے ہیں ان کی خود یہ حالت ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔
۱۔ امام بخاریؒ نے بخاری شریف ۸۵۔ ۸۶/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے الی ربھم الوسیلۃ کی تفسیر میں فرمایا: کچھ انسان جنوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ پھر وہ جن تو مسلمان ہو گئے جبکہ وہ انسان اپنے اسی دین پر چمٹے رہے۔

وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا

اور کوئی نافرمانوں کی بستی ایسی نہیں جس کے رہنے والوں کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا کسی اور سخت عذاب میں بتلا نہ کریں۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۱۳۵/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب کسی بستی میں زنا اور سود خوری عام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کی تباہی کا حکم دے دیتے ہیں۔

وَمَا نُرْسِلُ بِالآيَاتِ إِلا تَخْوِيفًا

اور ہم اس قسم کے معجزات بھیجا نہیں کرتے مگر عذاب سے ڈرانے کو۔

ا۔ طبری نے جامع ۷۵/۱۵ میں لکھا ہے حضرت قتادہؒ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ جس نشانی کے ذریعے چاہتے ہیں لوگوں میں ڈر پیدا فرماتے رہتے ہیں تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں یا نصیحت پکڑیں یا واپس ہدایت کی طرف لوٹ آئیں۔ ہمیں بتایا گیا کہ حضرت ابن مسعودؓ کے زمانہ میں کوفہ لرزنے لگا تو آپؓ نے فرمایا۔ لوگو! تمہارا پروردگار چاہتا ہے کہ تم توبہ کر لو سو توبہ کر لو۔

أَقِمِ الصَّلاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ

(اے پیغمبر!) تم آفتاب کے ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے اندھیرے تک نماز میں ادا کیا کرو۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۵/۹۱ میں لکھا ہے حضرت اسود فرماتے ہیں میں حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھ چھت پر تھا۔ جب سورج غروب ہوا تو آپ نے یہ آیت مبارکہ اقم الصلوٰۃ پوری تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بلاشبہ یہ وقت جبکہ سورج غروب ہو گیا ہے اور روزے داروں نے روزہ افطار کرلیا ہے۔ نماز کا وقت ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۹۱۔ ۹۲ میں لکھا ہے، جب سورج غروب ہو رہا تھا تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا دلکت براح۔ اور براحٍ سے جگہ مراد تھی۔

۳۔ طبری نے جامع ۱۵/۹۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا دلوک شمس کا مطلب ہے سورج کا جھک جانا۔

۴۔ حافظ ابن حجر نے کافی ۱۰۱ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں حضرت جبرائیل امینؑ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے جب سورج دلوک کر رہا تھا یعنی زوال ہو چکا تھا اور کہا کھڑے ہو جائیے اور نماز ادا فرمائیے چنانچہ رسالت مآب ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز ظہر ادا فرمائی۔

۵۔ طبری نے جامع ۱۵/۹۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے مشرق کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا یہ سورج کا دلوک ہے اور مغرب کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا یہ رات کا غَسق ہے۔

۶۔ سیوطی نے الدر۱۹۵/۴میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا غَسَقِ اللیل سے عشاء کی نماز مراد ہے۔

وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا

اور صبح کی نماز بھی پڑھا کرو اور فجر (کا قرآن (نماز فجر) حاضر ہونے کا وقت ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۹۴/۱۵میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نماز فجر کے وقت مسجد تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ قبلہ کی طرف ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا قبلہ سے دور ہو جاؤ فرشتوں اوران کی نماز میں حائل ہو جاؤ کیونکہ یہ دو رکعتیں فرشتوں کی نماز ہے۔

عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر جگہ دے گا۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد بن حنبل ۲۹۷۔۲۹۸ :۵میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن مقام محمود پر کھڑا ہوں گا۔ ایک انصاری صحابیؓ نے عرض کیا مقام محمود کیا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس وقت کی بات ہے جب تمہیں بے لباس ، بنا جوتے کے اور بغیر ختنہ کی ہوئی حالت میں لایا جائے گا۔ پس سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو کپڑے پہنائے جائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے خلیل کو کپڑے پہنا دو تو دو سفید چادریں لائی جائیں گی اور حضرت ابراہیمؑ وہ پہن لیں گے پھر قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جائیں گے۔

ان کے بعد مجھے کپڑے پہنائے جائیں گے پھر میں آپ کی دائیں جانب ایسی جگہ کھڑا ہو جاؤں گا کہ میرے سوا وہاں کوئی کھڑا نہ ہو گا سب اولین و آخرین مجھ پر رشک کرنے لگیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا پھر ایک نہر کوثر سے حوض کی طرف لائی جائے گی۔ منافقوں نے کہا پانی تو جب بھی چلتا ہے تو اس کے کیچڑ اور چھوٹے کنکر ضرور ہوتے ہیں۔ صحابی نے عرض کیا وہ نہر بھی کیچڑ اور چھوٹے کنکروں پر چلے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا کیچڑ خوشبو کا ہو گا اور اس کی کنکریاں موتی ہوں گے۔

منافق کہنے لگا میں نے تو آج تک نہیں سنا کہ ایسا کوئی پانی چلا ہو اور اس سے کوئی چیز اگی نہ ہو۔ انصاری صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اس سے کوئی چیز اگے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سونے کے تنکے۔

منافق کہنے لگا میں نے آج جیسی بات نہیں سنی، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کسی چیز کا تنا تو ہو مگر اس کا پتہ یا پھل نہ ہو، انصاریؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اس پر پھل بھی لگے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا موتی کے رنگ ہوں گے، اس کا پانی دودھ سے سفید ہو گا اور شہد سے میٹھا ہو گا، جس نے ایک دفعہ اس سے پی لیا اس لیے پھر پیاس نہ لگے گی اور جو محروم رہ گیا وہ پھر کبھی سیر نہ ہو گا۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۵/۹۷ میں یہ روایت درج کی ہے حضرت ابن مسعودؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں: پھر جہنم کے دونوں کناروں پر پل رکھ دیا جائے گا۔ لوگ اپنے

اعمال کے مطابق گزریں گے۔ کوئی بجلی کی طرح، کوئی ہوا کی طرح، کوئی پرندے کی طرح اور کوئی جانوروں سے تیز۔ پھر ایک ایسا آدمی آئے گا جو رک رک کر چلے گا حتیٰ کہ آخری آدمی یوں گزرے گا کہ اپنے پیٹ کے بل رینگ رہا ہوگا۔ وہ پوچھے گا میرے پروردگار آپ نے میری رفتار اتنی سست کیوں رکھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بلاشبہ میں نے تیری رفتار سست نہیں کی بلکہ تیری رفتار تیرے عمل نے سست کر دی ہے۔

اس کے بعد سفارش کی اجازت ہو جائے گی۔ قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت جبرائیلؑ سفارش کریں گے پھر اللہ کے خلیل حضرت ابراہیمؑ پھر حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ علیہما السلام۔ راوی حدیث حضرت ابوالزعراء فرماتے ہیں مجھے نہیں پتہ ان دونوں میں کون ہوگا۔

راوی کہتے ہیں پھر چوتھے نمبر پر تمہارے نبیؑ اٹھ کر سفارش فرمائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی سفارش نہ کرے گا۔ اور یہی وہ مقام محمود ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں فرمایا ہے۔ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔

۳۔ علامہ بغوی نے معالم ۴/۱۴۵ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور بلاشبہ تمہارے پیغمبرؐ بھی اللہ کے خلیل ہیں اور اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ صاحب عزت ہیں، یہ فرما کر آپؐ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

اور کہہ دو کہ حق آ پہنچا اور شرک بھاگ گیا واقعی باطل زائل ہونے والی چیز ہے۔

۱۔ ابن حنبلؒ نے مسند ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۵ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبۃ اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ وہاں تین سو ساٹھ بت تھے۔ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست مبارک میں پکڑی چھڑی سے انہیں ٹھوکر لگاتے جاتے اور یہ تلاوت فرماتے جاتے۔ جاء الحق و ما يبدئ الباطل وما يعيد۔ (سبا/۴۹)۔ جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلا قَلِيلا۔

اور اے پیغمبر وہ لوگ آپ سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ روح میرے رب کے حکم سے نبی ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۲۵۴۔ ۵ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک کھیت میں چل رہا تھا، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور سے بنی لاٹھی کے سہارے چل رہے تھے، کچھ یہودیوں کے پاس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روح کے بارے میں پوچھیں۔ ان میں سے کسی نے کہا بھی کہ نہ پوچھو مگر انہوں نے پوچھ ہی لیا۔ انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ روح کیا ہے؟

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہر گئے اور لاٹھی پر ٹیک لگالی۔ مجھے گمان ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہورہی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ یہ سن کر ان میں سے ایک نے کہا ہم نے تمہیں کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سوال کرو۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۲۰۰۔ ۴ میں لکھا ہے یزید بن زیادہ نے سنا کہ اس آیت مبارکہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کے بارے میں دو آدمیوں کا اختلاف ہوا ہے۔ ایک نے کہا اس آیت کے مصداق اہل کتاب ہیں۔ دوسرے نے کہا اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اطہر ہے۔ اِن میں سے ایک حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں چلا گیا آپؓ سے اس بارے میں پوچھا تو آپؓ نے فرمایا۔ تو نے سورۃ بقرہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا کیوں نہیں؟ تب آپؓ نے فرمایا کون سا علم سورۃ بقرہ میں نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس سے اہل کتاب ہی مراد ہیں۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ۔

اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر ہم نے آپ پر وحی بھیجی ہے اس سب کو سلب کر لیں۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۴/۵۰۴ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

بلاشبہ تمہارے دین میں سے جو چیز سب سے پہلے ختم ہوگی وہ امانت داری ہوگی اور آخر تک جو چیز باقی رہے گی وہ نماز ہوگی، اور یہ قرآن مجید جو تمہارے پاس ہے قریب ہے کہ یہ بھی اٹھالیا جائے۔

لوگوں نے عرض کیا حضرت! یہ کیسے اٹھالیا جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے دلوں میں نقش کر دیا ہے اور ہم نے اسے اپنے مصاحف میں لکھ دیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا ایک رات ایسی آئے گی کہ یہ تمہارے دلوں سے بھی محو ہو جائے گا اور تمہارے مصاحف میں سے بھی۔ یہ فرما کر آپؐ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک۔

وَلا تَجْهَرْ بِصَلاتِكَ وَلا تُخَافِتْ بِهَا۔

اور نہ تو بہت پکار کر پڑھو اور نہ اس میں چپکے چپکے پڑھیے بلکہ جہر و اخفاء کے درمیان۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۳۴۴۔۱۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جس نے اپنے کانوں کو بھی سنایا اس نے آہستہ نہیں پڑھا۔

***

۱۸۔ سورۃ الکھف

وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ

اور اگر وہ کافر فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی صورت میں ہو گا جو چہروں کو بھون ڈالے گا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۵۸۔ ۱۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں سونے اور چاندی کے برتن ہدیۃً پیش کیے گئے آپؓ نے زمین میں گڑھا کھودنے کا حکم فرمایا۔ اس گڑھے میں بڑی بڑی خشک لکڑیاں ڈالیں پھر یہ برتن اس میں ڈال دیے۔ جب وہ خوب پگھل گئے تو اپنے لڑکے سے فرمایا کوفہ والوں میں سے جو جو آسکتا ہے اسے بلا لو۔

لڑکے نے چند لوگوں کو بلا لیا وہ جب آپؓ کے پاس آئے تو آپؓ نے فرمایا یہ دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپؓ نے فرمایا سونا اور چاندی جب خوب پگھل کر مائع بن جائیں تو اس دنیا میں مہل کے زیادہ ہمشکل چیز اس کے سوا اور کوئی نہیں۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲۲۱/۴ میں لکھا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: المھل تلچھٹ کو کہتے ہیں۔

وَلَوْلا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ

اور تو جس وقت اپنے باغ میں پہنچا تھا تو تو نے یوں کیوں نہ کہا جو اللہ چاہے وہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کوئی زور نہیں۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲۲۴۔ ۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ نے مجھے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی یہ تفسیر بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے عطا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی قوت بھی اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں۔

والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا و خیر املا

اور نیک عمل باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے ہاں بھی باعتبار ثواب کے بہتر ہیں اور از روئے امید کے بھی بہتر ہیں۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۱۴۹۔ ۵ میں لکھا ہے الباقیات الصالحات سے مراد پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی یوں ہی مروی ہے اور حضرت ابن مسعودؓ، اور حضرت مسروق و حضرت ابراہیم نے بھی یہی فرمایا ہے۔

قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الأَرْضِ۔

انہوں نے عرض کیا اے ذوالقرنین! یاجوج وماجوج کی قوم کے لوگ اس سرزمین پر بڑا فساد برپا کرتے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۹۔ ۱۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ یاجوج ماجوج کی کثرت پر تعجب فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ یاجوج ماجوج میں سے کوئی بھی اس وقت تک نہ مرے گا جب تک اس کے ایک ہزار بچے پیدا نہ ہو جائیں گے۔

وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا۔

اور اس دن ہم جہنم کو کافروں کے سامنے لے آئیں گے۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۵۔ ۱۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ جب صور پھونکا جائے گا تو تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے یوں کھڑی ہوگی جیسے ایک آدمی کھڑا ہوتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کے سامنے تشریف لائیں گے۔ مخلوق میں سے جس کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی پوجا کی ہوگی وہ اپنے اپنے معبود کے ہمراہ وہاں حاضر ہوگا۔

یہودی جب حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ یہودی کہیں گے حضرت عزیرؑ کی۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تمہیں پانی اچھا لگتا ہے؟ یہودی کہیں گے جی ہاں! اللہ تعالیٰ انہیں جہنم یوں کر کے دکھائیں گے جیسے سراب ہو۔

یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی وعرضنا جہنم یومئذ للکفرین عرضا۔ پھر عیسائی حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے بھی پوچھیں گے تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم حضرت عیسیٰؑ کی عبادت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے تمہیں پانی پسند ہے؟ وہ کہیں گے ہاں! اللہ تعالیٰ انہیں بھی جہنم ایسی شکل میں دکھائیں گے جیسے وہ سراب ہو۔

پھر ہر اس آدمی کے ساتھ یہی کچھ ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا رہا ہو گا۔ یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ وقفوھم انھم مسئولون۔ (الصافات۔ ۲۴)

فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلا صَالِحًا وَلا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۔

توجو شخص اپنے رب سے ملنے کی تمنا کرتا ہو اس کو چاہیے کہ وہ نیک کام کرلے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرلے۔

۱۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۲۔۴۰۴ میں لکھا ہے یہ آیت مبارکہ حضرت جندب بن زہیرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ انہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا میں عمل تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتا ہوں مگر جب اس عمل سے لوگ باخبر ہو جاتے ہیں تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ وہ عمل قبول نہیں فرماتے جس میں کسی اور کو شریک بنایا جائے۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا آپ کو دوہرا اجر ملے گا۔ ایک خفیہ عمل کرنے کا اجر اور دوسرا اعلانیہ پتہ چل جانے کا اجر۔

ابن حجر نے فرمایا حضرت ابن مسعودؓ سے بھی یہی مروی ہے۔ طبرانی نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

پیدا اس ذات نے کیا ہے۔ پوچھنے والے نے پوچھا پھر کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کردے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی۔ پوچھنے والے نے پوچھا پھر کونسا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔

* * *

۱۹۔ سورۃ مریم

کٓھٰیٓعٓصٓ۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۲۵۸/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر کئی صحابہ کرامؓ سے رموی ہے کہ کھیعص حروف ہجاء ہیں۔ الملک کا کاف ہے۔ اللہ کی ھاء ہے، ہاء اور عین العزیز سے ہے اور صاد المصور سے ہے۔

ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا (٢)إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا (٣) قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا (٤) وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا (٥) يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا (٦) يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا (٧) قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا (٨) قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا (٩)

اے پیغمبر آپ کے رب کی اس مہربانی کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی۔ جب اس نے اپنے رب کو پست اور خفیہ آواز سے پکارا۔ عرض کیا۔ اے میرے رب!

میری ہڈیاں بڑھاپے سے ضعیف ہوگئیں اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے چمک اٹھا اور اے میرے رب تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں ہوا۔ میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے سو تو مجھ کو اپنے پاس سے ایک ایسا وارث عطاء کر جو میرا بھی وارث ہو اور اولاد یعقوب کا بھی وارث ہو اے میرے رب اسے اپنا پسندیدہ بنا۔ اے زکریا ہم تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے کسی کو اس کا ہم نام نہیں پیدا کیا۔ عرض کیا اے میرے رب! مجھے لڑکا کیوں کر عطاء ہو گا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہنچ چکا ہوں۔ جواب دیا اسی طرح ہوگا تیرے رب نے کہا ہے یہ بات (بڑھاپے میں اولاد) مجھ پر آسان ہے اور میں نے اس سے پہلے تجھے پیدا کیا حالانکہ تو کچھ بھی نہ تھا۔

ا۔ حکم نے مستدرک ۲/۵۸۹۔ ۵۹۰ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ مفسرین نے فرمایا: بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے سب سے آخری پیغمبر حضرت زکریا بن آدن بن مسلم ہیں۔ آپؑ حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت زکریاؑ نے فرمایا تھا ایسا وارث عطا فرمائیں جو میرے ملک کا بھی وارث بنے اور اولاد یعقوبؑ حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت زکریاؑ نے فرمایا تھا ایسا وارث عطا فرمائیں جو میرے ملک کا بھی وارث بنے اور اولاد یعقوبؑ میں چلنے والی نبوت کا بھی وارث بنے۔

۲۔ حاکم نے مستدرک ۲/ ۵۹۰ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: حضرت زکریاؑ نے آہستہ سے اپنے پروردگار سے دعا مانگی اور فرمایارب انی وھن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من ورائی (موالی سے مراد عصبی رشتہ دار ہیں) وکانت امراتی عاقرا فھب لی من لدنک ولیا۔ یرثنی (وہ میری نبوت کا وارث بنے) ویرث من ال یعقوب (وہ آل یعقوبؑ کی نبوت کا وارث بنے) واجعلہ رب رضیا۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو خوشخبری دیتے ہیں بغلام اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیا (ان سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہیں رکھا)

جب حضرت زکریاؑ نے یہ آواز سنی تو شیطان وہاں آکر کہنے لگا اے زکریا یہ جو آواز آپ سن رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں یہ تو شیطان کی طرف سے ہے جو آپ سے مذاق کر رہا ہے۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی تو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف وحی نہ کرتے جیسے دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کی طرف وحی کرتے ہیں۔

حضرت زکریاؑ شک کا شکار ہو گئے اور فرمانے لگے انی یکون لی غلام یعنی بیٹا کہاں سے آئے گا و قد بلغنی الکبر وامراتی عاقر قال کذلک اللہ یفعل مایشاء (آل عمران / ۴۰)

وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئا۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ ـ۔ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ
جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۙ(۱۶۔ تا ۳۰)

اور اس کتاب میں مریم کا بھی ذکر کرو جب وہ اپنی قوم سے الگ ہو کر ایک ایسے مکان میں گئی جو جانب مشرق واقع تھا اور اس نے ان لوگوں کے سامنے پردہ تان لیا۔ تو ہم نے اس مریم کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جو صحیح سالم بشر کی صورت میں ظاہر ہوا اسے دیکھ کر مریم نے کہا میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگی ہوں اگر تو خدا سے ڈرنے والا ہے اس نے کہا میں تو تیرے رب کا قاصد ہوں اس لیے بھیجا گیا ہوں تاکہ تجھ کو پاکیزہ لڑکا دوں مریم نے جواب دیا میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ مجھ کو کسی آدمی نے چھوا تک نہیں اور نہ کبھی بدکار تھی فرشتے نے کہا یوں ہی ہو گا تیرے رب نے فرمایا ہے یہ بات مجھ پر بہت آسان ہے۔ اور اس کو اس لیے پیدا کریں گے تاکہ ہم اس کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی بنائیں اور اس کو اپنی رحمت کا ذریعہ بنائیں۔ اور یہ بات ایک طے شدہ امر ہے پھر مریم کو بیٹے کا حمل ہو گیا اور وہ اس حمل کو لیے ایک دور الگ جگہ چلی گئی۔ پھر دردزہ کی تکلیف اسے ایک کھجور کے تنے کے پاس لے گئی کہنے لگی کاش میں اس حالت سے پہلے ہی مر چکی ہوتی اور بھولی بسری ہوتی اس وقت جبرئیل نے مریم کو نشیبی جگہ سے آواز دی اے ریم غم مت کر تیرے نیچے تیرے رب نے ایک چشمہ جاری کر دیا اور کھجور کے تنے کو اپنی جانب حرکت دو وہ تجھ پر تازہ کھجوریں گرائے گا تو کھا اور پی اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر تجھے آدمیوں میں سے کوئی نظر آئے تو اشارہ سے کہہ کہ میں نے رحمان کے لئے روزہ کی نیت کر رکھی ہے۔ لہذا کسی انسان سے بات نہ کروں گی۔ پھر مریم اس لڑکے کو لے کر قوم کے پاس آئی لوگوں

نے کہا اے مریم یہ تو تو نے بہت برا کام کیا اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ کوئی بد آدمی تھا اور نہ تیری ماں فاحشہ تھی پس مریم نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ تو وہ کہنے لگے ہم اس سے کیسے کلام کریں جو گود کا بچہ ہے اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور اس نے مجھ کو نبی بنایا ہے۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/۵۹۳ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: حضرت مریم (علیہما السلام) ماہواری کی وجہ سے حجرے کی ایک طرف کو نکلیں تو دیواروں کو لوگوں سے پردہ کے طور پر استعمال فرمایا۔ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایافانتبذت من اھلہا مکانا شرقیا فاتخذت من دونہم حجابا۔ یہ حجرے کی مشرقی طرف میں ہو گئی تھیں۔

جب پاک ہو گئیں تو دیکھا کہ ایک آدمی ان کے سامنے کھڑا ہے۔ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایافارسلنا الیہا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا۔ یہ حضرت جبرائیلؑ تھے۔

جب حضرت مریم (علیہا السلام) نے انہیں دیکھا تو گھبرا گئیں اور فرمایاانی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا۔ قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاماً زکییا (قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔ بغیا سے مراد زانیہ ہے۔قال کذالک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا۔

آپ وہاں سے نکل پڑیں۔ ایک بڑی چادر آپ نے اوڑھ رکھی تھی۔ حضرت جبرائیلؑ نے آپ کی قمیض کا بازو پکڑ کر آپ کے گریبان میں پھونک ماری۔ وہ سامنے سے کھلا ہوا تھا۔ یہ

پھونک آپ کے سینہ مبارک تک پہنچی تو آپ حاملہ ہو گئیں۔ ان کی ہمشیرہ جو کہ حضرت زکریاؑ کی زوجہ تھیں رات کو ان سے ملنے آئیں۔ جب دروازہ کھلا تو یہ ان سے لپٹ گئیں۔ حضرت زکریاؑ کی زوجہ محترمہ فرمانے لگیں اے مریم! آپ کو پتہ ہے میں حاملہ ہوں؟ حضرت مریم نے فرمایا آپ کو پتہ ہے میں بھی حاملہ ہوں؟ حضرت زکریاؑ کی زوجہ محترمہ فرمانے لگیں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے وہ آپ کے بطن والے کو سجدہ کرتا ہے۔

یہ بات اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمائی مصدقا بکلمۃ من اللہ (آل عمران/۳۹)

حضرت زکریاؑ کی زوجہ محترمہ کو حضرت یحییٰؑ ہوئے۔ جب حضرت مریم (علیہا السلام) کے وضع حمل کا وقت قریب آیا تو آپ حجرے کی مشرقی جانب بالکل آخری جگہ پر تشریف لے گئیں۔ فاجاء ھا المخاض الی جذع النخلۃ۔ مراد یہ ہے کہ دردزہ انہیں کھجور کے تنے تک لے آیا۔ آپ حاملہ تھیں۔ شرما کر چل رہی تھیں اور فرما رہی تھیں۔ یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا۔ نسیا سے مراد ہے میری یاد بھلا دی جائے اور منسیا سے مراد ہے میرا نام و نشان مٹ جائے۔

(فناداھا) یہ پکارنے والے حضرت جبرائیلؑ تھے (من تحتھا الاتحزنی قد جعل ربک تحتک سریا) السری سے مراد نہر ہے۔ (وھزی الیک بجذع النخلۃ (تساقط علیک رطبا جن یا) یہ ٹہنی درخت سے کٹی ہوئی تھی جیسے ہی آپ (علیہا السلام) نے اسے ہلایا تو وہ درخت بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حجرے میں ایک نہر بھی جاری فرما دی۔ اب ترو تازہ کھجوریں اس درخت سے گرتی تھیں۔ اور انہیں فرمایا کہ کھائیں پئیں اور آنکھوں کو

ٹھنڈک بخشیں اگر کوئی آدمی آپ کو دیکھے تو کہہ دینا کہ میں نے مہربان رب کی رضا کے لیے روزے کی نذر مانی ہوئی ہے میں آج کسی سے بات نہیں کروں گی۔ اس زمانہ کا رواج تھا کہ جو روزہ رکھتا وہ شام تک کسی سے بات چیت نہ کرتا تھا۔ چنانچہ آپ (علیہا السلام) سے کہا گیا اس سے زیادہ اور کچھ نہ کرنا۔

جب آپ نے حضرت عیسیٰؑ کو جنم دے دیا شیطان نے جا کر بنی اسرائیل کو بتایا کہ حضرت مریم نے بچہ جنا ہے وہ سب دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کو بلایا۔ فاتت بہ قومها تحملہ۔ قالوا یا مریم لقدجئت شیئا فریا۔ (فریا سے مراد ہے بڑا) یا اخت ہارون ماکان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا) ہارون کی بہن! یہ معاملہ کیا ہے؟ آپ حضرت موسیٰؑ کے بھائی حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہا جاتا ہے اے فلان کے خاندان کے بھائی، مراد اس سے رشتہ داری ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت مریم (علیہا السلام) نے ان سے وہی کچھ فرمایا جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے آپ سے بات کرنے کی کوشش کی تو آپ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کر دیا۔

وہ کہنے لگے اس نے ہمیں بچے سے بات کرنے کہہ کر اپنی بدکاری سے بھی سخت مذاق کیا ہے۔

(قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا) چنانچہ حضرت عیسیٰؑ نے بات کی اور فرمایا انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا۔ وجعلنی مبارکا اینما کنت۔ بنی اسرائیل نے کہا

انہیں حضرت زکریاؑ کے سوا کسی اور سے حمل ہوا ہی نہیں کیونکہ وہ بھی آپ کے پاس آتے جاتے ہیں۔

انہوں نے حضرت زکریاؑ کو بلایا انہوں نے کسی اور طرف کا ارادہ فرمالیا۔ شیطان ایک چرواہے کی شکل میں آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا زکریا! وہ آپ کو پکڑ لیں گے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں یہ درخت کھل جائے اور آپ اس کے اندر چلے جائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ درخت کھل گیا آپ اس کے اندر چلے گئے۔ آپ کی چادر کا ایک کونا باہر رہ گیا۔ بنی اسرائیل شیطان کے پاس سے گزرے تو پوچھا کہ اے چرواہے کوئی آدمی تو نہیں دیکھا۔ اس نے کہاں ہاں! اس آدمی نے اس درخت کی طرف اشارہ کیا، یہ درخت کھلا تو وہ اس میں داخل ہو گئے۔ یہ اس کی چادر کا ٹکڑا ہے۔

انہوں نے ارادہ کرلیا اور آروں سے یہ درخت کاٹ دیا جبکہ آپؑ اس درخت کے اندر ہی تھے۔ اب آپ یہودی ایسے ہی لگتے ہیں جیسے چادر کا ایک ٹکڑا ہوں۔ جب حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ہوئی دنیا کے تمام جھوٹے معبود آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

۲۔ ابن جوزی نے زاد ۵/۲۲۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت مریم (علیھا السلام) کو خاموشی کا حکم دینے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس لوگوں کو پیش کرنے کے لیے کوئی دلیل تو تھی نہیں چنانچہ آپ کو بات کرنے سے روک دیا گیا۔ تاکہ ان کے فرزند ارجمند کی بات ہی انہیں ہر الزام سے بری کرنے کے لیے کافی ہو جائے۔

۳۔ طبری نے جامع ۱۶/۵۷ میں لکھا ہے۔ راوی حدیث حضرت حارثہ فرماتے ہیں میں حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو آدمی آئے۔ ان میں سے ایک نے سلام کیا دوسرے نے سلام نہیں کیا۔ آپؓ نے دریافت فرمایا تجھے کیا ہے؟ آپ کے شاگردوں نے بتایا کہ اس نے آج کے دن بات نہ کرنے کی قسم کھائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا لوگوں سے بات بھی کرو اور انہیں سلام بھی کرو یہ تو اس عورت کے متعلق بات ہے جسے علم تھا کہ کوئی بھی اس کی تصدیق نہیں کرے گا کہ یہ بغیر خاوند کے حاملہ ہوئی ہے۔ آپ کی مراد حضرت مریم (علیہا السلام) تھیں۔ یہ خاموشی کا روزہ اس لیے رکھا گیا تاکہ جب لوگ اس سے پوچھیں تو اس کے پاس جواب نہ دینے کا کوئی عذر ہو۔

وجعلنی مبارکا اینما کنت

اور مجھ کو خدا نے بابرکت کیا ہے جب تک میں زندہ ہوں۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۴/۲۷۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے آقائے دوجہاں ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ مبارکا سے مراد ہے۔ معلم اور مودب۔

وانذرہم یوم الحسرة اذ قضی الامر

اور ان کو ڈراؤ حسرت کے دن سے جبکہ معاملے کا فیصلہ ہو جائے گا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۶/۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ایک قصہ کے ذیل میں فرمایا: ہر ایک اپنا ایک گھر جنت میں دیکھے گا اور ایک گھر جہنم میں۔ یہ حسرت کا دن ہو گا۔

جہنمی جب اپنا وہ گھر دیکھیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تیار کر رکھا ہے۔ وہ ایمان لائے ہوتے۔ تو انہیں کہا جائے گا کہ اگر تم ایمان لائے ہوتے اور نیک عمل کیے ہوتے تو یہ گھر جسے تم جنت میں دیکھ رہے ہو تمہارا ہوتا۔ یوں یہ حسرت کا شکار ہو جائیں گے۔

اور اہل جنت جب آگ والا گھر دیکھیں گے تو انہیں کہا جائے گا تم پر تو اللہ تعالیٰ نے احسان فرما دیا ہے ورنہ۔۔

۲۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲۲۸/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے آیت مبارکہ وانذرهم يوم الحسرة اذ قضى الامر کی تفسیر میں فرمایا۔ جب جنتی جنت چلے جائیں گے اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں تو موت ایک خوبصورت دنبہ کی شکل میں لائی جائے گی اور جنت اور جہنم کے درمیان کھڑی کر دی جائے گی۔ ایک پکارنے والا پکارے گا۔ اے اہل جنت! یہ وہی موت ہے جو دنیا میں لوگوں کو فنا کے گھاٹ اتارا کرتی تھی۔ جنت کے اعلی درجوں میں رہنے والے اور جنت کے نچلے درجوں میں رہنے والے سب اسے دیکھیں گے۔

پھر وہ آواز دے گا اے جہنم والو! یہ وہی موت ہے جو دنیا میں لوگوں کو آیا کرتی تھی۔ جہنم کے ہر طبقہ میں رہنے والے سب اسے دیکھ لیں گے۔ اس کے بعد جنت اور جہنم کے درمیان موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔

پھر وہ پکارے گا۔ اے اہل جنت! اب ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اور اے جہنم والو! اب کبھی موت نہیں آئے گی۔

جنتی اتنے خوش ہو جائیں گے کہ اگر خوشی سے کسی کو موت آتی ہوتی تو یہ سب مرجاتے اور جہنمی اتنا زور سے چیخیں گے کہ اگر چیخ سے کسی کو موت آتی ہوتی تو یہ سب مرجاتے۔ اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس فرمان الٰہی میں (وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر) حضرت ابن مسعودؓ اذ قضی الامر کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب موت ذبح ہو جائے گی۔

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ۔

پس ان کے پیچھے آئے پیچھے آنے والے جنھوں نے نماز کو ضائع کیا۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۲۷۷/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے آیت مبارکہ فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلاۃ کی تفسیر میں فرمایا۔ نماز کا ضائع کرنا یہ نہیں کہ اسے پڑھا نہ جائے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک چیز کو ضائع کر دیتا ہے اور ترک نہیں کرتا بلکہ نماز کا ضائع کرنا یہ ہے کہ اسے وقت پر نہ پڑھا جائے۔

واتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیا۔

اور انھوں نے نفسانی خواہشات کی پیروی کی تو ایسے لوگ اپنی گمراہی کا پھل پالیں گے۔

ا۔ طبری نے جامع ۷۵/۱۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ غیا جہنم کی ایک وادی ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۶/۵،۷میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ غیا جہنم کی ایک نہر ہے اس کا ذائقہ بہت برا ہے اور یہ بہت گہری ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۱۶/۵،۷میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: غیا جہنم کی ایک ایسی نہر ہے جس میں ان لوگوں کو پھینکا جائے گا جو خواہشات کی پیروی میں لگے رہے۔

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا (٦٨) ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا (٦٩)۔

پس اے پیغمبر قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان کو زندہ کر کے جمع کریں گے اور ان کے ساتھ شیاطین کو بھی پر ہم ان سب کو جہنم کے گرداگرد اس حالت سے حاضر کریں گے کہ وہ گھٹنوں کے بل ہوں گے پھر ہم ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو ان میں سب سے زیادہ رحمان سے سرکشی کرنے والے تھے۔

۱۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر۵/۲۴۶میں لکھا ہے سدی نے آیت مبارکہ ثم لنحضرنہم حول جہنم جثیا کی تفسیر میں فرمایا کہ مراد یہ کہ وہ کھڑے کیے جائیں گے۔

اور مروی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

۲۔ ابن کثیر نے اپنی ۵/۲۴۶میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: ایک ایک کر کے سب کو سب روک لیا جائے گا۔ جب تعداد مکمل ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ جلوہ فرمائیں گے۔ پھر جس کا جرم بڑا ہو گا اسے سامنے لایا جائے گا پھر اس کے بعد والے کو۔ اس فرمان الٰہی میں یہی کچھ بیان ہوا ہے ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا۔

وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا۔

اور تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کا گزر جہنم پر سے نہ ہو یہ ورود آپ کے رب پر لازم شدہ ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۶/۸۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ واردھا کا معنی ہے اس میں داخل ہونے والا۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۸۹ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت مجسم ﷺ نے اس آیت کریمہ وان منکم الا واردھا کی تفسیر میں فرمایا تمام لوگ جہنم پر لائے جائیں گے پھر اپنے اپنے اعمال کی وجہ سے واپس ہوں گے۔

۳۔ ترمذی نے اپنی سنن ۱۲/۱۶ میں یہ حدیث ذکر فرمائی ہے۔ حضرت سدی کہتے ہیں میں نے حضرت مرۃالھمدانی سے آیت مبارکہ وان منکم الا واردھا کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھے حضرت ابن مسعودؓ نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا: تمام لوگ آگ پر لائے جائیں گے پھر اپنے اپنے اعمال کی بدولت پلٹ جائیں گے جو سب سے پہلے پلٹیں گے وہ بجلی کی چمک کی طرح گزریں گے اس کے بعد والے ہوا کی طرح اس کے بعد والے تیز رو گھوڑے کی طرح اس کے بعد والے آہستہ رفتار گھڑسوار کی طرح۔ اس کے بعد ایسے گزریں گے جیسے آدمی دوڑتا ہے اور اس کے بعد والے ایسے جیسے آدمی چلتا ہے۔

۴۔ حاکم نے مستدرک ۲/۳۳۷۔ ۳۷۶میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔ لوگ پل صراط سے گزریں گے۔ پل صراط تلوار کی طرح تیز ہے۔ اس کے اوپر ٹھہر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حکم ہوگا اپنی اپنی روشنی کے حساب سے نجات پاؤ۔ کچھ ایسے گزریں گے جیسے ستارہ لپکتا ہے۔ کچھ آنکھ جھپکتے ہی گزر جائیں گے۔ کچھ ہوا کی طرح گزریں گے۔ اور کچھ ایسے گزریں گے جیسے آدمی تیز تیز چلتا ہے چنانچہ سب اپنے اپنے اعمال کے حساب سے گزریں گے۔ ایک ادمی ایسا بھی ہوگا جس کے پاؤں کے انگوٹھے پر روشنی ہوگی۔ وہ گرتا پڑتا ٹامک ٹوئیا مارتا جا رہا ہوگا، اس کے پہلوؤں کو آگ چھو رہی ہوگی۔

یوں سب نجات پائیں گے اور جب نجات پا جائیں گے تو یہ دعا پڑھیں گے۔
الحمد لله الذی نجانا منک بعد الذی اراناک۔ لقد اعطانا الله مالم یعط احدا۔

۵۔ طبری نے جامع ۱۶/۸۶میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے حتما مقضیا کی تفسیر میں فرمایا اس سے مراد ہے وہ قسم جسے لازمی پورا کیا جاتا ہے۔

لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عهدا۔
اس دن کسی شخص کو سفارش کا اختیار نہ ہوگا سوائے اس کے جس نے رحمان سے اجازت حاصل کر لی ہو۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/۳۷۷۔۳۷۸میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی الا من اتخذ عند الرحمن عهدا۔ پھر فرمایا تم بھی اپنے رب سے وعدہ لے لو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے جس کا مجھ سے کوئی وعدہ ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ لوگوں نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمن! ہمیں وہ وعدہ سکھا دیں۔ آپؓ نے فرمایا یہ پڑھا کرو۔

اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة انى اعهد اليک فى هذه الحياة الدنيا بانى اشهد ان لا اله الا انت وحدک لاشريک لک وان محمدا عبدک ورسولک۔ فانک ان تکلنى الى نفسى تقربنى من الشروتباعدنى من الخير وانى لاثق الا برحمتک فاجعله لى عهدا توفنيه يوم القيامة۔ انک لا تخلف الميعاد۔

اور انہوں نے کہا رحمان نے بیٹا بنا لیا ہے۔ بیشک تم نے ایک نامعقول بات کی ہے اس بات سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں۔ اس بنا پر کہ انہوں نے رحمان کی طرف اولاد کی نسبت کی ہے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۱/۱۵۲میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ بلاشبہ پہاڑ دوسرے پہاڑ سے کہتا ہے اے فلاں! آج تیرے پاس سے اللہ کا ذکر کرنے والا کوئی گزرا ہے؟ پس اگر وہ ہاں میں جواب دے تو پہاڑ کو خوشی ہوتی ہے۔

یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ وقالو اتخذ الرحمن ولدا۔ اور پھر فرمایا تمہارا کیا خیال ہے پہاڑ جھوٹی بات سن لیتے ہیں اور سچی بات نہیں سنتے؟

* * *

۲۰۔ سورۃ طٰہٰ

طٰہٰ۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد۵/۲۶۹ میں لکھا ہے۔ طہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ سے مرکب ہے طاء لطیف سے لی گئی ہے اور ھاء ھادی سے۔

۲۔ سیوطی نے الدر۲/۲۸۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا طہ ایک قسم ہے جو اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

وَ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰىۘ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ۔ لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى

آپ کو موسیٰ کی خبر بھی پہنچی ہے اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب انہوں نے آگ دیکھی پس انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے۔

۱۔ بغوی نے معالم۴/۲۱۴ میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے سبز درخت دیکھا تھا جس سے سفید رنگ کی آگ نکل رہی تھی۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ کیکر کا سبز درخت تھا۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰىؕ ﴿۱۱﴾ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًىؕ ﴿۱۲﴾

پھر جب وہ اس کے پاس پہنچے انہیں آواز آئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا پروردگار ہوں تم اپنی جوتیاں اتار دو بیشک تم ایک پاک سرزمین میں ہو یعنی طوی میں ہو۔

ا۔ امام ترمذی نے اپنی سنن ۷/۲۴۰۔ ۲۴۲۔ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے بیان فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: جس دن حضرت موسیٰؑ کی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہوئی اس دن آپؑ نے اون کی چادر، اون کا جبہ، اون کی آستین اور اون کا شلوار زیب تن فرما رکھی تھی اور آپ کے جوتے مردہ گدھے کے چمڑے سے بنے ہوئے تھے۔

اذھبا الی فرعون انہ طغی۔ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی۔

فرعون کے پاس تم دونوں جاؤ وہ حد سے تجاوز کر گیا ہے پھر تم اس سے گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا ڈر ہی جائے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۹/۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: بلاشبہ حضرت موسیٰؑ اون کا جبہ زیب تن فرما کر فرعون کے پاس تشریف لے گئے تھے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۱/۲۰۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ نرم بات سے مراد یہ فرمان الٰہی ہے: فقل هل لک الی ان تزکی واهدیک الی ربک فتخشی (النازعات/۱۹)

۳۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۵/۲۸۹ میں روایت نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا تو حضرت موسیٰؑ نے دریافت فرمایا پروردگار! میں اسے کیا کہوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسے یوں کہیے (هیا شراهیا) (یہ عبرانی کے الفاظ ہیں، ترجمہ یہ ہے میں ہی موجود ہوں۔

وقل رب زدنی علما

اور آپ کہیے اے میرے رب میرے علم کو بڑھا دے۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۴/۲۲۸ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ جب یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے تو یہ دعا فرماتے اللهم زدنی ایمانا و یقینا۔

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا

اور جو کوئی میری نصیحت سے اعراض کرے گا اس کے لیے تنگی کا جینا ہوگا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۶/۱۶۵ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ معیشۃ ضنکا سے مراد عذاب قبر ہے۔

* * *

۲۱۔ سورۃ الأنبیاء

ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ۔

اور قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم رکیں گے ۔

۱۔ سیوطی نے الدر۴/۳۲۰میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قیامت کے دن جب لوگوں کو میزان کے پاس لایا جائے گا تو وہاں آپس میں بڑا سخت جھگڑا کریں گے ۔

وَتَاللَّهِ لأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ (٥٧) فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ (٥٨) قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ (٥٩) قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ (٦٠)

اور بخدا میں تمہارے بتوں کی گت بناؤں گا جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے چنانچہ اس نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے ہی کرڈالا۔ بجز ان کے بڑے (بت) کے تا کہ وہ لوگ اس کی طرف رجوع کریں وہ لوگ (آ کر) بولے یہ (حرکت) کس نے ہمارے ٹھاکروں کے ساتھ کی ہے ۔ بیشک اس نے تو بڑا غضب کیا بعض بولے کہ ہم نے تو ایک نوجوان کو ج سے ابراہیم کہتے ہیں ان کا ذکر برائی سے کرتے سنا ہے ۔

۱۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۵/۳۴۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ کی قوم جب میلے کی طرف جانے لگی توان کا گزر حضرت ابراہیمؑ کے اس سے ہوا۔ وہ کہنے لگے ابراہیم! آپ ہمارے ساتھ نہیں جائیں گے؟ آپؑ نے فرمایا میں علیل ہوں۔ اس سے ایک دن پہلے جب آپ نے یہ فرمایا تھا وتاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین۔ تو ان میں سے کچھ لوگوں نے یہ بات سن لی تھی۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۴/ ۳۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ کی قوم جب میلے کو جانے لگی توان کا گزر حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے ہوا۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت ابراہیمؑ اپنے گھر تشریف لائے کھانا لیا اوران کے بتوں کے پاس تشریف لائے کھانا ان کے سامنے رکھ کر فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟ پھر ان کے بڑے کو چھوڑ کر باقی سب کو توڑ پھوڑ دیا۔ جس چیز سے ان کے بت توڑے تھے اسے بڑے کے ہاتھ میں باندھ دیا۔ جب قوم میلے سے لوٹی توا پنے بتوں کے پاس آئے وہاں دیکھا تو سب کا چورا بنا پڑا تھا اور بڑے کے ہاتھ میں وہ ہتھیار تھا جس سے ان خداؤں کی درگت بنی تھی کہنے لگے ہمارے خداؤں کا یہ حشر کس نے کیا ہے؟ جن لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کو فرماتے سنا تھا کہ تاللہ لاکیدن اصنامکم انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کوان بتوں کا تذکرہ کرتے سنا تھا۔ یوں اس موقع پر حضرت ابراہیمؑ نے ان سے بحث فرمائی۔

وَداؤد وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ (٧٨) فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَّرْنَا مَعَ داؤد الْجِبَالَ

يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ (٧٩) وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ (٨٠)

اور داوَدو سلیمان کا بھی ذکر کرو) جب وہ کھیت کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جبکہ اس پر لوگوں کی بکریاں رات کو جا پڑیں اور ہم ان لوگوں سے متعلق فیصلہ کو دیکھ رہے تھے پس ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دے دی اور حکمت و علم تو ہم نے ہر ایک کو دیا تھا۔

ا۔ طبری نے جامع، ۳۸/۱۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں فرمائی کہ : انگور کا باغ تھا جس نے خوشے نکالے ہوئے تھے۔ بکریوں نے اسے اجاڑ دیا۔ حضرت داوَدؑ نے فیصلہ فرمایا کہ بکریاں باغ والے کو دے دی جائیں۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اے اللہ کے نبی فیصلہ یوں نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت داوَد نے دریافت فرمایا کہ پھر کیسے ہونا چاہیے؟ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا انگور کا باغ اس کے حوالے کیا جائے جس کی بکریاں ہیں تاکہ وہ اس کی نگہداشت کرے اور اسے اسی پہلے والی حالت پر لوٹائے۔ جبکہ بکریاں باغ والے کو دے دی جائیں تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے حتیٰ کہ جب باغ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے تو یہ بکریاں ان کے مالک کو لوٹا دی جائیں۔

یہ مطلب ہے۔ ففہمناها سلیمان۔

وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (٨٣) فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ۔

اور ایوب کا تذکرہ کرو) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھ کو تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کی تکلیف کو دور کر دیا۔ اور ہم نے انہیں ان کا کنبہ عطاء کر دیا اور ان کے ساتھ ان کے برابر اور بھی۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۷/۵۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا حضرت ایوبؑ کے اصل اہل خانہ لوٹائے گئے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۱/۳۲۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت ایوبؑ کے تمام اہل خانہ وفات پا گئے سوائے آپ کی بیوی کے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں لمحہ بھر میں زندہ فرما دیا اور اتنے ہی اور بھی عطا فرمائے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت ایوبؑ کے ساتھ بیٹے اور سات بیٹیاں وفات پا چکی تھیں۔ جب حضرت ایوبؑ پر خصوصی نظر کرم ہو گئی تو ان سب کو زندگی عطاء فرما دی گئی۔ اب کی بار بھی آپؑ کی زوجہ محترمہ کے ہاں سات بیٹے اور سات بیٹیاں دوبارہ پیدا ہوئیں۔

وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔

اور مچھلی والے جب کہ وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور نہ سمجھے کہ ہم ان پر تنگی نہ کریں گے پھر انہوں نے اندھیروں میں کہا تیرے سواء کوئی معبود نہیں تو سبحان ہے بیشک میں ہی قصوروار ہوں۔

۱۔ رازی نے مفاتیح ۱۲۷/۶ میں لکھا ہے کہ اکثر مفسرین کی رائے یہی ہے کہ حضرت یونسؑ اپنے رب سے ناراض ہو کر چل دیے تھے، اور بتایا گیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ کی رائے بھی یہی ہے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۳۳۳/۱۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: مچھلی نے جب حضرت یونسؑ کو نگل لیا تو وہ آپ کو لے کر نیچے زمین کی تہہ کی طرف لے گئی وہاں حضرت یونسؑ نے کنکریوں کو تسبیح کرتے سنا تو تین اندھیروں۔ مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، رات کا اندھیرا، سمندر کا اندھیرا۔ میں پکارا ٹھے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔

حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ (٩٦) وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا الخ۔

یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج کھول دیے جائیں اور وہ جگہ سے نکل پڑیں اور سچا وعدہ قریب آ لگے تو بس یک بیک کافروں کی نگاہیں پھٹی رہ جائیں گی۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ سے اپنی مسند ۱۸۹/۵۔ ۱۹۰ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: میں معراج کی رات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملا، سب نے قیامت کا تذکرہ کیا، سب نے قیامت کی بابت حضرت عیسیٰؑ کی طرف کردی۔ تو حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا وہ کب واقع

ہوگی، اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے البتہ میرے رب نے جو چیز مجھے بتلائی ہے وہ یہ ہے کہ دجال ضرور نکلے گا۔

آپ نے فرمایا لوگ اپنے اپنے شہروں اور گھروں کو لوٹ جائیں گے اس موقع پر یاجوج ماجوج نکلیں گے۔ وہ لوگوں کے شہروں کو روند ڈالیں گے، جہاں سے گزریں گے تباہی مچاتے جائیں گے، جس پانی کے پاس سے گزریں گے اسے پی جائیں گے۔

پھر لوگ میرے پاس لوٹ آئیں گے اور ان کی شکایت کریں گے چنانچہ میں ان کے لیے بد دعا کروں گا تو اللہ تعالیٰ انہیں تباہ فرما دیں گے اور موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ حتیٰ کہ زمین ان کی بدبو سے متغیر ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے جو ان کی لاشیں بہا کر لے جائے گی اور سمندر کے حوالے کر دے گی۔

حضرت عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں میرے والد محترم حضرت امام احمد نے فرمایا۔ یہاں ایک لفظ (کادیم) ایسا ہے جو مجھے سمجھ نہیں آیا۔

حضرت یزید بن ہارون نے فرمایا پھر پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اور زمین چمڑے کی مانند بچھا دی جائے گی۔

حضرت امام احمد بن حنبل پھر ہشیم کی حدیث بیان کرنے لگے کہ : حضرت عیسیٰ نے فرمایا میرے رب نے مجھے یہ بتلایا ہے کہ یہ سب اس وقت ہوگا جب قیامت اتنی قریب ہو جائے گی جیسے ولادت کے قریب پہنچی کوئی حاملہ ہوتی ہے کہ اس کے گھر والوں پتہ نہیں ہوتا کہ یہ آج رات بچہ جنے گی یا دن کو۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۷/۲، میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: یاجوج ماجوج نکلیں گے وہ زمین ہی اکڑتے پھریں گے اور فساد مچاتے پھریں گے اس موقع پر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی وھم من کل حدب ینسلون۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ اونٹ بکریوں کے ناک میں رہنے والے کیڑے کی طرح کا ایک کیڑا بھیجیں گے جو ان کے کانوں اور نتھنوں میں داخل ہو جائے گا جس سے یہ مر جائیں گے کہ زمین ان کی بدبو سے اٹ جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے جس سے زمین ان کی گندگی سے پاک ہو جائے گی۔

لَوْ كَانَ هَؤُلاءِ آلِهَةً مَا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ (۹۹) لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لا يَسْمَعُونَ (۱۰۰)۔

اگر یہ لوگ واقعی خدا ہوتے تو اس میں کیوں جاتے (لیکن اب تو) سب کو اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔ اس میں ان کا شور ہوگا اور اس میں وہ اور کوئی بات سنیں گے (بھی) نہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۷/۵، میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ لہم فیھا زفیر وھم فیھا لا یسمعون۔ اور فرمایا جب ایسے لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے جنھوں نے ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے تو انہیں آگ کے صندوقوں میں رکھا جائے گا پھر وہ صندوق اور صندوقوں میں رکھے جائیں گے اور پھر یہ صندوق بھی اور صندوقوں کے اندر رکھے

جائیں گے یہ صندوق آگ کی میخوں سے بنے ہوں گے چنانچہ ان میں سے کسی کو بھی پتہ نہیں چلے گا کہ اس کے علاوہ بھی کسی کو عذاب ہو رہا ہے۔

یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔لهم فيها زفير وهم فيها لايسمعون۔

* * *

۲۲۔ سورۃ الحج

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى۔

اے لوگو اگر تم دوبارہ اٹھنے کے متعلق شک میں ہو تو (غور کرو) ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کہ بعض پوری ہوتی ہے بعض ادھوری تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کردیں اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں ٹھہرائے رکھتے ہیں ایک مدت مقرر تک۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۵/۲۲۳ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں صادق و مصدوق پیغمبر ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کو اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک اکٹھا کر کے رکھا جاتا ہے پھر چالیس دن تک لوتھڑا رہتا ہے پھر اسی طرح چالیس دن تک گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتے ہیں کہ وہ اس میں روح پھونکے اور اسے چار باتیں لکھنے کا حکم ہوتا ہے۔ بچہ کا رزاق۔ اس کی موت کا وقت۔ اس کے اعمال۔ اور یہ کہ وہ بدبخت ہوگا یا خوش بخت۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۲/۷ میں لکھا ہے اعمش سے پوچھا گیا کہ اکٹھا کرنے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے۔ نطفہ جب رحم مادر میں جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں کہ اس سے کوئی انسان پیدا ہو تو وہ نطفہ عورت کے جسم کے ہر ناخن اور ہر بال پر طاری ہو جاتا ہے، چالیس دن تک یوں ہی رہتا ہے پھر رحم میں خون کی شکل میں آ جاتا ہے جمع کرنے سے یہی مراد ہے، اور یہی وہ وقت ہے جب وہ لوتھڑا بن جاتا ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۱۷/۹۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جب نطفہ رحم مادر میں پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں۔ فرشتہ عرض کرتا ہے پروردگار! اس نے پیدا ہونا ہے یا نہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ اس نے پیدا نہیں ہوتا تو فرشتہ اسے رحم میں خون کی شکل دے دیتا ہے اور اگر فرمائیں کہ اس نے پیدا ہونا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے پروردگار اس نطفہ سے لڑکا بنے گا یا لڑکی؟ اس کا رزق کتنا ہوگا؟ اس کی موت کا وقت کیا ہوگا اور یہ بدبخت ہوگا یا خوش بخت؟

اسے حکم ہوتا ہے کہ ام الکتاب کی طرف جاؤ اور وہاں سے اس نطفہ کے سارے حالات لکھ لاؤ۔ فرشتہ وہاں جا کر لکھ لاتا ہے اور پھر وہ اس نطفہ کے آخری حال تک اس کے ہمراہ رہتا ہے۔

۴۔ امام ابن حنبلؒ نے مسند ۶/۱۰۰۔۲۰۰ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ایک یہودی سرکار دو عالم ﷺ کے پاس سے گزرا تو کہنے لگا اے محمد! ﷺ

انسان کس چیز سے پیدا کیا جاتا ہے؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ مرد عورت دونوں کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔ مرد کا نطفہ گاڑھا ہوتا ہے اس سے ہڈیاں اور پٹھے بنتے ہیں اور عورت کا نطفہ گاڑھا ہوتا ہے اس سے ہڈیاں اور پٹھے بنتے ہیں اور عورت کا نطفہ پتلا ہوتا ہے اس سے گوشت خون بنتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ (٢٥)۔

بیشک جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور مسجد حرام سے جس کو ہم نے مقرر کیا اس واسطے کہ اس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا برابر ہیں اور جو کوئی اس میں بے چینی کا ارادہ ظلم سے کرے گا ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ٦/٦٥۔ ٦٦ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ومن یرد فیہ بالحا بظلم کی تفسیر یوں فرمائی کہ اگر کوئی آدمی (یمن کے شہر) عدن ابین میں ہو اور مسجد حرام میں الحاد کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے دردناک عذاب سے دوچار فرمائیں گے۔

واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق۔ لیشہدوا منافع لھم ویذکروا اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر۔

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی۔ تاکہ اپنے فوائد کے لئے آ موجود ہوں تاکہ ایام

معلوم میں اللہ تعالیٰ کا نام لیں ان مویشی چوپایوں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیے پس تم بھی اس میں سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۲۸ میں یہ روایت درج فرمائی ہے ابن سخبرہ کہتے ہیں میں حضرت ابن مسعودؓ کے ہمراہ منیٰ سے عرفات جا رہا تھا آپؓ تلبیہ کہہ رہے تھے کہ لوگوں کا ایک ہجوم اپ کے پاس آ گیا اور کہا اے اعرابی! یہ تلبیہ کا دن تو نہیں ہے یہ تو تکبیر کا دن ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگوں کو پتہ نہیں یا بھول گئے ہیں۔ قسم اس ذات کی جس نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق دے کر بھیجا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تلبیہ کہنا اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جمرہ عقبہ کی رمی نہیں فرمالی ہاں البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تلبیہ کے ساتھ تکبیر کہتے اور کبھی لا الہ الا اللہ پڑھتے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۳۴۳ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تلبیہ یوں پڑھتے تھے۔
لبیک اللہم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمۃ لک۔

۳۔ سیوطی نے الدر ۱/۲۲۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جو مرد یا عورت عرفہ کی رات یہ دس کلمات ایک ہزار مرتبہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے کسی کام کی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا پوری فرمائیں گے سوائے اس کے کہ وہ قطع رحمی یا کہیں گناہ کی دعا نہ ہو۔

وہ کلمات یہ ہیں۔

سبحان الذی فی السماء عرشہ، سبحان الذی فی الارض موطنہ، سبحان الذی فی البحر سبیلہ، سبحان الذی فی النار سلطانہ، سبحان الذی فی الجنۃ رحمتہ، سبحان الذی فی القبور قصائدہ، سبحان الذی فی الھواء روحہ، سبحان الذی رفع السماء، سبحان الذی وضع الارض، سبحان الذی لاملجاء ولا منجی منہ الا الیہ۔

۴۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۳/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ھدی کا جانور بھیجا تو فرمایا جب تو اسے ذبح کرلے تو خود بھی کھانا دوسروں کو بھی کھلانا اور عتبہ کی طرف بھی بھیج دینا۔ اس سے مراد ان کے بیٹے تھے۔

ثم لیقضوا تفثہم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق۔ ذلک و من یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ۔

پھر لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے واجبات کو پورا کریں اور چاہیے کہ اس قدیم گھر کا طواف کریں یہ بات ہو چکی اور جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے محترم احکام کا ادب کرے گا پس یہ اس کے حق میں اس کے پروردگار کے پاس سے بہتر ہوگا۔

۱۔ امام شافعیؒ نے اپنی مسند ۱/۲۲۹۔ ۳۴۰ میں درج کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف کی ابتدا حجر اسود کے استلام سے فرمائی پھر اس کی دائیں جانب ہو گئے تین چکر تیز قدموں سے پورے فرمائے اور چار آہستہ چل کر۔ پھر مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور وہاں دو رکعات ادا فرمائیں۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾

اور تم بچے رہو بتوں کی گندگی سے اور بچے رہو جھوٹی بات سے۔

۱۔ ربیع نے اپنی مسند ۲/۴ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے۔ یہ فرما کر آپؐ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی فاجتنبو الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔

وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ

اور قربانی کے جانوروں کو ہم تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے دین کی یادگار بنایا ہے۔ تمہارے لیے ان کے اندر بھلائی لکھ دی ہے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۲/۶۱ میں لکھا ہے کہ علماء کی رائے میں اختلاف ہے کہ بدن کا لفظ اونٹ کے علاوہ گائے وغیرہ کے لیے بھی بولا جاسکتا ہے یا نہیں! حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت عطارؒ اور حضرت امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ نہیں بولا جاسکتا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ۩ ﴿۷۷﴾

اے ایمان والو! رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

۱۔ علامہ بغویؒ نے معالم ۲۳/۵ میں لکھا ہے اس آیت کریمہ کی تلاوت کے بعد سجدہ تلاوت کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ چند لوگوں کا خیال ہے یہاں سجدہ تلاوت کرنا چاہیئے۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن مسعودؓ کی رائے یہی ہے۔

۲-حاکم نے مستدرک ۲۲۰-۲۲۱/ ۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا سب سے پہلے سورۃ حج مین سجدہ تلاوت فرمائی تو سجدہ تلاوت کیا صحابہ کرامؓ نے بھی سجدہ کیا ہاں ایک آدمی ایسا تھا کہ اس نے مٹی ہاتھ میں لی اور اس پر سر ٹیک لیا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل ہوگیا۔

* * *

۲۳۔ سورۃ المؤمنون

قد افلح المومنون۔ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون۔

۲۔ امام ابوداؤد نے اپنی سنن ۱/۶۵ میں یہ حدیث درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت للعلمین ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز میں شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھی تکبر کے طور پر اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۵/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: نماز ادا کرتے ہوئے اپنی نظریں آسمان کی طرف بلند کرنے والے لوگ باز آجائیں یہ نہ ہو کہ ان کی آنکھیں واپس ہی نہ آسکیں۔

ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔ ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین۔ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشاناہ خلقا آخر۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

اور یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا مٹی کے جوہر سے پھر ہم نے اسے نطفہ بنایا ایک محفوظ مقام میں پھر ہم نے نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا پھر ہم نے خون کے لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا

پھر ہم نے بوٹی کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اس کو ایک دوسری ہی مخلوق بنا دیا پس کیسی شان والا ہے اور ہے بڑا تمام صناعوں سے بڑھ کر۔

ا۔ ابن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۷۸/۵۔ ۱۸۸ میں یہ حدیث مبارکہ درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ھادی عالم ﷺ نے فرمایا! بلاشبہ نطفہ چالیس دن تک رحم مادر میں ایسی حالت میں پڑا رہتا ہے کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ جب چالیس دن گزر جاتے ہیں تو وہ لوتھڑا بن جاتا ہے پھر یونہی چالیس دن بعد گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے پھر یونہی چالیس دن بعد ہڈی بن جاتا ہے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں کہ اس سے بچہ بنائیں تو اس کی طرف فرشتہ بھیجتے ہیں۔ فرشتہ پوچھتا ہے کہ بچہ ہو گا یا بچی؟ بدبخت ہو گا یا خوش بخت؟ پست قد ہو گا یا طویل قامت؟ ناقص الخلقت ہو گا یا پورا؟ اس کا رزق کتنا ہو گا؟ اس کی موت کب آئے گی؟ سحت مند ہو گا یا بیمار؟ چنانچہ وہ یہ سب کچھ لکھ لیتا ہے۔

فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون۔ (پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس روز نہ ان کے درمیان رشتے ناطے ہوں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا)

ا۔ طبری نے ۴۲/۱۸ میں لکھا ہے حضرت زاذان فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: قیامت کے دن ایک مرد یا ایک عورت کو ساری دنیا کے سامنے لایا جائے گا آواز آئے گی اس پر جس کسی کا کوئی حق ہے وہ آ جائے۔ آپ نے فرمایا عورت

اس دن خوش ہوگی کہ اس کا کوئی نہ کوئی حق اس کے بیٹے یا باپ یا بھائی یا خاوند پر ہوگا مگر (فلا انساب بینهم یومئذ ولا یتساء لون)

تلفح وجوههم النار وهم فيها كالحون۔
اور آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں بد شکل ہوں گے
۱۔ طبری نے جامع ۱۸/۴۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کیا تم نے آگ سے جھلسا ہوا سر نہیں دیکھا جس کے ہونٹ سکڑ چلے ہوں اور دانت سامنے نظر آرہے ہوں۔
۲۔ سیوطی نے الدر ۵/۱٦ امیں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے تلفح وجوههم النار کی تفسیر یوں فرمائی کہ آگ ان کو ایسا جلائے گی کہ ان کا سارا گوشت پگھل کر ان کی ایڑیوں پر آجائے گا۔

قالوا ربنا غلبت علينا شقوتنا و كنا قوما ضالين۔ ربنا اخرجنا منها فان عدنا فانا ظالمون۔ قال اخسئوا فيها ولا تكلمون۔
وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا تھا اور ہم گمراہ لوگ تھے اے ہمارے پروردگار ہمیں جہنم سے نکال دے اب اگر ہم پھر ایسا کریں تو بیشک ہم قصور وار ہوئے ارشاد ہوگا دھتکارے ہوئے اسی میں پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۸/۴۵۔ ۴۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے شفاعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جب ارادہ فرمائیں گے کہ اب جہنم سے کسی کو نہیں نکالنا تو ان کے چہرے اور ان کا رنگ بھی بدل دیں گے پھر ایک آدمی آئے گا تو وہ دیکھے گا سہی مگر کسی کو پہچانے گا نہیں۔ وہ آواز لگائے گا او فلاں! او فلاں! وہ کہے گا میں تجھے نہیں پہچان پا رہا۔

اس موقع پر اہل جہنم کہیں گے ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظالمون۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اخسئوا فیہا ولا تکلمون۔

یہ فرمان جاری ہونے کے بعد جہنم ان پر بند کر دی جائے گی پھر کوئی اس میں سے نہیں نکل سکا۔

۲۔ سیوطی نے الدر میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب یہ اخسئوا فیہا ولا تکلمون فرما دیا جائے گا تو اس کے بعد کوئی بھی جہنم سے نکل سکے گا۔

افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون۔ فتعالی اللہ الملک الحق لا الہ الا ھو رب العرش الکریم۔ و من یدع مع اللہ الھا آخر لا برھان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ انہ لایفلح الکافرون۔ وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

ہاں تو کیا تمہارا خیال تھا کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بلا مقصد پیدا کر دیا ہے۔ اور تم ہمارے پاس لوٹا کر نہ لائے جاؤ گے (پس اللہ تعالیٰ بڑا ہی عالی شان ہے۔ بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی بھی معبود نہیں وہ عرش بزرگ کا مالک ہے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو بھی پکارے حالانکہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں پس اس کا حساب اس کے رب کے ہاں

ہو گا یقیناً کافروں کو فلاح نہیں ہونے کی۔ اور آپ کہیے کہ اے میرے پروردگار میری مغفرت کر اور میرے اوپر رحم کر اور تو تو سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۳۸/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کا گزر ایک مریض کے پاس سے ہوا تو آپ نے اس کے کانوں میں یہ آیات (افحسبتم سے سورۃ کے آخر تک) دم کے طور پڑھیں وہ تندرست ہو گیا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ نے کیا پڑھ کے دم کیا ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ نے ساری بات بتائی تو آپؐ نے فرمایا اگر کوئی یقین کامل سے یہ آیات کسی پہاڑ پر پڑھے گا تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا۔

* * *

۲۴۔ سورۃ النور

الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مئۃ جلدۃ ولا تاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ۔

زنا کار عورت اور زنا کار مرد کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے سو سو کوڑے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنے پائے۔ اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۲/۱۶۳ میں لکھا ہے کوڑے ایسے انداز سے مارے جائیں گے کہ اسے درد ہو مگر زخم نہ لگے اور نہ ہی گوشت نوچا جائے۔

جمہور کا یہی مسلک ہے اور حضرت علی اور حضرت ابن مسعودؓ کی رائے بھی یہی ہے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۲/۱۶۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔۔

۳۔ امام رازی نے مفاتیح ۶/۲۱۸ میں لکھا ہے حضرت امام شافعی نے فرمایا آقا کو اپنے غلام پر شرعی سزا لاگو کرنے کا اختیار ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عمرؓ کی رائے بھی یہی ہے۔

۴۔ امام ترمذی نے اپنی صحیح ۶/۲۳۳۔ ۲۳۴ میں لکھا ہے علماء کی رائے ایسے شخص کے بارے میں مختلف ہے جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کر لیا ہو۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ اس پر نہ حد ہے نہ تعزیر۔

الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیۃ لا ینکحھا الا زان او مشرک
زنا کار مرد نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا سوائے زنا کار عورت یا مشرک عورت کے اور زنا کار عورت کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا سوائے زانی یا مشرک کے۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۵/۴۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ زانی عورت سے نکاح حرام قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جب زانی مرد نے زانی عورت سے نکاح کرلیا تو وہ ہمیشہ کے لیے زنا ہی کریں گے۔

۲۔ امام رازی نے مفاتیح ۶/۲۲۲ میں لکھا ہے کہ یہاں مراد نہی ہے اور معنی یہ ہے کہ زانی کے لیے یہی بات مناسب ہے کہ وہ ذاتی عورت سے ہی شادی کرے۔ باقی ایمان والے لوگوں پر یہ حرام ہے۔ حتیٰ کہ زانی مرد اور زانی عورت پر حرام ہے کہ وہ کسی پاکدامن سے شادی کریں اور اسی طرح پاکدامن عورت پر بھی حرام ہے کہ وہ کسی زانی سے شادی کریں۔ کہا گیا ہے کہ یہ حضرت ابو بکر اور حضرت ابن مسعودؓ کا مسلک اور رائے ہے۔

والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃ
اور وہ لوگ جو تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں کو اور پھر چار گواہ نہ لا سکیں تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۱۲/۳، ۱۷ میں لکھا ہے کہ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ غلام جب تہمت زنا لگائے کسی آزاد پر تو اسے چالیس کوڑے مارے جائیں گے کیونکہ غلامی کی وجہ سے اس کی سزا آدھی ہو جاتی ہے جیسا کہ زنا کی سزا میں ہوتا ہے۔ مگر حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے مروی ہے کہ اسے اسی کوڑے مارے جائیں گے۔

الا الذین تابوا من بعد ذالک واصلحوا فان اللہ غفور رحیم۔

ہاں البتہ جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں پس اللہ تعالیٰ بڑا مغفرت کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۸/۶۰۔ ۶۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب تہمت زنا لگانے والا توبہ کر لے تو اسے کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

والذین یرمون ازواجہم ولم یکن لھم شہداء الا انفسہم فشھادۃ احدہم اربع ہادات باللہ انہ لمن الصادقین۔ والخامسۃ ان لعنۃ اللہ علیہ ان کان من الکاذبین۔ ویدرء عنہا العذاب ان تشھد اربع شہادات باللہ انہ لمن الکاذبین۔ والخامسۃ ان غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین۔

اور جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور ان کے پاس اپنے علاوہ اور کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت یہ ہے کہ چار بار وہ مرد اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ اللہ کی

قسم چار بار کھا کر کہے کہ بیشک مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب و اگر مرد سچا ہو۔

۱۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند ۶/۴۲ میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ۔ ہم جمعہ کی رات مسجد میں بیٹھے تھے ایک انصاری صحابی کہنے لگے اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ غیر آدمی دیکھے اور اسے قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دیتے ہو۔ اور اگر وہ یہ واقعہ زبان پر لائے تو تم اسے کوڑے مارتے ہو اور اگر وہ خاموش رہے تو شدید غصے پر قابو پا کر خاموش رہے گا۔ قسم بخدا اگر میں کل صبح صحیح سلامت رہا تو رسالت مآب ﷺ سے اس کے متعلق ضرور دریافت کروں گا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے یہ سوال آپ ﷺ سے کیا انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ﷺ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کوئی اجنبی بندہ دیکھے اور قتل کر دے تو تم اسے کر دیتے ہو اگر یہ بات بیان کرے تو تم اسے کوڑے مارتے ہو اور اگر وہ خاموش رہے تو شدید غصہ پی کر ہی خاموش رہے گا۔ اللہ کے لیے کچھ فیصلہ فرمائیے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اس واقعہ پر لعان کی آیت نازل ہوئی نیز آپ نے فرمایا سب سے پہلے اسی آدمی کو لعان والے معاملے کا سامنا کرنا پڑا۔

۲۔ امام رازی نے مفاتیح ۶/۲۳۴ میں لکھا ہے حضرت علی، حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جن دو میاں بیوی نے لعان کیا ہو وہ آپس میں بھی دوبارہ کبھی نکاح نہیں کر سکتے۔

ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔

اور چاہیے کہ وہ درگزر اور عفو سے کام لیں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے اللہ غفور رحیم ہے۔

۱۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند ۶/۱۰۰ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سب سے پہلے جس آدمی کے ہاتھ کاٹے گئے وہ مجھے یاد ہے، ایک چور لایا گیا تو حکم ہوا کہ اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں۔ ایسے لگتا تھا گویا رسالت مآب ﷺ افسردہ ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ﷺ یوں لگتا ہے جیسے آپ کو یہ ہاتھ کاٹنا پسند نہیں آیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے کیا چیز اس کام سے روک سکتی تھی۔ اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے معاون نہ ہو! امام کے لیے یہی مناسب ہے کہ جب شرعی حد قائم ہو رہی ہو تو اسے قائم کر دے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں اور معاف کر دینے کو پسند فرماتے ہیں۔ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون۔ ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم۔

الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات۔

اور گندیاں گندوں ہی کے لائق ہوتی ہیں اور گندے گندیوں کے لائق ہوتے ہیں اور ستھریاں ستھروں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے ستھریوں کے لائق ہوتے ہیں۔

۱۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۶/۳۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے ولید بن عقبہ سے ایک بات سنی جو مجھے بڑی عمدہ لگی۔ انہوں نے مجھے کہا بلاشبہ کسی نیک آدمی کے دل میں کوئی بری بات ہوتی ہے وہ اس کے سینے میں مچلتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اسے زبان پر لے آتا ہے چنانچہ یوں اس سے وہ بات کوئی اور آدمی سن لیتا ہے جس کے سامنے اس نے وہ بات کی ہوتی ہے اور آدمی اسے اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔
اسی طرح کسی برے آدمی کے دل میں ایک اچھی بات ہوتی ہے وہ جب تک اس کے سینے میں رہتی ہے مچلتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اسے ہونٹوں پر لے آتا ہے پھر اسے وہ آدمی سن لیتا ہے جس کے پاس اس نے یہ بات کی ہوتی ہے اور یوں وہ اسے اپنے ساتھ لگا لیتا ہے۔
یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات۔

یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلہا
اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سواء دوسروں کے گھروں میں مت داخل ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کر لو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔
۱۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند ۶/ ۱۴۱۔ ۱۴۲ میں لکھا ہے حضرت عمرو بن وابصہ الاسدی کہتے ہیں میرے والد صاحب نے بتایا کہ میں کوفہ میں اپنے گھر پر موجود تھا کہ گھر کے

دروازے پر کسی نے کہا السلام علیکم کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ میں نے و علیکم السلام تشریف لے آئیے۔ جب وہ شخص اندر تشریف لائے تو وہ حضرت ابن مسعودؓ تھے۔

(یہی واقعہ ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے)

۲۔ طبری نے جامع ۱۸/۸۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ کسی کام سے لوٹتے تو گھر کے دروازے پر آ کر کھنکھنانے اور تھو کتے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے پاس ایسی حالت میں نہ آئیں جو ان کو ناپسند ہو۔

قل للمومنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلک ازکی لهم

ایمان والوں کو کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے حق میں زیادہ صفائی کی بات ہے۔

ا۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۶/۵۴ پر لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا (حدیث قدسی)

بلاشبہ نظر شیطان کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے۔ جس نے میرے خوف کی وجہ سے غیر محرم کو دیکھنا چھوڑ دیا میں اسے اس کے عوض ایسا ایمان عطا فرماؤں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔

وقل للمومنات يغضضن من ابصارهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن الخ۔

اور مومنات سے کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں اور اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگر ہاں جو اس میں سے کھلا ہی رہتا ہو اور وہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی نہ ظاہر ہونے دیں مگر ہاں اپنے شوہر پر اور یا اپنے باپ پر اور یا اپنے شوہر کے باپ پر اور یا اپنے بیٹوں پر اور یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر اور یا اپنے بھائیوں پر اور یا اپنے بھائیوں کے لڑکوں پر اور یا اپنی بہنوں کے لڑکوں پر اور یا اپنے ہم مذہب عورتوں پر اور یا اپنی باندیوں پر اور یا ان مردوں پر جو خدمتی ہوں عورت کی طرف ان کو ذرا توجہ نہ ہو۔ یا ان لڑکوں پر جو ابھی عورتوں کی پردہ کی بات سے واقف نہیں ہوئے اور عورتیں اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۸/۹۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا زیب و زینت کی دو قسمیں ہیں کپڑوں کا تعلق ظاہری زینت سے ہے اور خفیہ زینت میں پازیبیں ہیں، کان کی بالیاں ہیں اور کنگن ہیں۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۸/۸۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن کی تفسیر یوں فرمائی کہ اس سے مراد گلے کا ہار اور بالیاں ہیں۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۵/۴۴ میں فرمایا کہ حضرت ابن مسعودؓ لیعلم ما یخفین من زینتھن سے مراد پازیب لیتے تھے۔

۴۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند ۵/۲۱۶ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ یوں نہ رہے

کہ اگر وہ اپنے خاوند کو اس کی بدنی کیفیت بتائے تو اس کے خاوند کو یوں لگے جیسے وہ اس عورت کو دیکھ رہا ہے۔

۵۔ امام رازی نے مفاتیح ۶/۲۵۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت مجاہد نے فرمایا ہے غلام اپنی مالک عورت کے بال نہیں دیکھ سکتا۔

وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون

تم توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اے ایمان والو! تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۵/۴۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شرمندہ ہو جانا توبہ ہے۔

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم و امائکم

اور تم اپنے بے نکاحوں کا نکاح کردو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیکوں کا۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۵/۶۰ میں لکھا ہے اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ یتیم عورتوں کے نکاح کا اختیار ان کے ورثاء کے پاس ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہی مخاطب بنایا ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے غلام مردوں اور عورتوں کے نکاح کا اختیار ان کے آقا کے پاس ہے۔ اس کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے والصالحین من عبادکم وامائکم۔

صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد کے اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے۔ حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ سے بھی یہی مروی ہے۔

ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم

اگروہ تنگدست ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے گا اللہ تعالیٰ وسعت والے علم والے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۸/۹۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: تونگری نکاح میں تلاش کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔ ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ۔

ولیستعفف الذین لایجدون نکاحا حتی یغنیہم اللہ من فضلہ

اور جو نکاح کی گنجائش نہیں پاتے وہ پاکدامنی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۷۹ میں یہ حدیث درج فرمائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا۔ اے نوجوان طبقہ! تم میں سے جو طاقت رکھتا ہے اسے چاہیے شادی کرلے کیونکہ شادی نگاہ نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں مدد ومعاون ہے اور جو طاقت نہیں رکھتا اس پہ لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ۔

۲۔ ابن حجر نے کافی ۱۱۹ میں یہ حدیث مبارکہ ذکر کی ہے رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کوئی دین والا اپنا دین نہیں پائے گا مگر یوں کہ وہ اپنا

دین لے کر یہاں سے وہاں بھاگا پھرے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب مجرد (اکیلے) رہنا حلال ہو جائے گا۔

خطابی نے العزلہ میں یہ حدیث مبارکہ حضرت ابن مسعودؓ کے حوالے سے ذکر کی ہے مگر اس سند میں محمد بن یونس الکردیمی موجود ہے اور وہ ضعیف ہے۔

والذین یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واتوھم من مال اللہ الذی اتاکم

اور تمہارے غلاموں میں جو مکاتب بننے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب بنا لو اگر ان میں بھلائی پاؤ اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۲۴۸/۱۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: غلام جب اس رقم کا تہائی حصہ ادا کر دے جو اس کے آقا نے اسے آزادی دینے کے لیے اس پر مقرر کی ہو تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا البتہ باقی رقم کا ذمہ دار ہوگا۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۲۴۸/۱۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اگر آزاد دینے کے لیے مقرر کی گئی رقم دو سو دینار ہو اور غلام کی قیمت ایک سو دینار ہو اور غلام نے یہ ایک سو دینار ادا کر دیئے ہوں تو وہ آزاد ہو جائے گا۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۲۴۸//۱۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اگر آزاد دینے کے لیے مقرر کی گئی رقم دو سو دینار ہو اور غلام کی قیمت ایک سو دینار اور غلام نے یہ ایک سو دینار ادا کر دیئے ہوں تو وہ آزاد ہو جائے گا۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۱۲/۲۵۳۔ ۲۵۴ میں لکھا ہے۔ رقم ادا کر کے آزادی حاصل کرنے والے غلام کی میراث کا یہ ہوگا اس کا وارث اس کے مال میں سے اس پر عائد کی ہوئی تمام رقم ادا کرے گا اور اسے ایسا سمجھا جائے گا جیسے وہ آزاد ہو کر فوت ہوا ہے۔ اس کی تمام اولاد اس کی وراثت سے حصہ پائے گی۔

اس کے تمام بچے اس حکم میں برابر ہیں چاہے وہ ایسے ہوں جو اس کے مرنے سے پہلے آزاد ہوئے ہوں یا وہ ایسے ہوں جو رقم دے کر آزاد ہوئے ہوں یا پھر ایسے ہوں کہ وہ جب رقم ادا کر رہا تھا تو وہ اس وقت پیدا ہوئے ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ جب ان کی طرف سے رقم ادا کر دی گئی ہے تو وہ سب آزاد ہیں۔

حضرت علی اور حضرت ابن مسعودؓ سے یہ رائے منقول ہے۔

ولا تكرهوا فتياتكم على البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحياة الدنيا ومن يكرههن فان الله من بعد اكراههن غفور رحيم

اور اپنی باندیوں کو زنا پر مت مجبور کرو جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہیں۔ محض اس لیے کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ تمہیں حاصل ہو جائے اور جو ان کو مجبور کرے گا پس اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد بخشنے والے مہربان ہیں۔

۱۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۶/۵۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کی قرأت میں یہ آیت مبارکہ یوں ہے فان الله من بعد اكراههن لغفور الرحيم۔ ان عورتوں کا گناہ اسی پر ہوگا جس نے انہیں مجبور کیا۔

اللہ نور السموات والارض

اللہ تعالیٰ ہی آسمان وزمین کا نور ہے۔

ا۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۶/۶۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بلاشبہ تمہارا پروردگار ایسا ہے کہ اس کے ہاں دن اور رات نہیں ہیں۔ عرش کا نور اس کی چہرہ مبارک کے نور سے ہے

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوٰة وايتاء الزكاة۔

ایسے لوگ جنہیں نہ تجارت غفلت میں ڈال دیتی ہے اور نہ فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز کو قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے۔

ا۔ طبری نے جامع ۶/۱۱۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے بازار میں کچھ لوگ ایسے دیکھے کہ جب اذان ہوئی تو انھوں نے اپنے کاروبار چھوڑنے اور نماز کو دوڑ لیے تو آپؓ نے فرمایا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں ذکر فرمایا ہے۔ رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله۔

يخافون يوما تتقلب فيه القلوب والابصار

وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں پلٹ جائیں گی۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/۳۹۹میں لکھا ہے حضرت علقمہ فرماتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ نے پانی طلب فرمایا۔ پانی لایا گیا۔ آپؓ نے فرمایا لوگ بھی پانی پی لیں۔ لوگوں نے عرض کیا ہمارا روزہ ہے۔ آپؓ نے فرمایا لیکن میرا تو روزہ نہیں ہے چنانچہ آپ نے پانی نوش فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی الخ

اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت عطاء کر کے رہے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دے چکا اور جس دین کو ان کے لیے پسند کیا اس کو ان کے واسطے ضرور قوت دے گا اور ان کے خوف کے بعد ضرور اس کو امن سے تبدیل کر کے رہے گا بشرطیکہ وہ میری عبادت کرتے رہیں اور کسی کو میرا شریک نہ بنائیں گے اور جس نے اس کے بعد کفر کیا ایسے لوگ تو نافرمان ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۸/۱۲۳ میں لکھا ہے حضرت حبیب بن شعثاء فرماتے ہیں میں حضرت حذیفہ اور حضرت ابن مسعودؓ کی محفل میں بیٹھا تھا۔ حضرت حذیفہؓ فرمانے لگے منافقت ختم ہو گئی ہے۔ وہ تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اطہر تک تھی اب تو اسے ایمان کے بعد کفر کا نام دے سکتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ مسکرا دیے اور فرمایا آپ یہ بات کیوں فرما رہے ہیں؟

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا مجھے یہ بات معلوم ہے۔ پھر آخر تک یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض۔

واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلھم۔

اور جب بچے بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کو اجازت لینی چاہیے جیسا ان سے پہلے لوگ اجازت لیا کرتے تھے۔

۱۔ علامہ رازی نے مفاتیح ۶/ ۲۹۱ میں لکھا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب بچہ دس سال کا ہو جاتا ہے تو اس کی نیکیاں لکھنی شروع ہو جاتی ہیں مگر برائیاں اس وقت نہیں لکھی جاتیں جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۸/ ۸۷۔ ۸۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب تم پر لازم ہے کہ اپنی ماؤں اور بہنوں سے بھی اجازت لیا کرو۔

والقواعد من النساء اللاتی لا یرجون نکاحا فلیس علھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجات بزینۃ

اور بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی امید نہ رہی ہو ان کو کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زائد کپڑے اتاریں بشرطیکہ وہ زینت کو دکھانے والیاں نہ ہوں۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۸/۱۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابووائل کہتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں سنا کہ آپؓ نے فرمایا ثیابھن سے مراد بڑی چادر ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۸/۱۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ مراد بڑی چادر ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۱۸/۱۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں فرمائی کہ ثیابھن سے مراد وہ بڑی چادر ہے جو پورے جسم کے ارگرد لپیٹ لی جاتی ہے۔

* * *

۲۵۔ سورۃ الفرقان

وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ﴿۱۲﴾

اور ہم نے قیامت کو جھٹلانے والے کے لیئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے جب وہ آگ ان کو دور جگہ سے دیکھے گی تو وہ اس کا جوش و خروش سنیں گے۔

۱۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۶/۱۰۴ میں لکھا ہے حضرت ابو وائل کہتے ہیں ہم لوگ حضرت ابن مسعودؓ کے ہمراہ تھے۔ آپؓ کا گزر فرات کے کنارے ایک گڑھے پر سے ہوا آپؓ نے جب دیکھا کہ آگ اس کے اندر شعلہ زن ہے تو آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔اذا راتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا۔

وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾

اور جب وہ اس میں کسی تنگ جگہ ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔

قرطبی نے احکام ۱۳/۸ میں لکھا ہے حضرت قتادہ کہتے ہیں ہمیں بتایا گیا کہ حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے بلاشبہ جہنم کافر پر ایسے تنگ کردی جائے گی جیسے چکی کے نیچے لگا لوہا چکی پر تنگ کر یا جاتا ہے۔

اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا و احسن مقیلا

اہل جنت اس دن قیام گاہ میں بھی اچھے رہیں گے اور آرام گاہ میں بھی خوب اچھے۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۳/۴۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن دوپہر سے پہلے پہلے اہل جنت جنت میں قیلولہ کر رہے ہوں گے اور جہنمی جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے۔ یہ فرما کر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا۔

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾
لِّنُحْیِ َ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّ نُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ﴿۴۹﴾ وَ لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ
لِیَذَّكَّرُوْا ۖ٘ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾

اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں پاک وصاف (کرنے والا) تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے مردہ بستی میں جان ڈال دیں اور اپنے پیدا کیے ہوؤں میں بکثرت مویشیوں اور انسانوں کو سیراب کر دیں ہم اس پانی کو ان میں تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ وہ غور کریں تاہم اکثر لوگ ناشکر گزار ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۹/۱۵ میں لکھا ہے حضرت ابوجحیفہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو فرماتے سنا کہ کوئی خاص سال کسی دوسرے سال کی نسبت زیادہ بارش والا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اسے پھیرتے رہتے ہیں۔ یہ فرما کر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ولقد صرفناه بينهم۔

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۵/۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: کوئی خاص سال کسی دوسرے سال کی نسبت زیادہ بارش والا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ روزیاں تقسیم فرما رکھی ہیں۔ انہیں آسمان دنیا کے اس دائرے میں رکھا ہوا ہے۔ ہر سال ان میں سے ایک خاص پیمانے اور روزن کے مطابق نازل فرماتے ہیں اور جب کوئی قوم گناہ کرنے لگ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ یہ بارش کہیں اور لے جاتے ہیں۔ جب سب لوگ ہی گناہ کرنے لگیں تو اسے دریاؤں کی طرف لے جاتے ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۖ ﴿۶۹﴾

اور وہ لوگ جو کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس انسان کی جان کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ قرار یا اسے قتل نہیں کرتے مگر حق پر اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی یہ حرکتیں کرے گا اس کو سزا اسے سابقہ پڑے گا اور قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھتا جائے گا اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۷ ۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ سے پوچھا گیا سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک بنائے حالانکہ تجھے پیدا اس ذات نے کیا ہے، پوچھنے والے نے پوچھا پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی۔ پوچھنے والے نے پوچھا پھر کونسا! آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس کی تصدیق کے لیے یہ آیات نازل ہوئیں۔

قل ما یعبا بکم ربی لولا عاء کم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما۔ (۷۷)

۲۔ طبری نے جامع ۱۹/۳۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا لزام کی نشانی بھی گزر چکی ہے۔ یہ بدر کے دن ہوا تھا۔ ستر مارے گئے ستر پکڑے گئے۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۱۳/۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا لزام کا مطلب ہے خو کو جھٹلانا اس سے توبہ کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔

علامہ زہراوی نے اسے ذکر کیا ہے۔

***

٢٦۔ سورۃ الشعراء

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ
حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ شبا شب میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ۔ تم لوگوں کا پیچھا کیا جائے گا فرعون نے شہروں میں ہرکارے بھیجے کہ یہ لوگ ایک چھوٹی سی جماعت ہیں اور انہوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۹/۴۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ الشرذمۃ جنھیں کہا گیا ہے وہ چھ لاکھ ستر ہزار تھے۔

وانا لجميع حذرون

اور ہم سب کو ان سے خطرہ ہے۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۱۳/۱۰۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حاذرون کا مطلب ہے اسلحہ چلانے میں طاقتور ہیں۔

فاوحينا الی موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم

اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مار دو۔ پس وہ پھٹ گیا پس ہر حصہ ایک بڑے ٹیلے کی طرح تھا۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۵/۶۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت پڑھی جب آپ نے دریا کو چیرا تھا! میں نے عرض کیا ضرور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوں کہا کریں۔

اللھم لک الحمد والیک المتکل وبک المستغاث و انت المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۵/۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا الطود سے مراد پہاڑ ہے۔

ان ھذا الا خلق الاولین

بس یہ تو اگلے لوگوں کی رسم ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۹/۶۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ یہ آیت مبارکہ یوں تلاوت فرماتے تھے ان ھذا الا خلق الاولین۔

وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَؕ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَۙ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا
لَا یَفْعَلُوْنَۙ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ
بَعْدِ مَا ظُلِمُوْاؕ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

اور رہے شاعر تو ان کی پیروی تو وہ لوگ کرتے رہتے ہیں جو بدراہ ہوں کیا تجھ کو خبر نہیں کہ وہ ہر میدان میں حیران پھرتے ہیں اور وہ وہ کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور ان پر ظلم ہو چکا تو اس کا بدلہ لیا۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۶۲ ا میں یہ حدیث درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں سرکار دو عالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ بلاشبہ کئی بیان جادو اثر ہوتے ہیں۔

۲۔ امام ترمذی نے اپنی صحیح ۱۰/۲۸۸ میں حدیث درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا رحمت مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بلاشبہ کئی اشعار حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الدر ۵/۱۰۰ میں لکھا ہے دیلمی نے حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوعاً نقل فرمایا ہے۔

جو شاعر اسلام کی حالت میں فوت ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں حکم فرمائیں گے کہ ایسے شعر کہو جنہیں حوریں جنت میں اپنے خاوندوں کے لیے گائیں۔ اور جو شعراء شرک کی حالت میں مریں گے وہ جہنم میں یوں کہیں گے ہائے تباہی! ہائے ہلاکت!

***

۲۷۔ سورۃ النمل

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ
اَلْاٰیۃ ﴿۴۰﴾

اوراس نے کہا جسے علم کتاب حاصل تھا کہ میں اسے آپ کے پاس لے آؤں گا قبل اس کے کہ آپ کی پلک جھپک لے۔

ا۔ علامہ رازی نے مفاتیح ۶/۳۸۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: یہ علم والی شخصیت حضرت خضرؑ تھے۔

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا
یُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور جب ان پر بات ثابت ہو جائے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں گے بیشک لوگ ہماری آیات پر یقین نہ رکھتے تھے۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۱۳/۲۳۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔ اس سے پہلے کہ بیت اللہ شریف اٹھا لیا جائے اور لوگ اس کی جگ تک بھول جائیں۔ کثرت سے اس کی زیارت کرلو اور قرآن مجید کی تلاوت کرلو اس سے پہلے کہ یہ بھی اٹھا لیا جائے۔

لوگوں نے عرض کیا حضرت! یہ مصحف تو اٹھا لیے جائیں گے مگر لوگوں کے سینوں سے کیسے نکالا جائے گا۔؟

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ایک دن صبح ہوگی تو لوگ کہیں گے ہم کوئی کلام پڑھا کرتے تھے اور کوئی بات کہا کرتے تھے پھر وہ جاہلیت کے اشعار اور واقعات کی طرف پلٹ جائیں گے یہ وہ وقت ہوگا جب فیصلہ ان پر لاگو کر دیا جائے گا۔

۲۔ ابن جوزی نے زاد٦/١٩١ میں لکھا ہے۔ یہ جانور صفا پہاڑی سے نکلے گا۔

* * *

۲۸۔ سورۃ القصص

وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا .... ﴿۱۰﴾

اور موسیٰؑ کی ماں کا دل بے قرار ہوا قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال ظاہر کر دیتیں اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کیے رہتے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۳/۲۵۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا:

فارغا سے مراد یہ ہے ان کا دل حضرت موسیٰؑ کی یاد کے سوا دنیا کی ہر چیز کی یاد سے خالی تھا۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۳/۲۵۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت موسیٰؑ کی والدہ محترمہ یہ کہنے ہی والی تھیں کہ میں ان کی والدہ ہوں۔

وَ لَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ ۬ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَ اَبُوْنَا شَیْخٌ كَبِیْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ ....

جب وہ مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو اس پر ایک جماعت کو پایا جو پانی پلا رہے تھے اور ان کے ایک طرف دو عورتوں کو پایا جو اپنی بکریوں کو روکنے والی تھیں اس نے کہا تمہارا کیا معاملہ ہے دونوں نے کہا کہ ہم پانی نہیں پلاتیں انہوں نے جواب دیا جب تک یہ چرواہے اپنے جانور پانی پلا کر واپس نہ لے جائیں اور ہمارے والد بوڑھے ہیں پس آپ نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر وہاں سے ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۳/۲۶۹ میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ثم تولی الی الظل میں سایہ سے مراد کیکر کا سایہ ہے۔

یہ تفسیر حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے۔

۲-طبری نے جامع ۲۰/۳۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

میں اپنے اونٹ پر مسلسل دو راتیں سفر کر کے مدین پہنچا۔ میں نے اس درخت کے بارے میں پوچھا جس کے نیچے حضرت موسیٰؑ ٹھہرے تھے۔ وہ ایک سر سبز درخت تھا جو لہک رہا تھا۔ میں نے اپنا اونٹ اس کے نیچے بٹھایا اسے بھوک تھی اس نے درخت سے کچھ لیا، کچھ دیر اسے چبایا پھر باہر ڈال دیا۔

میں نے اللہ تعالیٰ سے حضرت موسیٰؑ کے لیے دعا کی اور لوٹ آیا۔

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ؗ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾

ان میں سے ایک نے کہا اے ابا جی! اس کو اجیر بنا لیں بیشک ان میں سے بہتر جن کو آپ اجیر بنائیں یہ قوی و امین ہے۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱۲۶/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب اس لڑکی نے اپنے والد محترم سے کہایا ابت استاجره ان خير من استاجرت القوى الامين۔ تو والد محترم نے پوچھا وہ کتنے طاقتور تھے؟ لڑکی نے جواب دیا حضرت موسیٰؑ جب کنوئیں پر آئے تو وہاں ایک چٹان تھی جسے بڑے سے بڑا طاقتور بھی نہیں ہٹا سکتا تھا مگر حضرت موسیٰؑ نے اسے اٹھا دیا۔ والد محترم نے پوچھا ان کی امانتداری کا کیا واقعہ ہے؟ لڑکی نے کہا میں ان کے آگے آگے چل رہی تھی تو انہوں نے فرمایا میرے پیچھے پیچھے چلو۔

۲-طبری نے جامع ۲۲/۱۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

تین بندے بڑے ہی گوہر شناس ہیں۔ ایک عزیز مصر کہ اس نے حضرت یوسفؑ کی صلاحیتوں کا اندازہ لگا کر اپنی بیوی سے کہا اکرمی مثواه عسى ان ينفعنا او نتخذه ولدا (یوسف ۲۱) دوسرے حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کہ آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کی صلاحیتوں کا اندازہ کر لیا اور تیسری یہ لڑکی جس نے کہایا ابت استاجره ان خير من استاجرت القوى الامين۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ ....﴿۳۰﴾

جب وہ موسیٰ (اس آگ کے پاس) پہنچے تو اس کو ایک درخت میں سے جو میدان کے دائیں جانب زمین کے ایک مبارک قطعہ میں تھا یہ آواز آئی۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۰/۴۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں نے وہ درخت دیکھا ہے جس کے پاس حضرت موسیٰؑ کو ندا دی گئی۔ وہ کیکر کا سر سبز درخت تھا جو لہلہا رہا تھا۔

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾

اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جن کے باشندے اپنے سامان عیش پر فخر کرتے تھے پس اب ان کے یہ مکانات پڑے ہیں جن کو ان ہلاک ہونے والوں کے بعد بسنا ہی نصیب نہیں ہوا مگر بہت کم اور آخر کار ان سب کے ہم ہی وارث ہوئے۔

علامہ سیوطی نے الدر ۱۰۳/۵ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت مسعودؓ فرماتے ہیں ہم لوگ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت کعب الخیر وہاں آئے اور عرض کیا اے امیر المومنین! ایک بہت عجیب بات نہ آپ کو بتاؤں جو میں نے انبیاءؑ کی باتوں میں پڑھی ہے۔ وہ یہ کہ ایک الو حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا اے اللہ کے نبی! سلام ہو۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا الو! تجھ پر بھی سلامتی ہو ذرا یہ تو بتا تو پانی کیوں نہیں پیتا؟ الو نے کہا اے اللہ کے نبی! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کو پانی میں ہی غرق کیا تھا اس لیے میں نے پانی پینا چھوڑ دیا ہے۔

حضرت سلیمانؑ نے دریافت فرمایا تو آبادیوں کو کیوں چھوڑ گیا ہے اور ویرانے میں کیوں سکونت اختیار کرلی ہے؟ کہا کیونکہ ویرانہ اللہ کی وراثت ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی وراثت میں سکونت اختیار کرلی ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وکم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھا سے آخر تک وکنا نحن الوارثین۔

وَ يَوْمَ يُنَادِيۡهِمْ فَيَقُوْلُ مَا ذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۵/۱۳۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے سرکار دو عالم ﷺ سے حدیث بیان فرمائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

ہر انسان سے اللہ تعالیٰ اکیلے ملیں گے جیسے تم میں سے کوئی چودھویں رات چاند سے اکیلے مل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے ابن آدم! تجھے کس چیز نے میرے متعلق دھوکے میں ڈالا؟ اے ابن آدم! تو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ ابن آدم! تو نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا؟

***

۲۹۔ سورۃ العنکبوت

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِؕ

بیشک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۰/۹۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا

جس نے نماز کی فرمانبرداری نہیں کی اس کی نماز ہی نہیں۔ اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ تم بے حیائی اور برے کاموں سے رک جاؤ۔

۲۔ طبری نے جامع ۲۰/۹۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے کہا گیا فلاں بندہ بڑا نمازی ہے۔ آپؓ نے فرمایا نماز اسے ہی فائدہ دیتی ہے جو اس کی فرمانبرداری کرتا ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۲۰/۹۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جسے نماز نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے وہ بندہ ایسی نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دور ہی ہو جاتا ہے۔

اور البتہ اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو یاد رکھنا بہت بڑی بات ہے اس سے کہ بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۰۰/۲۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ ۗ

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو یاد رکھنا بہت بڑی بات ہے اس سے کہ بندہ اپنے رب کو یاد کرے۔ اور تم مت جھگڑا کرو اہل کتاب سے مگر وہ جو اچھے انداز سے ہو۔

ا۔ طبری نے جامع ۴/۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

اہل کتاب سے کچھ مت پوچھا کرو کیونکہ وہ خود راہ پر نہیں ہیں تمہیں بھی سیدھی بات نہیں بتائیں گے۔ تم کسی سچی بات کو جھوٹا کہہ دو گے یا کسی غلط بات کی تصدیق کر دو گے۔

بلاشبہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے دل میں مال کی لگاوٹ جیسی لگاوٹ نہ ہو جو اسے اس کے دین کی طرف بلاتی ہے۔

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور آپ نہ پڑھتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے اس وقت شک کرتے باطل پرست۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱۴۸/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے۔

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ
فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾

اور اگر تم اس سے سوال کرو کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۵/۱۶۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ولئن سالتھم میں ھم سے مراد کفار مکہ ہیں۔

* * *

۳۰۔ سورۃ الروم

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ﴿۲﴾ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ﴿۳﴾
فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴﴾ بِنَصۡرِ
اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵﴾ وَعۡدَ اللّٰہِ ؕ لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ وَ
لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶﴾

الم ۔ اہل روم مغلوب ہو گئے حجاز کے متصل ملک میں اور وہ اہل روم اپنے مغلوب ہونے کے عنقریب بعد غالب ہوں گے ۔ چند برسوں میں اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد بھی اس دن مسلمان بہت خوش ہوں گے غلبہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوتا ہے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ بڑا زبردست نہایت رحم والا ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے ۔

۱ ۔ طبری نے جامع ۱۲/۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا الم ۔ غلبت الروم والی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے ۔

۲ ۔ طبری نے جامع ۱۴-۱۵/۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا فارس غالب تھا روم پر اور مشرکین مکہ پسند کرتے تھے کہ فارس روم پر غالب رہے جبکہ مسلمان پسند کرتے

تھے کہ روم فارس پر غالب آ جائے کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اور مسلمانوں کے دین کے قریب تر تھے۔

جب یہ آیت مبارکہ (الم، غلبت الروم سے فی بضع سنین تک) نازل ہوئیں تو کفار مکہ نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے کیا تھا تمہارے آقا ﷺ کہتے ہیں روم چند برسوں میں فارس پر غالب آ جائے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا میرے آقا نے سچ فرمایا ہے۔

انہوں نے کہا:

سات برس بیت گئے مگر ہوا کچھ نہیں۔ مشرکین مکہ بڑے خوش ہوئے اور مسلمان بہت پریشان ہو گئے تو انہوں نے آقا ﷺ سے تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے ہاں چند کا لفظ کتنے عدد کے لیے بولا جاتا ہے؟

صحابہؓ نے عرض کیا دس سے کم کے عدد پر آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور ان سے مزید دو سال کے اضافہ کی بات کرو۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ابھی دو سال پورے نہیں ہوئے تھے کہ کہ کچھ سوار فارس پر روم کے غلبہ کی خوشخبری لے کر آ گئے۔ مسلمانوں کو اس سے بے حد خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ نے الم، غلبت الروم سے وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ تک آیات نازل فرمائیں۔

وَ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ ؕ

اور اس کی قدرت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے کھڑے ہیں۔

علامہ بغوی نے معالم ۵/۱۷۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا زمین و آسمان بغیر کسی ستون کے اللہ کے حکم کی وجہ سے قائم ہیں۔

* * *

۳۱۔ سورۃ لقمان

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾

اور بعض لوگ لہو والی بات کو خریدتے ہیں تاکہ اس سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کر لے بلا علم اور اس کا مذاق اڑائے۔

۱۔ طبری نے جامع ۳۹-۴۰/ ۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؓ نے تین بار یہ بات فرمائی کہ :

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں (لهو الحديث) سے مراد گانا ہے۔

۲-سیوطی نے الدر ۱۶۰/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے من يشترى لهو الحديث کی تفسیر میں فرمایا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو ایسی لونڈی خریدے جو اسے دن رات گانا سنائے۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ...

اے بیٹے اگر ہو رائی کے دانے کی مقدار کوئی چیز اور وہ ہو چٹان میں یا آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ اس کو لے آئیں گے۔

ا۔ طبری نے جامع ۴۶/۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے منقول ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے زمین مچھلی پر بنائی گئی اور یہ مچھلی وہی ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں یوں آیا ہے ن والقلم۔ ومایسطرون (القلم/۱) اور مچھلی پانی میں ہے اور پانی ایک چٹان پر ہے اور چٹان ایک فرشتے کی پیٹھ پر ہے اور فرشتہ ایک بڑی چٹان پر ہے اور یہ چٹان ہوا میں ہے اور یہی وہ چٹان ہے حضرت لقمانؑ نے جس کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ نہ آسمان میں ہے نہ زمین میں۔

وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ ﴿۱۸﴾

اور تو لوگوں سے بے رخی نہ کر اور زمین میں اکڑ کر مت چل بیشک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے اور شیخی مارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۹۱؛۲۹۲/۵ میں یہ حدیث پاک نقل فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دس باتیں ناپسند تھیں۔ بڑھاپے کے آثار ختم کرنا، سونے کی انگوٹھی پہننا، تہبند زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلنا، خواہ مخواہ کی زیب و زینت کیے رکھنا، مادہ تولید کو اس کے مقام سے ہٹ کر گرا دینا، تعویذ لٹکانا، اور معوذات کے علاوہ کسی اور چیز سے دم کرنا۔

وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ

اوراگر جو کچھ زمین میں درخت ہیں وہ قلمیں بن جاتے اور جو سمندر کی سیاہی ہو اور اس میں سات سمندر سیاہی کے اور ملا دیں تو اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۱۶۷/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں ارشاد فرماتے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کو حکمت دی گئی ہے؟ اور قرآن مجید دیا گیا ہے؟ اور توراۃ عطا ہوئی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتار دیں ولو ان مافی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعد سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ۔۔۔ اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا علم اس سے بھی زیادہ ہے اور جتنا علم تمہیں دیا گیا ہے وہ تمہارے لحاظ سے بہت بہتر ہو گا مگر وہ میرے نزدیک کم ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾

بیشک اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی بادلوں کو اتارتا ہے اور ارحام میں جو کچھ ہے اس کو جانتا ہے۔ اور کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ اس کی موت کس سرزمین میں ہے بیشک اللہ تعالیٰ علم والے خبر رکھنے والے ہیں۔

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۴۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تمہارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پانچ چیزوں کے علاوہ ہر چیز کی کنجیاں عطا کی گئی تھیں اور وہ پانچ یہ ہیں:

ان اللہ عنہ علم الساعۃ وینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وماتدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔

۲۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۶/۳۵۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی جان کسی خاص جگہ پر لے جا کر قبض کرنا چاہتا ہے تو بندے کو وہاں کوئی نہ کوئی کام ڈال دیتے ہیں۔

***

۳۲۔ سورۃ السجدہ

۱۔ سیوطی نے الدر۶/۲۴۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا :

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی نماز فجر میں الم تنزیل یعنی سورۃ السجدہ اور تبارک الذی بیدی الملک یعنی سورۃ تبارک تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

بیشک ہماری آیات پر وہ لوگ ایمان لانے والے ہیں جب ان کو ان آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں وہ اپنے رب کو خوف اور طمع سے پکارتے ہیں کسی نفس کو معلوم نہیں کہ ان کے رب نے کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے اعمال کے بدلے چھپا رکھی ہے۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۲-۶/۲۳ میں یہ حدیث مبارکہ ذکر فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

دو بندے اللہ تعالیٰ کو بڑے عجیب لگتے ہیں ایک وہ جو اپنے اہل و عیال میں سے بستر چھوڑ کر نماز کی طرف اٹھ کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے فرشتو! میرے بندے کو دیکھو اس نے اپنے گھر والوں میں سے اپنا بستر چھوڑا اور نماز کو لپک پڑا ثواب کی امید پر اور عذاب کے خوف سے۔ دوسرا وہ جو جہاد میں شریک ہوا انہیں شکست ہو گئی۔ اسے جہاد سے بھاگنے کی سزا اور پلٹ آنے کی جزا کا علم ہوا تو یہ پلٹ آیا اور ثواب کی امید سے اور عذاب کے خوف سے جام شہادت نوش کر گیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فرشتو! میرے بندے کو دیکھو میرے ثواب کی امید پر اور میرے عذاب کے خوف سے یہ لوٹ آیا اور شہید ہو گیا۔

۲۔ طبری نے جامع ۲۱/۲۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا :

تورات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی نعمتیں ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے کچھ سنا ہے اور نہ ہی کسی دل میں کھٹکتی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے فلا تعلم نفس مااخفی لھم من قوت اعین جزاء بما کونوا یعلمون۔

وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور ہم ضرور ان کو قریبی عذاب بڑے عذاب سے پہلے چکھائیں شاید کہ وہ لوٹ آئیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۶۹/۲۱میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا عذاب ادنی سے مراد بدر کا دن ہے۔

۲۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۳۷۰/۶میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ قحط کے سال تھے جن کا انہیں سامنا رہا۔

۳؛طبری نے جامع ۷۰/۲۱میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا العذاب الاکبر سے مراد قیامت کا دن ہے۔

۴۔ طبری نے جامع ۷۰/۲۱میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایالعلھم یرجعون کا مطلب ہے وہ توبہ کرلیں۔

***

۳۳۔ سورۃ الأحزاب

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ ...

اور جب ہم نے انبیاء علیہم السلام سے ان کا پختہ عہد لیا۔

ا۔ علامہ سیوطیؒ نے الدر ۵/۱۸۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جس دن حضرات انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا تھا اس دن ہر عالم سے یہ وعدہ لیا.

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۲۸﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾

اے نبی! تم اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تم دنیا کی زندگی چاہتی ہو اور اس کی زینت تو آؤ میں تم کو دوں اور تم کو رخصت کردوں اچھی طرح رخصت کرنا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے اخلاص برتنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار رکھا ہے۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی سنن ۱۳۹/۵ میں یہ حدیث شریف ذکر کی ہے حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اگر وہ خود کو پسند کر لیتی تو ایک بائنہ طلاق ہو جاتی۔

اور ان دونوں حضرات سے یہ بھی مروی ہے کہ طلاق رجعی ہوتی اور اگر وہ اپنے خاوند کو پسند کرتیں تو تب طلاق نہ ہوتی۔

وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی

اور تم اپنے گھروں میں ٹھہرو اور پہلی جاہلیت کی طرح بن سنور کر مت نکلو۔

ا۔ امام ترمذیؒ نے اپنی سنن ۱۲۲/۵ میں یہ حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں معلم کائنات نے فرمایا عورت سراسر ڈھانپنے کی چیز ہے۔ یہ جب گھر سے باہر نکلے گی تو شیطان اسے تاڑے گا۔

۲۔ سیوطی نے الر ۱۹۶-۱۹۷/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

لوگو! عورتوں کو گھروں میں روکے رکھو کیونکہ عورت چھپانے کی چیز ہے۔ بلاشبہ عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاڑتا ہے اور اسے کہتا ہے تو جس کے پاس سے بھی گزرتی ہے وہ تجھے پسند کرنے لگتا ہے۔

...وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَی النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ ...

اور تم چھپاتے تھے اپنے دل میں جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والے تھے اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہیں کہ اس سے ڈرا جائے۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۵/۲۱۵ میں لکھا ہے۔

حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

رسالتمآب ﷺ کے لیے اس آیت مبارکہ سے سخت کوئی اور آیت نہیں اتری۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۵/۲۰۵ میں لکھا ہے حضرت ھلال بن یسار کہتے ہیں ھمدان کی ایک عورت تسبیح پڑھا کرتی تھی اور اسے کنکریوں یا کھجور کی گٹھلیوں پر شمار کیا کرتی تھی، حضرت ابن مسعودؓ نے اسے فرمایا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتلاؤں؟ تو یوں کہا کر اللہ اکبر کبیرا و سبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

اور ان کا تحفہ جس دن وہ ملیں گے سلام ہوگا اور ان کے اللہ تعالیٰ نے بہت عمدہ اجر تیار کر رکھا ہے۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۶/۳۹۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا فرشتہ جب مومنوں کی روح قبض کرنے آتا ہے تو اسے کہتا ہے تیرے رب نے تجھے سلام کہا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾

اے ایمان والو! جب تم مومنہ عورتوں سے نکاح کرو پھر تم ان کو چھونے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے ان پر عدت نہیں ہے. جس کو وہ گزاریں پس ان کو دو اور عزت سے رخصت کرو۔

۱۔ امام موطا امام مالکؒ ۵۸۴ میں ہے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ فرمایا کرتے تھے :

کسی آدمی نے عورت سے نکاح کرنے سے پہلے ہی اسے طلاق دینے کی قسم کھائی پھر گناہ کر بیٹھا تو یہ طلاق اس وقت ہوگی جب وہ نکاح کرے گا۔

۲۔ حضرت امام مالک نے موطا ۵۸۵ میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ انہیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے جب کوئی یوں کہے کہ ہر اس عورت کو طلاق ہے. جس سے مین نکاح کروں چونکہ اس نے کسی خاندان یا کسی خاص عورت کا نام نہیں لیا اس لیے طلاق نہیں ہوگی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا

فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِکُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِکُمۡ وَ قُلُوۡبِهِنَّ ؕ وَ مَا کَانَ لَکُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنۡ تَنۡکِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِکُمۡ کَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِیۡمًا ﴿۵۳﴾

اے ایمان والو! تم مت داخل ہو پیغمبر کے گھروں میں سوائے اس کے کہ تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جائے ۔ اس کے پکنے کا انتظار کرنے والے مت بنو لیکن جب تم کو دعوت دی جائے تو داخل ہو تو پھر جب کھا لو تو اٹھ جاؤ اور باتوں میں دل لگا کر مت بیٹھا کرو یہ بات پیغمبر کو تکلیف دیتی ہے اور وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تعالیٰ صاف بات میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے اور جب تم کو ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو یہ طریقہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے ۔ اور تمہارے لیے مناسب نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ ان کی بیویوں سے ان کے بعد نکاح کرو کبھی بھی یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بھاری بات ہے ۔

ا ۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۱٦۷/٦ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا پردے کے احکامات کے حوالے سے بھی حضرت عمرؓ کو دیگر صحابہ کرامؓ پر فضیلت حاصل ہے ۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ہی ازواج مطہرات کو پردہ کا کہا تھا ۔ حضرت زینبؓ نے فرمایا اے ابن خطاب آپ ہمارے بارے میں غیرت کا اظہار فرمائیں گے جبکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے ۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں (واذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب)

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

بیشک اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔

۱۔ امام ترمذیؒ نے اپنی سنن ۲۶۹-۲/۲۷۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرے قرب کا زیادہ حقدار وہ ہوگا جس نے مجھ پر درود شریف زیادہ پڑھا ہوگا۔

۲۔ امام ابن ماجہؒ نے اپنی سنن ۲۹۳/۲۹۴ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

جب تم رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو تو عمدگی سے درود شریف پڑھو کیونکہ تمہیں پتہ نہیں شاید یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا جائے گا۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ پھر ہمیں سکھا دیجیے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یوں پڑھا کرو:

اللھم اجعل صلاتک ورحمتک وبرکاتک علی سید المرسلین و امام المتقین وخاتم النبیین، محمد عبدک ورسولک۔ امام الخیر۔ وقائد الخیر ورسول الرحمۃ، اللھم ابعثہ مقاما محمودا اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الر ۵/۲۱۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں یہ تو معلوم ہوگیا کہ آپ کو سلام کیسے کرنا ہے اب یہ بھی فرما دیجیے کہ ہم آپ پر درود شریف کیسے پڑھیں۔

آپ صلی علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو!

اللھم صل علی محمد وابلغہ درجۃ الوسیلۃ من الجنۃ، اللہم اجعل فی المصطفین محبتہ، وفی المقربین مودتہ، وفی علیین ذکاہ وداره والسلام علیک ورحمتک اللہ وبرکاتہ۔

اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید، وبارک علی محمد وعلی ال محمد۔

۴۔ حاکم نے مستدرک ۲۶۹/ ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی تسبیح پڑھے تو یوں کہے۔

اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد وبارک علی محمد وعلی ال محمد وارحم محمد وال محمد کما صلیت وبارکت وترحمت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید۔

۵۔ حاکم نے مستدرک ۲۶۸/ ا میں لکھا ہے حضرت علقمہ فرماتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

آدمی تشہد پڑھے پھر رحمت کائنات ﷺ پر درود شریف پڑھے اور پھر اپنے لیے دعا مانگے۔

۶۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۴۶۲/ ۶ میں لکھا ہے حضرت علقمہ فرماتے ہیں حضرت ابن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اور حضرت ابو حذیفہؓ تشریف فرما تھے کہ عبد سے ایک دن پہلے ولید بن عقبہ حاضر خدمت ہوا اور پوچھا عید آگئی ہے ہم تکبیر کیسے کہیں؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

(نماز عید) اسی تکبیر سے شروع کرو جس سے عام نماز شروع کرتے ہو پھر حمد و ثنا پڑھو پھر درود شریف پڑھو پھر دعا مانگو اور تکبیر کہو اور یہ سارے کام کرو۔ پھر تکبیر کہو اور یہ سارے کام کرو۔ پھر قرات کرو پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرو پھر (دوسری رکعت) کے لیے کھڑے ہو جاؤ قرات کرو حمد و ثنا کرو درود شریف پڑھو پھر دعا کرو اور تکبیر کہہ کر یہ سارے کام کرو پھر رکوع میں چلے جاؤ۔

۷۔ سیوطی نے الدر ۵/۲۱۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اے زید بن وھب! جب جمعہ کا دن ہو تو ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دینا اور یوں کہا کرنا؛

اللھم صلی علی النبی الامی۔

۸۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۵۴/۶ مین یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالتمآب ﷺ نے فرمایا:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر چلتے پھرتے ہیں جو میری امت کے سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ

اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور ایمان والوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اوڑھ کر اوپر سے ذرا لٹکا لیا کریں۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۲۲۲/۵میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ جلابیبھن سے مراد بڑی چادر ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ؕ ﴿۶۹﴾

اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح مت بنو جنہوں نے موسیٰؑ کو دکھ دیا پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات سے بری کر دیا۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۱۶/۵میں یہ حدیث پاک نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن کچھ مال تقسیم فرمایا تو انصار سے تعلق رکھنے والے ایک آدمی نے کہا بلاشبہ یہ ایسی تقسیم ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہیں تھی۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا اللہ کے دشمن! میں یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرور بتاؤں گا۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات کہہ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰؑ پر اللہ کی رحمت ہو انہیں اس سے زیادہ ستایا گیا تب بھی انہوں نے صبر فرمایا؛

۲۔ حاکم نے مستدرک ۵۷۸-۵۷۹/۲میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ سے روایت ہے:

اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو وحی کی کہ میں حضرت ہاروںؑ کو موت سے ہمکنار کرنا چاہتا ہوں انہیں فلاں پہاڑ پر لے آئیں چنانچہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہاروںؑ اس پہاڑ کی طرف چل دیے اچانک وہ ایک درخت کے پاس تھے پھر وہ ایک بنے بنائے گھر میں تھے۔ اس گھر میں ایک چارپائی تھی جس پر بستر بچھا تھا اس سے بہت اچھی خوشبو آ رہی تھی۔ حضرت ہاروںؑ نے جب یہ گھر یہ درخت اور یہ تمام عجیب چیزیں دیکھیں تو فرمایا اے موسیٰ! میں اس چارپائی پر سونا چاہتا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا سو جائیں۔ حضرت ہاروںؑ نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ اس گھر کا مالک آ کر مجھ سے ناراض نہ ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا مت گھبرائیں۔ میں اس گھر کے مالک کو سمجھ لوں گا آپ سو جائیں۔ حضرت ہاروںؑ نے فرمایا آپ بھی میرے ساتھ سو جائیں تاکہ اگر گھر کا مالک آ جائے تو مجھ پر اور آپ پر دونوں پر ناراض ہو۔

جب دونوں پیغمبر سو گئے تو حضرت ہاروںؑ کو موت آ گئی (آپ کو جب موت کا احساس ہوا تو حضرت موسیٰؑ سے فرمایا کہ آپ نے مجھ سے واضح بات نہیں کی)

جب حضرت ہاروںؑ وفات پا گئے تو یہ گھر اٹھا لیا گیا یہ درخت بھی غائب ہو گیا اور چارپائی آسمان کی طرف اٹھا لی گئی۔

حضرت موسیٰؑ جب حضرت ہاروںؑ کے بغیر بنی اسرائیل کے پاس واپس آئے تو بنی اسرائیل نے کہا حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہاروںؑ کو قتل کر دیا ہے اور بنی اسرائیل کی حضرت ہاروںؑ سے محبت پر حسد کیا ہے اصل میں حضرت ہاروںؑ بنی اسرائیل سے بڑی محبت

اور نرمی کا برتاؤ فرماتے تھے بنسبت حضرت موسیٰؑ کے کہ آپؑ ان پر قدرے سختی فرماتے تھے۔

جب بنی اسرائیل کی یہ بات حضرت موسیٰؑ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا تم پر بے حد افسوس ہے حضرت ہارونؑ تو میرے بھائی ہیں تمہارا کیا خیال ہے میں اسے قتل کروں گا۔

لیکن بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے بار بار یہی بات کی تو حضرت موسیٰؑ نے دو رکعت نفل پڑھے اور دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو وہ چارپائی دے کر بھیجا۔ بنی اسرائیل نے وہ چارپائی زمین و آسمان کے درمیان دیکھی تب جا کے تصدیق کی۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ﴿۷۲﴾

بے شک ہم نے آسمان وزمین اور پہاڑوں پر امانت کو پیش کیا اور انہوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور وہ اس سے ڈر گئے اور اس کو انسان نے اٹھالیا بیشک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۴۰-۲۲/۴۱ میں ذکر کیا ہے حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے فرمایا آپ جانتے ہیں کہ زمین پر میرا ایک گھر ہے؟ حضرت آدمؑ نے عرض کیا اے اللہ! میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مکہ مکرمہ میں میرا ایک گھر ہے وہاں چلے جائیں۔ حضرت آدمؑ نے آسمان سے فرمایا میرے بچے کی پوری امانت

داری سے حفاظت کرنا۔ آسمان نے انکار کر دیا۔ آپؑ نے زمین سے یہی بات فرمائی اس نے بھی انکار کر دیا۔ آپؑ نے پہاڑ سے بھی یہی فرمایا اس نے بھی انکار کر دیا۔ آپؑ نے قابیل سے یہی بات فرمائی تو انہوں نے کہا میں حفاظت کروں گا۔ آپ تشریف لے جائیں جب واپس لوٹیں گے تو اپنی اہل و عیال کو ایسی حالت میں پائیں گے کہ آپ کو اچھی لگے گی۔ چنانچہ حضرت آدمؑ جب واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کے بیٹے کو اس کے بھائی نے قتل کر دیا ہے۔ اس واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال سے آخر آیت انہ کان ظلوما جھولا، نازل فرمائی۔

اس سے مراد قابیل ہے اس نے حضرت آدمؑ کی امانت اٹھالی مگر ان کے گھر والوں کی حفاظت نہ کی۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۲۵۷/۱۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب امانت تخلیق فرمائی تو اسے ایک چٹان کی شکل دی اور ایک جگہ رکھ دیا پھر آسمان، زمین اور پہاڑوں کو دعوت دی کہ اسے اٹھائیں اور انہیں فرمایا کہ یہ امانت ہے اس کے حوالے سے ثواب بھی ملے گا اور سزا بھی ملے گی۔

انہوں نے کہا پروردگار! اسے اٹھانا ہمارے بس کی بات نہیں۔ جب کہ انسان نے اسے اٹھانا قبول کر لیا قبل اس کے کہ اسے دعوت دی جاتی۔ انسان نے آسمانوں، زمین اور پہاڑ سے پوچھا کہ تم کیوں کھڑے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پروردگار نے ہمیں بلایا ہے کہ ہم یہ امانت اٹھائیں لیکن ہم ڈر گئے ہیں ہمارے بس کا کام نہیں۔

انسان نے اسے ہاتھ سے حرکت دی تو کہنے لگا قسم بخدا میں چاہوں تو اسے اٹھا سکتا ہوں پھر اسے اٹھایا تو اپنے گھٹنوں تک لے جا سکا اور رکھ دیا اور کہنے لگا قسم بخدا میں چاہوں تو اس سے بھی اوپر لے جا سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کر کے دکھا چنانچہ اس نے پھر اسے اٹھایا اور اپنی کوکھ تک لے گیا اور نیچے رکھ دیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم میں چاہوں تو اس سے بھی اوپر لے جا سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا پھر کر ہمت!

انسان نے پھر اسے اٹھایا اور گردن تک لے گیا پھر جیسے ہی نیچے رکھنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا ذرا رک یہ امانت ہے، اس کے حوالے سے ثواب بھی ملنا ہے اور عذاب بھی، ہمیں ہمارے پروردگار نے اسے اٹھانے کا حکم دیا تو ہم ڈر گئے مگر تو نے بغیر اس کے کہ تجھے دعوت دی جاتی اسے اٹھا لیا اب یہ تیری گردن اور تیری اولاد کی گردن میں رہے گی۔ بلاشبہ تو ظلوم وجهول ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۴۰/۲۳ مین لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کے رستے میں شہادت ہر گناہ کے لیے کفارہ ہے یا یوں فرمایا کہ ہر چیز کے لیے کفارہ ہے سوائے امانت کے، امانت والا لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا امانت کو ادا کر وہ کہے گا پروردگار! وہ تو دنیا میں ہی ختم ہو گئی تھی۔۔ تین بار یہ کہا جائے گا۔۔ پھر حکم ہو گا اسے ہاویہ میں لے جاؤ۔ اسے لے جایا جائے گا اور ہاویہ میں پھینک دیا جائے گا۔ یہ ہاویہ کے نچلے حصے میں پہنچے گا تو امانت اسے وہاں مل جائے گی۔ یہ اسے اٹھا لے گا اور جہنم کے کنارے تک لے آئے گا۔ جب اسے محسوس ہو گا کہ اب وہ باہر نکلنے والا ہے تو وہ اس

کے ہاتھوں سے پھسل جائے گی پھر یہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کے پیچھے چلا جاتا رہے گا۔

علماء کرام نے فرمایا کہ نماز میں بھی امانت ہے، روزہ میں بھی امانت ہے، وضو میں بھی امانت ہے اور حدیث کے پہنچانے میں بھی امانت ہے۔ اور سب سے سخت چیز وہ جو امانت میں رکھی جاتی ہیں۔

* * *

۳۴۔ سورۃ سبا

اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا

اے آل داوٗد شکرادا کرو۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۵/۲۲۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

آل داوٗد کو یہ جو حکم ہوا ہے کہ اعلمو اٰل داؤد شکرا تو اس کی وجہ ہے کہ اب لوگوں پر کوئی لمحہ ایسا نہیں آتا جب ان میں سے کوئی نہ کوئی نماز ادا نہ کر رہا ہو۔

فَلَمَّا قَضَيۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَوۡتَ مَا دَلَّهُمۡ عَلٰى مَوۡتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الۡاَرۡضِ تَاۡكُلُ مِنۡسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الۡجِنُّ اَنۡ لَّوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ الۡغَيۡبَ مَا لَبِثُوۡا فِى الۡعَذَابِ الۡمُهِيۡنِؕ ﴿۱۴﴾

پس جب ہم نے ان پر موت کا فیصلہ کیا تو ان کی موت کے متعلق کسی کو اطلاع نہیں دی سوائے دیمک کے کیڑے کے جو ان کی لاٹھی کھا رہا تھا پس جب ان کا جسم گر پڑا تو جنات کو واضح معلوم ہو گیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت آمیز عذاب میں نہ پڑے رہتے۔

ا۔ طبری نے جامع ۵۱-۲۲/۵۲ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرامؓ اجمعین نے فرمایا:

حضرت سلیمانؑ کبھی ایک سال کبھی دو سال کبھی ایک ماہ کبھی دو ماہ یا اس سے کم عرصہ کے لیے بیت المقدس میں خلوت اختیار فرمایا کرتے تھے۔ آپؑ اپنا کھانا پینا ساتھ لے جاتے، جس باری میں آپؑ فوت ہوئے اس میں بھی اپنا کھانا ساتھ لے گئے تھے۔

وہاں یہ ہوتا کہ ہر روز صبح ہونے سے پہلے بیت المقدس مین کوئی نہ کوئی پودا اگ آتا۔ آپؑ اس سے دریافت فرماتے کہ تیرا نام کیا ہے؟ پودا بتاتا کہ میرا نام یہ ہے۔ آپؑ اس سے دریافت فرماتے کہ تو کس فائدہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے؟ پودا بتاتا کہ مجھے فلاں کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

چنانچہ آپؑ حکم فرماتے تو اسے کاٹ دیا جاتا پھر اگر وہ کہیں لگانے کے لیے ہوتا تو لگا دیتے، اور اگر وہ کسی دوائی کے لیے پیدا کیا گیا ہوتا تو بتا دیتا کہ میں فلاں دوائی کے لیے پیدا کیا گیا ہوں۔ حضرت سلیمانؑ اسے اس کام کے لیے رکھوا دیتے، ایک دن ایک پودا اگا جس کا نام خروبہ ہے۔ آپؑ نے اس سے دریافت فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میں خروبہ ہوں۔ آپؑ نے فرمایا تجھے کس کام کے لیے پیدا فرمایا گیا ہے؟ اس نے کہا اس مسجد کی ویرانی کے لیے، حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میرے جیتے جی اللہ تعالیٰ اسے ویران نہیں ہونے دے گا۔ تیرے ماتھے پر میرا انجام اور بیت المقدس کی ویرانی لکھی ہے۔ پھر اسے اکھڑوایا اور اپنی دیوار کے ساتھ لگوا دیا۔

اس کے بعد محراب میں تشریف لے گئے اور اپنی لاٹھی پر ٹیک لگا کر نماز ادا فرمانے لگے۔ وہیں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ جنوں کو کانوں کان خبر نہ ہوئی حالانکہ وہ بھی اس محراب میں

تھے۔ جن وہاں آپؑ کے حکم پر کام میں لگے ہوئے تھے اور ڈرتے رہے کہ کہیں آپ باہر نکل کر ان کو سزا نہ دیں۔ جن محراب کے ارد گرد جمع ہو جاتے تھے محراب کے سامنے اور پیچھے روزن تھے۔ جو جن الگ ہونا چاہتا کہتا اگر میں داخل ہو گیا اور دوسری طرف سے نکل گیا، چنانچہ وہ داخل ہوتا اور دوسری طرف سے نکل جاتا۔ ان میں سے ایک سرکش جن داخل ہوا اور گزر گیا جبکہ کوئی بھی جن ایسا نہ تھا کہ اس نے حضرت سلیمانؑ کو دیکھا ہو اور جل کر خاک نہ ہو گیا ہو لیکن یہ گزر گیا اور اس نے حضرت سلیمانؑ کی آواز نہ سنی یہ دوسری بار گیا تب بھی آواز نہ سنی۔ پھر واپس گیا اور بیت المقدس میں کھڑا رہا لیکن جلا نہیں۔ اس نے حضرت سلیمانؑ کی طرف دیکھا کہ آپؑ حالت وفات میں زمین پر آرام کر رہے ہیں یہ باہر نکلا اور لوگوں کو بتا دیا کہ حضرت سلیمانؑ اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔

لوگوں نے محراب کھولی اور حضرت سلیمانؑ کو باہر نکالا، لوگوں نے دیکھا کہ آپؑ کی لاٹھی جسے حبشہ کی زبان میں منساۃ کہتے ہیں کو دیمک کھا چکی ہے۔ لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپؑ کی وفات کو کتنا عرصہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے دیمک لاٹھی پر رکھی دیمک نے ایک دن رات میں جتنا حصہ کھایا لوگوں نے اس کی بنیاد پر حساب کیا تو پتہ چلا آپ کو دنیا سے سدھارے ایک سال بیت چکا ہے۔

یہ آیت مبارکہ حضرت ابن مسعودؓ کی قرات میں یوں ہے فمکثوا یدابون لہ من بعد موتہ صولا (کاملا) ترجمہ جس کا یہ ہے کہ جن آپؑ کی رحلت کے ایک سال کامل تک کام میں جتے رہے۔

اس بات سے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جن جھوٹ بولتے ہیں اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو انہیں حضرت سلیمانؑ کی رحلت کا علم ہو جاتا۔ اور سال بھر سے آپ کی طرف سے لگائی گئی تکلیف دہ ذمہ اری ادا نہ کرتے۔

اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتے ہیں

مادلھم علی موتہ الادابۃ الارض تاکل منساتہ فلما خر تبنیت الجن ان لوکانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المھین۔ اور نہیں بتلایا گیا ان کی موت کے متعلق کسی کو سوائے دیمک کے جو ان کی لاٹھی کو کھا رہا تھا پھر جب جنات کو معلوم ہوا تو کہنے لگے اگر وہ علم غیب رکھتے ہوتے تو ذلت والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لوگوں پر واضح ہو گیا کہ بلاشبہ جن جھوٹ بولا کرتے تھے۔

پھر جن دیمک سے کہنے لگے اگر تو کھانا کھاتی ہوتی تو ہم عمدہ ترین کھانے حاضر کرتے اور اگر تو پانی پیتی ہوتی تو ہم تمہیں عمدہ ترین پانی پلاتے لیکن اب ہم پانی اور مٹی تمہیں کیا مہیا کریں گے۔ چنانچہ اب بھی یہ دیمک جہاں کہیں ہوتی ہے جن یہ چیزیں اسے پہنچاتے ہیں۔ آپ لکڑی کی خالی ہو جانے والی جگہ پر جو مٹی دیکھتے ہیں وہ یہی تو ہوتی ہے جو جن اسے مہیا کرتے ہیں۔ یوں وہ اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

.... حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَا ذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ ....﴿۲۳﴾

یہاں تک کہ جب ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ آپس میں کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا دوسرے کہتے ہیں حق فرمایا ہے۔

۱۔ امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن ۱۸۰/۲ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالتمآب ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ وحی کا کلام فرماتے ہیں تو آسمان والے آسمان میں ایسی آواز سنتے ہیں جیسے چٹان پر زنجیر کھینچنے سے آواز پیدا ہوتی ہے اور بیہوش ہو جاتے ہیں۔ وہ حضرت جبرائیلؑ کے آنے تک بیہوش ہی رہتے ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ جب تشریف لاتے ہیں تو ان کی گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں اے جبرائیل! آپ کے پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت جبرائیلؑ کہتے ہیں الحق۔ تو وہ سب بھی کہنے لگ جاتے ہیں الحق الحق۔

۲۔ طبری نے جامع ۶۳-۶۴/۲۲ میں لکھا ہے حضرت ضحاک نے حتی اذا فزع عن قلوبهم کی تفسیر میں فرمایا حضرت ابن مسعودؓ کا خیال یہ ہے کہ فرشتے باری باری زمین پر آتے ہیں اور انسانوں کے اعمال لکھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ انہیں بھیجتے ہیں تو یہ نیچے آ جاتے ہیں یہ بڑی سخت آواز سنتے ہیں۔ ان کے نیچے والے فرشتے سمجھتے ہیں کہ قیامت واقع ہو گئی ہے چنانچہ وہ سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ ہر دفعہ اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے ان پر یہی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

***

۳۵۔ سورۃ فاطر

وَ اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴿۹﴾

اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے وہ بادلوں کو پھیلاتی پس ہم بنجر علاقہ کی جانب اس کو پھیر دیتے ہیں اور اس سے بے آباد زمین کو زندہ کرتے ہیں اس کے مر جانے کے بعد اٹھانا بھی اسی طرح ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۹/۲۲ میں نقل کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

دو نفخوں کے درمیان وہی کچھ ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ انسان کے جسم کا کچھ حصہ زمین میں باقی رہ گیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے مرد کے مادہ تولید جیسا پانی بھیجیں گے جس سے انسانوں کے جسم اور گوشت پیدا ہو جائیں گے جیسا کہ تر زمین سے درخت اگ آتا ہے۔ پھر حضرت مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ واللہ الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا فسقناہ الی بلد میت سے کذلک النور تک تلاوت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا پھر فرشتہ صور لے کر آسمان و زمین کے درمیان کھڑا ہو جائے گا اور اس مین پھونک مارے گا جس سے ہر روح اپنے جسم کی طرف چل پڑے گی اور اس میں داخل ہو جائے گی۔

...اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ

اور پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک اعمال کو وہ بلند کرتا ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۸۰/۲۲ میں ذکر کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہم جب کوئی حدیث مبارکہ تم سے بیان کرتے ہیں تو اللہ کی کتاب سے اس کی تصدیق بھی تمہارے سامنے لاتے ہیں۔

بندہ مومن جب یہ کلمات سبحان اللہ وبحمدہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تبارک اللہ پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ انہیں لے کر اپنے پروں کے نیچے رکھ لیتا ہے۔ پھر انہیں ساتھ لے کر آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ وہ انہیں فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتا ہے وہ گروہ ان کلمات کے کہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے ہیں حتیٰ کہ وہ فرشتہ ان کلمات سمیت بارگاہ ایزدی میں حاضر ہو جاتا ہے۔ یہ بتا کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

الیہ یصعدالکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔۔۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُاؕ

بیشک اللہ تعالیٰ سے وہی اس کے بندوں میں سے ڈرتے ہیں جو اس کی قدرت و عظمت کا علم رکھتے ہیں۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۴/۳۴۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی خشیت علم سے ہی ملتی ہے اور جہالت ہی غرور اور دھوکے کا سبب ہے۔

۲۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۶/۵۳۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کثرت حدیث کا نام علم نہیں ہے بلکہ کثرت خشیت کو علم کہتے ہیں۔

۳۔ حاکم نے مستدرک ۱۰۰-۱/۱۰۱ میں لکھا ہے حضرت زر بن حبیش کہتے ہیں قبیلہ مراد کا ایک آدمی جسے صفوان بن عسال کہتے ہیں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا تمہارے آنے کا مقصد کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا علم کی تلاش! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ فرشتے طالبعلم کے کام سے خوش ہو کر اپنے پر اس کے نیچے بچھا دیتے ہیں۔

ایک اور سند میں یہی روایت یوں حضرت زر بن حبیش حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ حضرت صفوان بن عسال المرادی فرماتے ہیں مین رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آگے وہی حدیث ہے۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۳۲

پھر ہم نے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے بعض کو کتاب کا وارث بنایا پس ان میں سے بعض تو اپنے اوپر زیادتی کرنے والے ہیں اور بعض نیکی میں آگے بڑھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور بعض میانہ روی والے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۸۸/۲۲ میں ذکر کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قیامت کے دن امت محمدیہ کے تین حصے ہوں گے۔ ایک حصہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو گا۔ ایک حصے سے آسان سا حساب لیا جائے گا۔ تیسرا حصہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہو گا جو بڑے بڑے گناہ لے کر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود دریافت فرمائیں گے یہ کون ہیں؟ فرشتے کہیں گے یہ لوگ بڑے بڑے گناہ لے کر آئے ہیں البتہ انہوں نے شرک نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے انہیں میری رحمت کی وسعت میں داخل کر دو۔

یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ثم اور ثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ وَ لَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ

بیشک اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو روک رکھا ہے کہ وہ مرکز سے ہٹ نہ جائیں اور اگر یہ بالفرض مرکز سے ہٹ جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ان کو تھامنے والا بھی نہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۹۴-۹۵/۲۲ میں ذکر کیا ہے حضرت ابو وائل نے فرمایا ایک بندہ حضرت ابن مسعودؓ کے پاس آیا۔ آپؓ نے پوچھا کس سے ملے ہو؟ اس نے کہا کعب سے ملا ہوں۔ آپؓ نے پوچھا کعب نے کیا بات کی؟ اس نے کہا کہ کعب نے مجھے بتایا کہ آسمان ایک فرشتے کے کندھے پر گھوم رہی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے پوچھا تو نے اس کی تکذیب کی یا تصدیق؟ اس نے کہا نہ تصدیق نہ تکذیب۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا مجھے یہ بات بھلی

لگی ہے کہ تونے اس طرف اپنے سفر کا حق ادا کردیا ہے اصل یہ ہے کہ کعب نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو یہ ہےان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ---

وَ لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ

اگراللہ تعالیٰ لوگوں کی ہر حرکت پر گرفت کرنے لگے توایک حرکت کرنے والاجاندار بھی زمین پر نہ چھوڑے۔

ا۔ حاکم نے مستدرک۴۲۸/۲میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓنے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اورارشادفرمایا:

قریب ہے کہ ابن آدم کے گناہوں کی وجہ سے گبریلا جیسے جانور کواس کی بل میں سزادی جائے۔

***

۳۶۔ سورۃ یٰسٓ

یٰسٓ ﴿۱﴾

ا۔ قرطبی نے احکام ۴/۵ امین لکھا ہے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ علماء کرام نے فرمایا اس کا مطلب ہے اے انسان!

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ

اور ہم لکھ لیتے ہیں جو آگے بھیجتے ہیں اور ان کے نشانہائے قدم کو۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۳/۳۰۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ الاثار چلنے کے نشانات کو کہا جاتا ہے۔ رسالتمآب ﷺ مسجد کے دو ستونوں کے درمیان چلے تو فرمایا یہ لکھا گیا نشان ہے۔

وَ جَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا
يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا يُنْقِذُوْنِۚ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾

اور شہر کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا اے میری قوم! تم رسولوں کی بات مان لو جو تم سے کچھ اجر نہیں مانگتے اور ہدایت یافتہ بھی ہیں اور مجھے کیا ہے کہ میں اس ذات کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب نے بھی اسی کی بارگاہ میں لوٹنا ہے کیا میں اس کے سوا اور معبود بناؤں اگر وہ نقصان دینے کا ارادہ کرے تو اس کی شفاعت میرے کام ذرا نہ آئے اور نہ وہ چھڑا سکیں اگر میں ایسا کروں تو پھر میں کھلی گمراہی میں ہوا۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/۴۲۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب سورۃ یس میں مذکور بندے نے کہایا قوم اتبعوا المرسلین تو انہوں نے اس کا گلا گھونٹا تاکہ وہ فوت ہو جائے۔ وہ انبیاءؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا انی امنت بربکم فاسمعون مطلب یہ کہ میرے گواہ بن جائیں۔

۲۔ ابن جوزیؒ نے زاد ۷/۱۳ میں لکھا ہے کہ اس نے انی امنت بربکم کے الفاظ سے اپنی قوم کو مخاطب کیا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد بھی یہی ہے۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَۙ ﴿۲۶﴾

کہا گیا تو جنت میں داخل ہو جا کہا کاش میری قوم کو معلوم ہو جائے کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور معزز لوگوں میں کر دیا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۰۴/۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے ان لوگوں نے اسے پاؤں سے روند ڈالا حتیٰ کہ آنت اس کے پچھلے حصہ سے باہر آنکلی۔

۲۔ طبری نے جامع ۱۰۴/۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا جنت میں داخل ہو جاؤ وہ داخل ہو گیا زندہ حالت میں اسے رزق ملتا ہے اس میں، اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ساری تکلیفیں مصیبتیں اور غم و حزن ختم فرما دیے۔ جب اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت، جنت اور عزت کی طرف لے جایا جا رہا تھا تب اس نے کہا یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین۔

اور ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر نہیں بھیجا، اور نہ ہم اتارنے والے تھے پس وہ ایک چیخ تھی پس اسی وقت وہ بجھنے والے تھے۔

۱۔ طبری نے جامع ۲-۳/۲۳ میں ذکر کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو اس بندہ مومن کی خاطر بہت غصہ آیا کیونکہ ان لوگوں نے سے کمزور خیال کر کے یہ سب کچھ کیا تھا۔

اس غصہ کی وجہ سے ان لوگوں کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے اس بات کا انتقام لیا کہ انہوں نے اس کا خون حلال سمجھ لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وماکنا منزلین۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾

بیشک جنت والے آج خوش گپیوں میں مشغول ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۳/۲۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے جو اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا جنتی لوگوں کا یہ شغل ہو گا کہ وہ کنواریوں پر پانی پھینکیں گے۔

***

۳۷۔ سورۃ الصافات

وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾

اور قسم ہے صف باندھنے والوں کی جو صف بستہ کھڑے ہیں پھر ان ڈانٹ پلانے والوں کی جو جھڑک کر ڈانٹتے ہیں اور پھر ان کی قسم جو ذکر الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں۔

ا۔ حاکم نے مستدرک ۲/۴۲۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ان آیات کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ والصافات صفا سے مراد فرشتے ہیں فالزاجرات زجرا سے مراد فرشتے ہیں فالتالیات ذکرا سے مراد فرشتے ہیں۔

....اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾

بیشک ہم نے ان کو چپکنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۵/۲۷۲ میں ذکر کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا لازب چپک جانے والی مٹی کو کہتے ہیں۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲۲﴾

جمع کرو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو اور ان کو جن کی یہ عبادت کرتے تھے اور ان کو کھڑا کرو ان سے پوچھا جائے گا۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۵/۱۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

جب صور پھونکا جائے گا تو تمام مخلوق ایسے کھڑی ہو جائے گی جیسے ایک بندہ کھڑا ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ تمثیلی انداز میں مخلوق کے سامنے تشریف لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے معبودوں کو پوجنے والے اللہ تعالیٰ کو یوں ملیں گے کہ ان کا وہ معبود سامنے ہوگا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے ہوں گے۔

چنانچہ جب یہودی ملیں گے تو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے حضرت عزیرؑ کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں پوچھیں گے تمہیں پانی اچھا لگتا ہے؟ وہ کہیں گے جی ہاں! اللہ تعالیٰ انہیں جہنم دکھائیں گے وہ سراب کی شکل میں ہوگی۔ اتنا بتا کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی وعرضنا جھنم یومئذ للکافرین عرضاہ (الکھف/۱۰۰)

پھر عیسائی ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تمہیں پانی بھلا لگتا ہے؟ وہ کہیں گے جی ہاں! اللہ تعالیٰ انہیں جہنم دکھائیں گے اس کی شکل سراب جیسی ہوگی۔

پھر یوں معاملہ کیا جائے گا ہر اس بندے سے جو اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کی پوجا کرتا رہا ہوگا یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وقفوھم انھم مسئولون۔

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم نے ان کو جھانکنا ہے پس جھانکیں گے تو اسے جہنم کے درمیان میں دیکھ لیں گے۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۶۰/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

وہ جھانکے گا اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہے گا میں نے دیکھا ہے کہ لوگوں کی کھوپڑیاں جوش مار رہی ہیں۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۸۲/۱۵ میں لکھا ہے سواء الجحیم کا مطلب یہ ہے جہنم کا وسط جس کے ارد گرد کانٹے دار جھاڑیاں ہیں۔

یہ حضرت ابن مسعودؓ کا فرمان ہے۔

ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاۡاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾

پھر ان کے لوٹنے کی جگہ ضرور بھڑکتی آگ ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۴۲/۲۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کی قرات میں یہ لفظ یوں ہیں ثم منقلبهم لاالی الجحیم۔

حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے دن دوپہر سے پہلے اہل جنت جنت میں قیلولہ کر رہے ہونگے اور جہنمی جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے۔

یہ ارشاد فرما کر آپؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا (الفرقان/۲۴)

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ﴿۹۰﴾

پھر انہوں نے ستاروں پر ایک نگاہ ڈالی اور کہا میں بیمار ہوں۔ وہ اس سے پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۹۳/۱۵ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

حضرت ابراہیمؑ کے والد نے کہا ہماری عید ہے اگر آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں تو آپ کو ہمارا دین پسند آئے گا چنانچہ جب عید کا دن آیا تو سب لوگ باہر نکلے حضرت ابراہیمؑ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ تھوڑا راستہ طے ہوا تھا کہ آپؑ کے دل میں ایک بات آئی آپؑ نے فرمایا میں علیل ہوں میرا پاؤں درد کر رہا ہے۔ انہوں نے آپؑ کا پاؤں روند ڈالا جبکہ آپؑ لیٹے ہوئے تھے۔

جب لوگ چلے گئے تو آپؑ نے انہیں پیچھے سے پکار کر فرمایا:

وتاللہ لاکیدن اصنامکم (الانبیاء/۵۷)

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾

پس ہم نے ان کو ایک حوصلہ مند بچے کی خوشخبری دی پس جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے لگا تو اس نے کہا اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تم غور کر لو تمہاری کیا رائے ہے اس نے کہا اے ابا جی! آپ وہ کر ڈالیں جو تم کو حکم ہوا ہے عنقریب تم مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

ا۔ حاکم نے مستدرک ۵۵۹/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت اسحاقؑ ذبح ہوئے تھے۔

۲۔ طبری نے جامع ۵۱-۵۲/۲۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کے ایک پاس آدمی نے فخریہ طور پر کہا کہ میں فلاں شیوح کرام کا بیٹا ہوں تو آپؓ نے فرمایا ایسے فخر والے تو صرف یوسف بن یعقوب بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراھیم خلیل اللہ ہیں۔

وَ اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

بیشک الیاس رسولوں میں سے تھے۔

ا۔ طبری نے جامع ۶۲/۲۳ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ یوں پڑھا کرتے تھے وان ادریس لمن المرسلین۔

۲۔ طبری نے جامع ۵۰۹/۱۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

حضرت ادریس اور حضرت الیاسؑ ایک ہی شخصیت ہیں ہیں جیسا کہ حضرت اسرائیل حضرت یعقوبؑ ہی ہیں۔

سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ﴿۱۳۰﴾

الیاس پر سلام ہو۔

۱۔ طبری نے جامع ۶۲/۲۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کی قرات میں یہ لفظ یوں ہے سلام علی ادراسین۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۰/۴ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ علما نے فرمایا اس آیت مبارکہ کا معنی ہے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلامتی ہو۔

وَ اِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْ لَآ اَنَّهٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾

بیشک یونس البتہ رسولوں میں سے تھے جب وہ بھاگ کر بڑی ہوئی کشتی کی طرف گئے پس قرعہ ڈالا تو وہی ڈالے جانے والوں میں سے تھے پس ان کو مچھلی نے نگل لیا اور اس حال میں کہ وہ قابل مذمت تھے۔ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوئے تو وہ مچھلی کے پیٹ میں بعثت کے دن تک رہتے پس ہم نے ان کو چٹیل میدان میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ بیمار تھے پس ہم نے ان پر کدو کی بیل اگا دی اور اس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ کی طرف رسول بنایا۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۳۰-۱۳۱/۱۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

حضرت یونسؑ نے اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا اور انہیں بتایا کہ وہ تین دن تک آ جائے گا۔ ان میں تو افراتفری مچ گئی وہ باہر نکل گئے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑانے لگے اور معافی مانگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب روک دیا۔

دوسرے دن حضرت یونسؑ عذاب کا انتظار کرنے لگے مگر کوئی آثار نظر نہ آئے، اس زمانہ میں قانون یہ تھا کہ جو جھوٹ بولتا تھا وہ دلیل سے بھی خالی ہوتا تھا اسے قتل کر دیا جاتا تھا۔

حضرت یونسؑ ناراض ہو کر باہر چلے گئے اور کشتی میں سوار لوگوں کے پاس آ گئے۔ انہوں نے آپؑ کو سوار کر لیا اور پہچان گئے۔ آپؑ جیسے ہی کشتی میں سوار ہوئے کشتی رک گئی جبکہ اس کے دائیں بائیں کشتیاں رواں دواں تھیں۔ وہ پوچھنے لگے کہ تمہاری کشتی کو کیا ہوا ہے۔ یہ لوگ کہتے کہ ہمیں نہیں پتہ ہے۔

حضرت یونسؑ نے فرمایا اس کشتی میں ایک غلام ہے جو آقا جل و علی سے بھاگا ہوا ہے اور یہ کشتی تب تک نہیں چلے گی جب تک تم اسے پانی میں نہ ڈال دو گے۔

لوگوں نے کہا اے اللہ کے نبیؑ اگر وہ آپ ہیں تو ہم تو آپ کو ہرگز نہیں ڈالیں گے۔ آپؑ نے فرمایا اچھا قرعہ اندازی کر لو جس کے نام کا قرعہ نکلے گا اسے ڈال دیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا، لوگوں نے آپؑ کو الگ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا تین بار قرعہ اندازی کرو پھر جس کا نام نکلے اسے

ڈال دو، لوگوں نے تین بار قرعہ اندازی کی تو تینوں بار قرعہ آپؑ کے نام نکلا تو آپؑ پانی میں چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کی ذمہ داری لگائی اس نے آپؑ کو لقمہ بنا لیا جبکہ آپؑ زمین کی تہہ کہ طرف رواں تھے۔ حضرت یونسؑ نے کنکریوں کی تسبیح سنی تو آپؑ اندھیروں میں پکار اٹھے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین (الانبیاء/۸۷)۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ایک رات کا اندھیرا تھا ایک سمندر کا اور ایک مچھلی کے پیٹ کا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فنبذناہ بالعراء وھو سقیم-------

اس کی تفسیر حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو میدان میں ڈلوا دیا اس وقت بے پر چوزے کی طرح نرم و نازک تھے اللہ تعالیٰ نے کدو کی ایک بیل اگا دی۔ آپؑ اس کے سائے میں بیٹھتے اور اس سے کھاتے تھے۔ وہ سوکھ گئی تو آپؑ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک بیل سوکھی ہے تو روتے ہیں اور ان لاکھ سے زائد آدمیوں پر آپ کو رونا نہیں آیا جن کی تباہی کا ارادہ فرمایا تھا۔

ایک دن حضرت یونس السلام وہ ان سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک غلام بکریاں چرا رہا ہے۔ آپؑ نے اس سے دریافت فرمایا اے غلام تو کون ہے؟ اس نے فرمایا میں حضرت یونسؑ کی قوم میں سے ہوں۔ آپؑ نے فرمایا جب قوم کے پاس واپس جاؤ تو انہیں بتانا کہ میں حضرت یونسؑ سے مل کر آیا ہوں۔ تو اس نے کہا کہ اگر آپ حضرت یونسؑ ہی ہیں تو آپ کو ضرور علم

ہو گا کہ جو بغیر ثبوت کے بات کرتا ہے اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ میری اس بات کی گواہی کون دے گا؟ حضرت یونسؑ نے فرمایا یہ درخت اور یہ قطعہ زمین! غلام نے کہا انہیں حکم فرما دیجیے۔ حضرت یونسؑ نے ان دونوں سے فرمایا جب یہ غلام تمہارے پاس آئے تو اس کے گواہ بن جانا ان دونوں نے کہا اچھا جی۔

غلام واپس اپنی قوم کے پاس آیا اس کے بھائی بھی تھے۔ پھر یہ غلام بادشاہ کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ میں حضرت یونسؑ سے مل کر آیا ہوں وہ آپ کو سلام کہہ رہے تھے۔ بادشاہ نے کہا اسے قتل کر دو۔ لوگوں نے بتایا کہ اس کے پاس ثبوت ہے۔ چن لوگ اس کے ہمراہ بھیجے گئے یہ درخت اور قطعہ زمین کے پاس آیا اور کہا میں تم کو اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں حضرت یونسؑ سے ملا ہوں۔ ان دونوں نے کہا جی ہم گواہی دیتے ہیں۔

لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ درخت اور زمین نے اس کے لیے گواہی دی ہے پھر بادشاہ کو آ کر جو دیکھا تھا وہ بتا دیا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بادشاہ نے غلام کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی جگہ پر بٹھا دیا اور کہا مجھ سے زیادہ تو اس جگہ کا حق دار ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس غلام نے چالیس سال حکومت کی۔

۲۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۵/۳۶۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سبز سمندر سے ایک مچھلی بھیجی جو سمندروں کو چیرتی آئی اور آ کر اس وقت حضرت یونسؑ کو منہ میں لے لیا جب حضرت یونسؑ نے خود کو سمندر کے حوالے کیا۔

اور اس مچھلی کو حکم دیا حضرت یونسؑ کا گوشت کھانا نہ ہی ہڈی کو نقصان دینا ہے کیونکہ حضرت یونسؑ تمہارا رزق نہیں ہیں بلکہ تیرا پیٹ ان کے لیے جیل ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۲۳/۶۶ مین لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ وانبتنا علیہ شجرة من يقطين کی تفسیر میں فرمایا

وَ مَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌۙ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَۚ﴿۱۶۵﴾

اور ہم میں ہر ایک کا مقام معلوم اور مقرر ہے اور بیشک ہم ہی صف باندھنے والے ہیں۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۳/۷۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا آسمانوں میں سے ایک آسمان ایسا بھی ہے جس پر ایک بالشت جگہ ایسی نہیں جس پر کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو یا کوئی فرشتہ حالت قیام میں نہ ہو یہ فرما کر آپؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی :

وانا لنحن الصافون، وانا لنحن المسجون۔

**⋆

۳۸۔ سورۃ ص

.... وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾

اور فرعون جو کیلوں والا تھا۔

ا۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ نے زاد ۱۰۵/۷ میں لکھا ہے فرعون لوگوں کو یوں سزا دیتا کہ ایک چٹان میں چار میخیں لگا کر وہ چٹان کسی انسان پر رکھوا دیتا

یہ تفسیر حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن معباسؓ سے منقول ہے۔

وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

ہم نے ان کو حکمت اور فیصلہ کن خطاب دے رکھا تھا۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۱۶۲/۱۵ امین لکھ ہے حضرت ابو عبید الرحمن سلمیؒ اور حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں فصل الخطاب سے مراد عدالتی امور میں فیصلہ کرنا ہے۔

یہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت حسن وغیرہ سے منقول ہے۔

اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ ۟ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۟ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَ عَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾

میرے اس بھائی کی ننانوے دنبیاں ہیں اور میری ایک دنبی ہے یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کردو اور بات میں مجھ پر زبردست ہے۔

۱۔ سیوطی نے جامع الدر ۵/۳۰۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس کی مراد یہ ہے کہ یہ میرا دینی بھائی ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۲۳/۹۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت داوٴدؑ نے اکفلنیھا سے زیادہ کچھ نہیں کہا تھا۔

۳-طبری نے جامع ۲۳/۹۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا عزنی فی الخطاب کی تفسیر یہ ہے حضرت داوٴدؑ نے صرف اتنا فرمایا تھا کہ اس ایک سے میری خاطر دستکش ہو جا۔

ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ...

اور داوٴدؑ نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کی ہے پس انہوں نے اپنے رب کی بارگاہ میں استغفار کیا اور رکوع کرتے ہوئے جھک گئے تو رجوع ہوئے پس ہم نے ان کو بخش دیا۔

۱۔ امام شافعیؒ نے اپنی مسند ۱/۱۲۴ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ سورۃ ص میں سجدہ نہیں کرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ یہ ایک نبی کی توبہ ہے۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۵/۳۰۵ میں لکھ ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت داؤدؑ سے فرمایا سر مبارک اٹھائیے میں نے آپ کی بخشش کر دی ہے تو حضرت داؤدؑ نے عرض کیا پروردگار! یہ بخشش کیسے ہوئی جبکہ آپ تو حق کے ساتھ فیصلہ فرماتے ہیں اور بندوں پر ذرہ برابر ظلم نہیں فرماتے؟ میں نے ایک بندے پر ظلم کیا ہے اس سے مال چھینا ہے اسے قتل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی طرف وحی فرمائی کہ بات تو ایسے ہی ہے اے داؤد! جب تم دونوں میرے پاس آؤ گے تو میں فیصلہ تمہارے خلاف ہی کروں گا۔ جب حق واضح ہو جائے گا تو میں آپ کو اس مقتول سے مانگ لوں گا وہ آپ کو میرے حوالے کر دے گا میں اسے خوش کروں گا اور جنت میں داخل کروں گا۔

یہ سن کر حضرت داؤدؑ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور آپ کا جی خوش ہو گیا اور عرض کرنے لگے پروردگار بخشش تو ایسے ہی ہوتی ہے۔

فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾

اور کہنے لگے میں نے مال سے محبت کی ہے اپنے رب کی یاد کی وجہ سے یہاں تک کہ سورج پردیس چلا گیا۔

طبری نے جامع ۲۳/۹۹ میں ذکر فرمایا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ سورج حضرت سلیمانؑ کے سبز یاقوت کے اس پار چھپ گیا تھا، آسمان پر چھایا سبز رنگ اسی یاقوت سے ہے۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾

کہا اے میرے رب مجھے بخش دے ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو بیشک تو عطاء والا ہے۔

سیوطی نے الدر ۳۱۳/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرور دوجہاں ﷺ نے فرمایا:

شیطان میرے پاس سے گزرا تو میں نے اسے پکڑلیا۔ میں نے اس کی گردن دبائی میں اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر محسوس کرنے لگا۔ اس نے کہا مجھے درد ہو رہا ہے مجھے درد ہو رہا ہے۔

اگر ان کے بارے میں حضرت سلیمانؑ کی دعا نہ ہوتی تو میں اسے مسجد کے کسی ستون سے باندھ دیتا اور اہل مدینہ کے بچے اسے دیکھتے۔

....اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

ہم نے ان کو صبر والا پایا وہ ہی خوب بندہ تھا بیشک وہ رجوع کرنے والا ہے۔

۱۔ سیوطی نے الر ۳۱۷/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حضرت ایوبؑ قیامت کے دن تمام صابرین کے سردار ہوں گے۔

هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾

یہ ہوچکا پس وہ گرم پانی اور پیپ کو چکھ لیں اور اس کی شکل کا جوڑا ہو گا۔
ا۔ طبری نے جامع ۱۱۴-۱۱۵/۲۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا اس سے مراد زمہریر ہے۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِى النَّارِ ﴿۶۱﴾
وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جس نے ہم میں سے پہلے کیا ہے پس اس کو آگ کا دوگنا عذاب دینا۔
ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۶/۵۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا مراد سانپ اور اژدھے ہیں۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾
کہہ دو میں اس پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔
ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۷۷ میں یہ لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:
لوگو! جس سے کوئی بات پوچھی جائے اگر اسے علم ہو تو بتا دے ورنہ کہہ دے کہ اللہ اعلم، کیونکہ جس بات کے بارے میں علم نہ ہو اس کے بارے اللہ اعلم کہنا بھی علم کی نشانی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:
قل ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین۔
***

۳۹۔ سورۃ الزمر

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ ......﴿۲۲﴾

کیا پس آیا وہ شخص جس کے سینے کو اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے کھول دیا وہ اپنے رب کی جانب سے نور پر ہے۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۶/۶۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرح صدر کیسے ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب نور دل میں داخل ہوتا ہے تو دل کشادہ ہوتا ہے۔ ہم نے عرض کیا اس کی نشانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ کے گھر کی طرف توجہ لگ جاتی ہے دنیا سے دل اٹھ جاتا ہے اور موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کی فکر ہونے لگتی ہے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ....﴿۲۳﴾

اللہ تعالیٰ ہی نے سب سے بہتر ایک کتاب کی صورت میں اتاری جس کی آیات ایک دوسرے کے مشابہ ہیں وہ بار بار پڑھی جانے والی ہے اس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں۔

۱۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۳/۳۴۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اصحاب محمدؐ میں اکتاہٹ پیدا ہوئی تو انہوں نے آپ سے گزارش کی ہمیں کوئی بات بیان فرمائیں تو یہ قل یا عبادی الذین۔۔اتری

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

کہہ دو اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۴/۱۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ مسجد میں تشریف لائے تو ایک قصہ گو لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ اس کے قریب آئے اور فرمایا اے نصیحت کرنے والے کیا لوگوں کو ناامید کر رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یا عبادی الذین اسرفو علی انفسھم/الایۃ

۲۔ طبری نے جامع ۲۴/۱۱ میں لکھا ہے۔ حضرت شتیر بن شکل اور حضرت مسروق اکھٹے بیٹھے تھے حضرت شتیر نے کہا اگر آپ حضرت ابن مسعودؓ سے سنی ہوئی کوئی بات بیان کریں گے تو میں آپ کی تصدیق کروں گا اور اگر میں بیان کروں تو آپ تصدیق کریں گے۔ حضرت

مستروق نے فرمایا نہیں بلکہ آپ بیان کریں میں تصدیق کروں گا چنانچہ حضرت شتیر نے فرمایا میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے سنا ہے کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ تسلی آمیز آیت یہ ہے یا عبادی الذین اسرفو اعلی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله۔

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِہٖ ؕ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۶۷﴾

اورانھوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر کا حق ادا نہیں کیا تمام زمین اس کے قبضہ میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان لپٹنے والے ہوں گے اس کے دائیں ہاتھ میں وہ سبحان اور بلند و بالا ہے ان تمام معبودوں سے بری الذمہ ہے۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۷۰-۱۷۱/۶ میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے ایک یہوی عالم رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد یا یوں کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اٹھائیں گے زمینوں کو ایک انگلی پر پہاڑوں کو ایک انگلی پر رختوں کو ایک انگلی پر پانی اور تحت الثریٰ کو ایک انگلی اور باقی مخلوق ایک انگلی پر اٹھائیں اور انہیں حکم دے کر فرمائیں گے میں ہوں بادشاہ۔

رحمت کائنات ﷺ یہودی عالم کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے مسکرا پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھی نظر آنے لگیں۔

پھر آپ ﷺ نے آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

وماقدروا الله حق قدره والارض جميعا قبضته يوم القيامة۔ آخر تک۔

❋ ❋ ❋

۴۰۔ سورۃ غافر

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۴۲/٦ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا مجھے وہ سورتیں یاد ہیں جنہیں رسالت مآب ملا کر پڑھا کرتے تھے وہ اٹھارہ تو مفصلات میں سے ہیں اور دو حوامیم میں سے ہیں۔

۲۔ حاکم نے مستدرک ۴۲۷/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حوامیم قرآن مجید۔

۳۔ علامہ بغویؒ نے معالم ۳۷/٦ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں جب حوامیم میں پہنچتا ہوں تو گویا باغوں میں پہنچ جاتا ہوں۔

۴۔ علامہ بغوی نے معالم ۳۷/٦ میں ذکر کیا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قرآن مجید کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو اپنے لوگوں کے لیے ٹھکانہ تلاش کرنے نکلا۔ وہ بارش کے اثر کردہ حصہ زمین پر گزرا اور تعجب کر رہا تھا کہ وہ اچانک وہ گنجان سبزہ والے علاقہ میں پہنچ گیا میں تو پہلے بادل پر متعجب تھا یہ تو اس سے بھی عجیب تر ہے۔ پہلے بادل کی مثال وہ عظمت قرآن کی مثال ہے اور اس گنجان سبزے کی مثال قرآن کے حوامیم ہیں۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا ....﴿۱۱﴾

وہ کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۸/۴۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ آیت مبارکہ سورۃ بقرہ کی اس آیت کی طرح ہے۔

وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم (البقرہ/۲۸)

یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾

اس دن ظاہر ہوں گے اللہ تعالیٰ پر ان کی کوئی چیز مخفی نہیں۔ آج کس کی حکومت ہے اللہ تعالیٰ اکیلے زبردست کی آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا آج کچھ ظلم نہ ہوگا بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والے ہیں۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۵/۳۰۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا چاندی کی طرح سفید ایسی زمین پر لوگوں کو جمع کیا جائے گا جس پر کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی گئی ہوگی پھر منادی کو حکم ہوگا ندا لگائے آج بادشاہی کس کی ہے؟ سب مومن و کافر کہیں گے اللہ اکیلے جبار و قہار کی بادشاہی ہے۔

البتہ مومن کا یہ جواب خوشی اور مزے سے ہوگا جبکہ کافر کا جواب غم اور بے بسی کے ساتھ ہوگا۔

۲۔ سیوطی نے الدر۳۴۸/۵میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کو چاندی چمکدار سفید زمین پر جمع فرمائیں گے اس زمین پر کبھی بھی اللہ کے حکم کے خلاف ورزی نہ کی گئی ہوگی۔

سب سے پہلے یہ بات ہوگی لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار۔ الیوم تجزی کل نفس بما کسب لاظلم الیوم ان اللہ سریع الحساب۔

اور سب سے پہلے خون کے جھگڑے نبٹائے جائیں گے قاتل و مقتول کو لایا جائے گا۔
مقتول کہے گا اپنے اس بندے سے پوچھیے مجھے کس جرم میں قتل کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ضرور۔ چنانچہ بندہ اگر کہے گا کہ میں نے اسے اس لیے قتل کیا تاکہ اللہ کی عزت سربلند رہے تو اس کی بات ٹھیک ہوگی۔ اور اگر یہ بندہ کہے گا کہ میں نے اسے اس لیے قتل کیا تاکہ کسی بندے کی عزت کا کاروبار چلے تو یہ عزت اس کی نہ ہوگی بلکہ یہ قاتل اس قتل کا گناہ اٹھائے گا اور اسے قتل کردیا جائے گا قاتل اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے اور جس طریقہ سے انہوں نے مقتول کو موت کا ذائقہ چکھایا ہوگا اس طریقے سے موت کا ذائقہ چکھیں گے۔

.... وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِۚ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۟ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

اور آل فرعون کو بُرے عذاب نے گھیر لیا۔ ان کو آگ پر صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔ اور جس دن قیامت آئے گی تو اس دن حکم ہوگا آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو۔

۱۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱۳۱/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے اندر رکھی گئی ہیں جو صبح شام جہنم پر پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ ان کی آگ پر پیشی کا طریقہ ہے۔

۲۔ حاکم نے مستدرک ۲۵۳/۲ مین لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرور کونین ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر نیکی کرنے والے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر ثواب دیتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کافر کو ثواب کیا ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے کوئی صلہ رحمی کی ہو یا صدقہ کیا ہو یا کوئی اور نیکی کی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ثواب کے طور پر مال اولاد اور صحت جیسی نعمتوں سے نوازتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا اور آخرت میں کیا ثواب ملے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہاں تو عذاب ہی عذاب ہے۔ آپؐ نے پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائیادخلو آل فرعون اشد العذاب۔

* * *

۴۱۔ سورۃ فصلت

وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَآ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور تم چھپتے نہ تھے کہ تمہارے کان، آنکھیں، چمڑے گواہی دیں گے لیکن تم نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت سے ان اعمال کو نہیں جانتے جو تم کرتے ہو یہی تمہارا وہ گمان ہے جس نے تمہیں ہلاک کیا پس تم خسارہ پانے والے بن گئے۔

۱۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند ۵/۲۱۸ میں یہ لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

میں کعبہ کے پردوں کی اوٹ میں تھا کہ تین آدمی آئے ایک قریشی تھا دو ثقفی یا ایک ثقفی تھا اور دو قریشی تھے۔ ان کے پیٹ بڑے تھے اور عقلیں چھوٹی تھیں۔ وہ ایسے باتیں کر رہے تھے کہ مجھے سنائی نہیں دے رہا تھا البتہ ان میں سے ایک نے کہا تمہیں کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ باتیں سن رہا ہے؟ دوسرے نے کہا ہمارا خیال یہ ہے کہ اگر ہم بلند آواز سے

بات نہ کریں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا اگر کوئی کچھ سن لیتا ہے تو ساری بھی سن سکتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے سرور کونین ﷺ سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں۔

وما کنتم تستترون۔۔۔ من الخاسرین۔

وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ .... ﴿۲۹﴾

اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب تو ہمیں دکھا وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا ہے وہ جنات سے تھے یا انسانوں سے۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۱۵/۳۵۷ میں لکھا ہے اس سے مراد ابلیس اور قابیل ہے جس نے اپنا بھائی قتل کر دیا تھا۔

یہ تفسیر حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ سے منقول ہے۔

وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا ....﴿۳۳﴾

اور اس سے زیادہ کس کی بات زیادہ اچھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا اور نیک عمل کرتا ہے۔

۱۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۱۶۷/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اگر میں مؤذن ہوتا تو مجھے اس بات کی پرواہ نہ ہوتی کہ میں نے حج نہیں کیا میں نے عمرہ نہیں کیا اور میں نے جہاد نہیں کیا۔

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ۩ ﴿۳۸﴾

تم سورج اور چاند کی مت پوجا کرو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو جس نے ان کو بنایا اگر تم اسی کی عبادت کرنے والے پس اگر وہ اس کے تکبر اختیار کریں تو وہ لوگ جو تیرے رب کے ہاں ہیں وہ دن رات اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اکتاتے نہیں۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۴۴۱/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن عباسؓ حم سجدہ کی دونوں آیتوں میں سے آخر آیت پر سجدہ تلاوت کرتے تھے اور حضرت ابن مسعودؓ ان میں سے پہلی آیت پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

***

۴۲۔ سورۃ الشوریٰ

يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾

اس کی مثل کوئی چیز نہیں وہی ہر بات کو سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

ا۔ علامہ ربیع نے اپنی مسند ۲۵/۳ میں لکھا ہے ایک آدمی نے حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا میں اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچانوں؟ آپؓ نے فرمایا اسے یوں پہچانو کہ وہ ساری مخلوق کا خالق ہے اور یہ نہ سوچو کہ وہ اپنی مخلوق سے کس کے مشابہ ہے اور نہ اپنے دل کو اجازت دو کہ وہ یہ سوچتا رہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں چیز جیسا ہے کیونکہ کمثلہ شیئ۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۶/۳ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اپنے پروردگار کی تعریف کر رہے تھے کہ مصعد نے کہا کتنے ہی اچھے پروردگار کا تذکرہ ہو رہا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں تو اس پروردگار کو اس سے بھی بلند مرتبہ خیال کرتا ہوں (لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر)

....وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾
يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ .... ﴿۱۸﴾

اور تم کو کیا خبر شاید قیامت قریب ہو۔ اس کو جلد وہ طلب کرتے ہیں جن کا اس پر ایمان نہیں اور ایمان والے اس سے ڈرنے والے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۵/٦ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

قیامت تب تک قائم نہ ہوگی جب تک اس کی تمنا کرنے والے تمنا نہ کریں گے، آپ سے آیت مبارکہ کے اگلے حصے یستعجل بها الذين لا يومنون بها والذين امنو مشفقون منها کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؐ نے فرمایا مومن تو اس لیے تمنا کریں گے کیونکہ ان کو اپنے ایمان کے بارے میں خوف لاحق ہو جائے گا۔

وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَۙ ﴿۲۵﴾

اور وہ وہی ذات ہے جو توبہ کو بندوں سے قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور جو تم کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۲۵-۲۲٦/۵ میں یہ حدیث مبارکہ ذکر کی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

بندہ مومن اپنے گناہ کو یوں سمجھتا ہے جیسے وہ پہاڑ کے بالکل نیچے کھڑا ہے اور ڈر رہے کہ پہاڑ اس کے اوپر آ گرے گا جبکہ فاجر آدمی گناہ کو یوں سمجھتا ہے جیسے ایک مکھی اس کے ناک پر بیٹھ گئی ہے اور اس نے اسے یوں کیا اور وہ اڑ گئی۔

یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کسی کی توبہ سے اللہ تعالیٰ کو اس آدمی سے بڑھ کر خوشی ہوتی ہے جو کسی خطرناک جنگل میں ہو اس کی سواری بھی اس کے ساتھ تھی۔ اس سواری پر اس کا کھانا پینا، زادراہ اور دیگر ضرورت کا سامان تھا۔ وہ یہ سواری گم کر بیٹھا، پھر اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ اسے موت نے آلیا مگر سواری نہ مل سکی کہنے لگا میں اسی جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سواری گم ہوئی تھی تاکہ وہاں مر سکوں۔

چنانچہ یہ واپس اپنی جگہ پر آگیا اور اسے نیند آگئی۔ جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس کی سواری اس کے پاس کھڑی ہے اس کا کھانا پینا، زادراہ اور دیگر سامان بھی جوں کا توں اس کے اوپر موجود ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۲۵/۱۸ میں لکھا ہے حضرت ھمام بن الحارث کہتے ہیں ہم لوگ حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اس آیت مبارکہ وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات ویعلم ما تفعلون کے متعلق ان سے پوچھیں تو ہم نے دیکھا کہ کچھ لوگ آپؓ کے پاس موجود ہیں اور ایسے مرد کے بارے میں مسئلہ پوچھ رہے ہیں جس نے کسی عورت سے زنا کیا اور پھر شادی کرلی تو حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات ویعلم ما تفعلون۔

وَ یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ ....﴿۲۶﴾

اور وہ لوگ قبول کرتے ہیں جو ایمان والے اور نیک عمل والے ہیں اور اپنے فضل سے بڑھاتا ہے۔

۱۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۷/۱۹۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں پیغمبر اسلام ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں فرمائی کہ ویزیدھم من فضلہ سے مراد یہ ہے کہ ایمان والوں کو ان لوگوں کے حق میں سفارش کا حق دیا جائے گا جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہو گی اور انہوں نے دنیا میں ان ایمان والوں سے کوئی احسان کیا ہو گا۔

.... اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ﴿۳۳﴾

بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے نشانیاں ہیں۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/۴۴۶ میں لکھا ہے حضرت ابو ظبیان فرماتے ہیں ہم حضرت علقمہ کے ہاں قرآن مجید پیش کرتے تھے کہ حضرت علقمہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ان فی ذالک لآیات لکل صبار شکور اور فرمایا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے ارشاد فرمایا صبر نصف ایمان ہے۔

.... وَ اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۲﴾

بیشک تم سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والے ہو۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/۴۴۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس آیت میں صراط مستقیم سے مراد قرآن مجید ہے۔

* * *

۴۳۔ سورۃ الزخرف

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ ...﴿۳۲﴾

کیا تیرے رب کی رحمت یعنی نبوت کو یہ لوگ تقسیم کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ہم نے ان کے روزی کے سامان کو ان کے مابین تقسیم کیا ہے۔ اور ایک دوسرے پر ان کے درجات بلند کیے تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام نکال سکیں۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۳۳-۳۴/ ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق بھی ایسے ہی تقسیم فرمائے ہیں جیسے رزق تقسیم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی دیتے ہیں جس کو پسند فرماتے ہیں اور اسے بھی جسے محبت نہیں فرماتے مگر ایمان کی دولت سے صرف اسے ہی نوازتے ہیں جس سے پیار ہوتا ہے۔

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ﴿۵۵﴾

جب انہوں نے ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے ان سب سے انتقام لیا اور سب کو ڈبو دیا۔

۱۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۷/۹۱۲ میں لکھا ہے حضرت طارق بن شہاب کہتے ہیں میں حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کی محفل میں اچانک آجانے والی موت کا تذکرہ چھڑ گیا آپؓ نے فرمایا یہ مومن کے لیے تخفیف ہے اور کافر کے لیے حسرت ہے۔ پھر آپؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی فلما اسفونا انتقمنا منهم فاغرقناهم اجمعين۔

وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿٥٧﴾ وَ قَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿٥٨﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٩﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾

جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو تمہاری قوم خوشی کے مارے شور مچانے لگے اور کہنے لگے ہمارے معبود بہتر ہیں یا عیسیٰ بن مریم۔ یہ بات انہوں نے جھگڑے کی وجہ سے تمہیں کہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ جھگڑالو لوگ ہیں وہ عیسیٰ تو ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے نمونہ قدرت بنا دیا اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کر دیں جو زمین پر تمہارے نائب بنیں۔ اور بیشک وہ قیامت کی ایک نشانی ہے پس قیامت کے وقوع میں ہرگز شک نہ کرو اور میری بات مانو یہ سیدھا راستہ ہے۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۸۹-۱۹۰/۵ میں یہ حدیث مبارکہ ذکر کی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

میں معراج کی رات حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰؑ سے ملے انہوں نے آپس میں قیامت کا تذکرہ کیا تو معاملہ حضرت ابراہیم پر چھوڑ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں۔ سب نے معاملہ حضرت موسیٰؑ کی طرف لوٹا دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا مجھے تو کوئی علم نہیں۔ پھر سب نے یہ بات حضرت عیسیٰؑ کے سامنے رکھی تو حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا اس کے وقوع کا وقت تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں البتہ اتنی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے عہد کیا ہوا ہے کہ دجال نکلے گا میرے پاس دو لاٹھیاں ہوں گی۔ وہ جب مجھے دیکھے گا تو ایسے پگھل جائے گا جیسے شیشہ پگھلتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے ہلاک فرما دیں گے۔

وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾

یہ وہ جنت ہے جس کا تم کو تمہارے اعمال کی وجہ سے وارث بنایا گیا ہے۔

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲۳/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

تم پل صراط سے گزرو گے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور جنت میں داخل ہو گے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور درجات کی تقسیم ہو گی تمہارے اعمال کے حساب سے۔

وَ قِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور رسول کے اس قول کی قسم! اے میرے رب یہ کفار قریش ایسی قوم ہے جو ایمان قبول نہیں کرتی۔

ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۲۳۰/۷ میں لکھا ہے یہ آپ ﷺ کا فرمان ہے مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب سے اپنی جھٹلانے والی قوم کا شکوہ کیا ہے اور فرمایا ہےان هولا قوم لا یعلمون ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت مبارکہ میں بتایا ہےوقال الرسول یارب ان قومی اتخذو هذا القرآن مهجورا (الفرقان/۳۰)

اور یہ تفسیر حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت مجاہد وقتادہؒ سے منقول ہے ۔

***

۴۴۔ سورۃ الدخان

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں ایک آدمی نے آ کر عرض کیا کہ میں نے مفصلات ایک ہی رکعت میں پڑھ ڈالی ہیں حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا لیکن اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایسا نہیں کرتے تھے جیسے تو نے کیا ہے۔۔۔۔ چنانچہ ابو اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی تالیف کے مطابق دس رکعات میں بیس سورتیں ہوتی تھیں جن میں سے آخری دو سورتوں میں سورۃ التکویر اور سورۃ الدخان ہوتی تھیں۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۶/۲۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مغرب میں سورۃ الدخان کی تلاوت فرمائی۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا
اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَ قَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾
ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾
يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور تم ان کے لیے ایک ایسے دن کا انتظار کرو جس دن آسمان سے ایک کھلا دھواں ظاہر ہو گا۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم سے عذاب کو ہٹا دو ہم یقین کرنے والے ہیں وہ کیوں کر یاد کریں گے حالانکہ ان کے پاس نمایاں شان والے رسول آئے انہوں نے رخ پھیرا اور کہا سکھایا ہوا مجنون ہے جب ہم ذرا عذاب دور کریں گے تو تم لوٹ جاؤ گے۔ جس دن ہم بڑی پکڑ میں پکڑیں گے بیشک ہم انتقام لینے والے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۶۷/۲۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بڑی پکڑ سے مراد بدر کا دن ہے اور دھوئیں والی علامت گزر چکی ہے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد ۲۱۸-۲۱۷/۷ میں ذکر کیا ہے حضرت مسروق فرماتے ہیں ایک آدمی حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مسجد میں ایک بندہ اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کر رہا ہے اور وہ اس آیت مبارکہ یوم تاتی السماء بدخان مبین الخ کی تفسیر یوں کر رہا ہے کہ قیامت والے دن ایک ایسا دھواں ان پر چھا جائے گا جو زکام کی طرح ان کے اندر سے نکلے گا اور انہیں مصیبت میں ڈال دے گا۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جس کے پاس علم ہو وہ اپنے علم کے مطابق بات کرے اور جو علم نہ رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ یوں کہہ دیا کرے اللہ علم۔ کیونکہ آدمی کے سمجھ دار ہونے کی نشانی ہے کہ وہ جس کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو کہہ دے اللہ اعلم۔

البتہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اہل مکہ نے جب رحمت کائنات ﷺ کی نافرمانی کی تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی حضرت یوسفؑ کے زمانے جیسا قحط دے۔ چنانچہ ان پر

قحط آیا، یہ اتنی تکلیف میں پڑے کہ انہوں نے گری پڑی ہڈیاں کھائیں۔ ان میں سے کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تو بھوک کے مارے اسے آسمان اور اپنے درمیان دھواں سا نظر آتا۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس ھذا عذاب الیم۔

انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ بنو مضر تباہ ہو رہے ہیں ان کے لیے بارش کی دعا فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی انا کاشفوا العذاب پھر جب دوسری بار بارش ہوئی تو یہ دوبارہ وہی کچھ کرنے لگے پھر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی یوم نبطش البطشۃ الکبری انا منتقمون۔ یہ بدر کا دن تھا۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾

بیشک زقوم کا درخت گناہگاروں کا کھانا ہے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۶/۱۳۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ایک آدمی کو یہ آیت مبارکہ سکھائی ان شجرۃ الزقوم، طعام الاثیم۔ وہ آدمی یوں پڑھے طعام الیتیم، حضرت ابن مسعودؓ نے اسے درست پڑھایا لیکن اس نے دوبارہ بھی غلط ہی پڑھا۔ حضرت محسوس کر گئے

کہ یہ درست ادائیگی کر ہی نہیں سکتا۔ آپؓ نے اس سے پوچھا یوں پڑھ سکتا ہے طعام الفاجر اس نے کہا جی ہاں۔ آپؓ نے فرمایا اسی طرح پڑھ لے۔

***

۴۵۔ سورۃ الجاثیۃ

۴۶۔ سورۃ الاحقاف

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۳/۶ میں لکھ ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ختم والی سورتوں میں ایک تیس آیات والی سورت مجھے پیغمبر کائنات سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی۔ اور وہ سورۃ احقاف ہے اور ہوتا یہ تھا کہ جس سورۃ کی تیس سے زیادہ آیات ہوتیں اسے ثلاثین کا نام دیا جاتا۔

وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا
قُضِيَ وَ لَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾

اور اے پیغمبر! اس واقعہ کو بیان کریں جب جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کر دیا اور وہ قرآن سننے لگے غرض جب وہ قرآن کی تلاوت کے پاس آپہنچے تو آپس میں کہنے لگے خاموش ہو جاؤ پھر جب قرآن کی تلاوت ہو چکی تو وہ جن اپنی قوم کو آگاہ کرنے کے لیے ان کے پاس واپس چلے گئے وہاں جا کر انہوں نے کہا ہم ایک ایسی کتاب سن کر آئے ہیں جو

موسیٰؑ کے بعد اتری اور وہ کتاب اپنے سے پہلے تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے وہ کتاب دین حق اور سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۲۵ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گزشتہ رات جنوں کو قرآن پاک سنایا۔

۲۔ امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم ۱/۳۳۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں جنوں والی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نہیں تھا البتہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوتا۔

۳۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند ۹۳-۶/۹۴ میں لکھا ہے حضرت علقمہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا جنوں کہ رات آپ میں سے کوئی رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہم میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نہیں تھا البتہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدم موجودگی محسوس کی تھی۔ ہم کہنے لگے پتہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے یا اٹھا لیا گیا ہے یا پھر جانے کیا ہوا ہے۔ وہ رات انتہائی مشکل رات تھی۔ جب صبح ہوئی۔۔ یا آپؓ نے فرمایا جب سحری کا وقت ہوا تو ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرا کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں۔ ہم نے اپنے اوپر گزرنے والی کیفیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جنوں نے مجھے بلایا تھا میں ان کے پاس گیا اور انہیں قرآن مجید پڑھ کے سنایا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ ہمیں لے کر وہاں تشریف لائے اور مجھے جنوں کے نشانات اور ان کی آگ کے آثار دکھائے۔ یہ جن جزیرہ کے رہنے والے تھے۔

۴۔ حاکم نے مستدرک ۲/۴۵۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

رحمت دو عالم ﷺ بطن نخلہ میں تلاوت قرآن حکیم میں مصروف تھے کہ جن وہاں آ گئے جب انہوں نے قرآن مجید سنا تو کہنے لگے خاموش ہو جاؤ۔ انہوں نے مہ کا لفظ بولا۔ یہ نو تھے۔ ان میں سے ایک کا نام زربعہ تھا۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں:

واذ مرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروہ قالوا انصتو سے ضلال مبین تک۔

۵۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں ۵/۴۶ میں لکھا ہے حضرت معن بن عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے اپنے والد صاحب کو یہ فرماتے سنا تھا اس رات کس نے انہیں بتایا کہ یہ نبی پاک ﷺ ہیں۔ حضرت مسروق نے فرمایا مجھے آپ کے والد محترم نے بتایا تھا کہ ایک درخت نے انہیں اس بات کی خبر دی تھی۔

۶۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۷۷-۱۷۸/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

ہم مکہ مکرمہ میں رحمت کائنات ﷺ کے ہمراہ تھے آپ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ ایک جماعت میں تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک آدمی میرے ساتھ کھڑا ہو جائے اور دیکھو ایسا آدمی کھڑا نہ ہو جس کے دل میں ذرہ برابر بھی دھوکہ ہو۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں آپ ﷺ کے ہمراہ ہولیا۔ ہم باہر نکل گئے اور مکہ کی بلند جگہ پر پہنچ گئے میں نے وہاں بہت بڑا مجمع دیکھا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا میرے آنے تک یہیں کھڑے رہنا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں وہیں کھڑا ہوگیا جبکہ رسالتمآب ﷺ ان کی طرف تشریف لے گئے۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ چھلانگیں لگا لگا کر آپ ﷺ کی طرف آرہے ہیں۔ آپ ﷺ نے رات کا طویل حصہ ان کے ساتھ گزارا اور فجر کے وقت میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا اے ابن مسعودؓ آپ یوں ہی کھڑے رہے؟ میں نے عرض کیا آپ نے یہی نہیں فرمایا تھا کہ میرے آنے تک کھڑے رہو۔ پھر آپؐ نے پوچھا کیا آپ کا وضو ہے۔ جب آپؐ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو ان لوگوں میں سے دو آدمی آ گئے۔ ان دونوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم پسند کرتے ہیں کہ آپ ہماری امامت کروائیں۔

جب ہم واپس لوٹے تو میں نے آپؐ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ نصیبین کے جن ہیں جو اپنے بعض تصفیہ طلب معاملات میرے پاس لے کر آئے ہیں۔

۷۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۱۴۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا؛

میں جنوں کے وفد والی رات پیغمبر کائنات ﷺ کے ہمراہ تھا، جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو آپ سانس لینے میں دشواری محسوس فرمارہے تھے میں نے پوچھا آپ ﷺ کا کیا حال ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن مسعود!

***

۴۷۔ سورۃ محمد

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ ....﴿۱۵﴾

جس جنت کا اہل تقوی سے وعدہ کیا گیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جس پانی کے رنگ و بو اور ذائقہ میں ذرا تبدیلی نہ ہوگی، اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا ذائقہ ذرا نہ بدلے گا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے بہت مزیدار ہوں گی اور ایسے شہد کی نہریں جو بالکل خالص ہے۔ اور ان اہل جنت کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے ان کے لیے بہت بڑی مغفرت ہوگی۔

ا۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۲۹۵/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ سے پھوٹتی ہیں۔

فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰی لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾

پھر کیا یہ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان کے پاس آ جائے اچانک پس یقیناً اس کی نشانیاں تو آچکی ہیں جب وہ آ جائے گی تو ان کو سمجھنا کیسے یسر ہو گا۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۵۷ میں یہ حدیث مبارکہ درج فرمائی ہے۔ حضرت ابو وائل فرماتے ہیں میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ آپ دونوں حضرات نے فرمایا:

پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

بلاشبہ قیامت سے پہلے ایسے دن بھی آئیں گے کہ جہالت کا نزول ہو گا اور علم اٹھالیا جائے گا اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔ ہم نے عرض کیا ہرج کیا ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا قتل۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۳۳۳ میں لکھا ہے حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں ہم لوگ حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں بیٹھے تھے تو آپؓ نے یہ حدیث مبارکہ ذکر فرمائی۔

قیامت سے پہلے ایسا ہو گا کہ جان پہچان والے کو ہی سلام کیا جائے گا۔ کاروبار اتنے پھیل جائیں گے کہ عورت کو تجارت میں اپنے خاوند کی مدد کرنی پڑے گی رشتہ داری توڑی جائے گی، جھوٹی گواہی دی جانے لگے گی، سچی گواہی چھپائی جائے گی اور لکھنے لکھانے کا کام عام ہو جائے گا۔

۳۔ امام مسلم نے اپنی صحیح ۲۲۲۳-۲۲۲۴/۴ میں یہ حدیث مبارکہ درج فرمائی ہے حضرت یسیر بن جابر فرماتے ہیں:

ایک دفعہ کوفہ میں سرخ آندھی چلی ایک آدمی آیا اس کی زبان پر صرف یہی الفاظ تھے اے ابن مسعودؓ قیامت آگئی۔ حضرت ابن مسعودؓ تکیہ لگائے ہوئے تھے کہ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسی نوبت نہ آجائے کہ وراثت تقسیم نہ ہوسکے اور مال غنیمت پر خوش ہونے والا کوئی نہ ہو۔ پھر آپ نے ملک شام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا وہ ان مسلمانوں سے لڑنے کے لیے ایک لشکر جمع ہوگا اور مسلمان بھی ان سے لڑنے کے لیے ایک لشکر جمع کریں گے۔

حضرت یسیر بن جابر کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ کی مراد اہل روم ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہاں۔۔ اس وقت بڑی سخت لڑائی ہوگی مسلمان کچھ لوگوں کو اس شرط پر تیار کریں گے کہ وہ مر جائیں گے مگر غالب آئے بغیر واپس نہیں آئیں گے۔ چنانچہ ان کی لڑائی شروع ہوجائے گی حتیٰ کہ رات ہوجائے گی۔ دونوں گروہ بغیر واپس آئے لوٹ جائیں گے جبکہ مسلمانوں کا یہ گروہ ختم ہوچکا ہوگا۔ مسلمان پھر ایک اور جماعت کو اس شرط پر تیار کریں گے کہ وہ غالب آئے بغیر واپس نہ آئے۔ ان کی لڑائی شروع ہوگی حتیٰ کہ رات آجائے گی دونوں گروہ بغیر غالب آئے واپس لوٹ جائیں گے جبکہ مسلمانوں کا یہ مخصوص گروہ فنا ہوچکا ہوگا۔

مسلمان پھر ایک جنگی جماعت اس شرط پر ترتیب دیں گے کہ وہ لوگ مر جائیں گے مگر غالب آئے بنا واپس نہ آئیں گے۔ یہ جماعت کفار سے جنگ کرے گی یہاں تک کہ شام ہو

جائے گی۔ دونوں گروہ بغیر غالب آئے واپس ہو جائیں گے جبکہ مسلمانوں کی یہ جماعت جنگ میں کام آجائے گی۔

پھر جب چوتھا دن ہوگا تو باقی تمام اہل اسلام کافروں پر ٹوٹ پڑیں گے اللہ تعالیٰ کفار پر شکست کو مسلت کر دیں گے پس وہ سخت لڑائی کریں گے جو پہلے دیکھی سنی نہ گئی ہوگی یہ ان تک کہ مقتولین کے اطراف پرندہ گزرے گا وہ ان کو عبور نہ کر پائے گا کہ مر جائے گا پھر وہ گویا اگر سو کی تعداد میں تھے انمیں کا ایک زندہ بچے گا۔ تو ان کو غنیمت پر کچھ جوشی نہ ہوگی۔ وہ کیا میراث تقسیم کریں گے۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ ان کو اطلاع ملے گی کہ دجال ان کے علاقوں میں پہنچ گیا ہے۔ وہ سب کچھ چھوڑ کر ادھر متوجہ ہوں گے اور دس شہسوار بطور جاسوس روانہ کریں گے جناب رسول ﷺ نے فرمایا مین ان کے باپوں سمیت ان کے ناموں سے اور ان کے گھوڑوں کے رنگ سے واقف ہوں وہ اس وقت کے سب سے بہتر سوار ہوں گے۔

پیغمبر کائنات ﷺ نے فرمایا میں ان کے نام بھی جانتا ہوں۔ ان کے آبا کے نام بھی جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی مجھے پتہ ہیں۔ وہ اس دن کرہ ارض پر سب سے بہترین گھڑسوار ہوں گے یا آپؐ نے یوں فرمایا کہ وہ اس دن کرہ ارض ہر سب سے بہتر گھڑسواروں میں سے ہوں گے۔

۴۔ علامہ سیوطی نے الدر ۶/۵۲ میں لکھا ہے کہ بیہقی نے یہ روایت درج فرمائی ہے کہ حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں علم کی تلاش میں کوفہ پہنچا تو وہاں ابن

مسعودؓ سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے ان سے پوچھا اے ابو عبد الرحمن! آپ کو قیامت کے متعلق کوئی علم ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں نے رسالت مآب ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تھا تو آپؐ نے فرمایا تھا، قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ:

جھوٹے کو سچا کہا جائے گا خائن کو امانتیں سونپی جائیں گی۔ امانتدار خیانت کرے گا، ہر قبیلہ اور بازار کی سرداری فاسق لوگوں کے پاس ہو گی، جنگیں چھڑ جائیں گی، دل ویران ہو جائیں گے، مرد مردوں پر اور عورتیں عورتوں پر اکتفا کرنے لگ جائیں گی۔ دنیا کا آباد حصہ ویران ہو جائے گا اور کھنڈرات آباد کیئے جائیں گے۔ فتنے نمودار ہوں گے۔ سود کھایا جائے گا گانے کے آلات اور خزانے دریافت ہوں گے۔ شراب نوشی ہو گی۔ پر لیس بہت زیادہ ہو جائے گی اور عیب جو اور طعنہ زنوں کی کثرت ہو گی۔

۵۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن ۱۳۴۹/۲ میں یہ حدیث مبارکہ درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

قیامت سے چہرے مسخ ہوں گے، زمین میں دھنسنے کے واقعات ہوں گے اور تہمتیں لگائی جائیں گی۔

۶۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۷۷-۲۷۸/۵ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں آقاؐ نے فرمایا:

قیامت برے لوگوں پر قائم ہو گی۔

۷۔ حاکم نے مستدرک ۴/۴۹۴ میں یہ حدیث مبارکہ ذکر فرمائی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے پیغمبر دوجہان ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ :

قیامت تب قائم ہوگی جب زمین پر اللہ اللہ نہیں کہا جائے گا۔

۸۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۹۶-۱۹۷/۵ میں یہ حدیث مبارکہ درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا :

قیامت تب قائم ہوگی جب میرے اہل بیت میں میرا ایک ہم نام آدمی آئے گا۔

* * *

۴۸۔ سورۃ الفتح

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۹۴-۱۹۵/۶ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت علقمہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ علیہ کو فرماتے سنا کہ ہم لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حدیبیہ سے واپس آرہے تھے کہ آپؐ نے فرمایا ہمارا پہریدار کون ہوگا؟ حضرت بلالؓ نے فرمایا میں۔ اللہ کے رسول نے فرمایا۔۔۔۔۔۔۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ سورج کے طلوع ہونے تک سب سوئے رہے، پھر چند لوگوں کی آنکھ کھل گئی، ان میں فلاں فلاں اور حضرت عمر فاروقؓ بھی تھے۔ ہم نے کہا آپس میں باتیں کرو چنانچہ آپؐ بھی بیدار ہو گئے اور فرمایا نماز پڑھ لو۔ ہم نے نماز پڑھ لی، آپؐ نے فرمایا جو سو جائے یا بھول جائے تو ایسا ہی کرلیا کرے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی راستہ بھول گئی میں اس کی تلاش میں نکلا تو دیکھا کہ اس کی رسی ایک پودے کے ساتھ اٹک گئی تھی۔ میں اسے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ خوش ہو کر اس پر سوار ہو گئے۔ آپؐ پر جب وحی

نازل ہوتی تھی تو آپ پر یہ وقت بڑا گراں ہوتا تھا اور ہم آپؐ کے چہرہ مبارک سے اس کیفیت کا اندازہ لگا لیتے تھے۔ چنانچہ اب بھی ایسا ہی ہوا آپؐ ایک طرف کو ہو گئے اور اپنا سر مبارک کپڑے سے ڈھانپ لیا۔ بڑی سخت کیفیت کا سامنہ تھا ہمیں پتہ چل گیا کہ وحی نازل ہو رہی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں بتایا کہ ابھی ابھی انا فتحنا لک فتحا مبینا نازل ہوئی ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًاۙ ﴿١﴾

بیشک ہم نے تم کو واضح فتح عنایت کی ہے۔

ا۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۷/۳۰۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ سے مروی ہے کہ تم فتح مکہ کو فتح مبین کہتے ہو جبکہ ہم صلح حدیبیہ کو فتح قرار دیتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ ....﴿٤﴾

وہی ذات ہے جس نے ایمان داروں کے دلوں میں سکون کو اتارا تاکہ ان کا ایمان ایمان کے ساتھ ترقی کرے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۷/۶۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ ایمانا مع ایمانھم کی تفسیر میں فرمایا مراد یہ ہے کہ ان کی تصدیق کے ساتھ تصدیق۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ ....﴿۲۹﴾

محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جوان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں اور اپنے مابین رحم دل ہیں تم ان کو رکوع اور سجدے کی حالت میں پاؤ گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا مندی کو چاہنے والے ہیں ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات ہیں یہ ان کی حالت تورات میں ذکر کی گئی ہے اور ان کی مثال انجیل میں اس طرح کہ جیسے کھیتی جو اپنی سوتی نکالے پھر وہ مضبوط ہوئی اور موٹی ہو گئی پھر وہ اپنی پوری پر کھڑی ہو گئی کسان کو وہ کھیتی خوب بھاتی ہے تاکہ اس کے کفار کو غصہ دلائے۔

سیوطی نے الدر ۳/۱۳۲ میں لکھا ہے کہ زبیر بن بکار نے اخیار المدینہ مین ابو نعیم الدلائل میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا:

ان کی صفت احمد المتوکل ہے۔ ولادت کی جگہ مکہ مکرمہ ہے۔ ہجرت گاہ مدینہ منورہ ہے۔ نہ سخت گو ہے نہ فحش گو، اچھائی کا بدکہ اچھائی سے دیتا ہے۔ برائی کا بدلہ نہیں لیتا۔ اس کی امت حمادون ہے۔ وہ تہبند پنڈلیوں تک باندھتے ہیں۔ ان کے اعضاء چمک دار ہون گے، ان کے صحائف ان کے سینوں میں ہیں۔ لڑائی کی صف کی طرح نماز کی صفیں باندھتے ہیں۔ وہ اپنے خون سے میرا قرب حاصل کرنے والے ہیں وہ رات کو عبادت گزاروں کے میدان کے شیر ہیں۔

۲۔ حاکم نے مستدرک ۲/۴۶۱ میں لکھا ہے۔ حضرت خیثمہ کہتے ہیں، ایک آدمی نے حضرت ابن مسعودؓ سے سورۃ فتح پڑھی جب وہ اس آیت مبارکہ پر پہنچا کزرع اخرج شطاہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار۔ تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تم کھیتی ہو جس کی کٹائی کا وقت آن پہنچا ہے۔

***

۴۹۔ سورۃ الحجرات

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ .... ﴿٢﴾

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی پاک ﷺ کی آواز سے بلند مت کرو۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۸۶/۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت مبارکہ قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی۔

وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ .... ﴿٩﴾

اگر مومنون کے گروہ باہمی لڑپڑیں تو ان کے مابین صلح کراوٴ اگر ان میں ایک سرکشی اختیار کرے تو تم اس سے قتال کرو جو سرکشی کرے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

ا۔ حاکم نے مستدرک ۱۵۵/۲ میں یہ روایت درج کی ہے :

اللہ کے پیغمبر ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا اے ابن مسعود! کیا آپ جانتے ہیں اس امت کے باغیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ کو بہتر علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ ان کے بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے۔

...وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ ﴿۱۱﴾....

برے القاب سے مت پکارو۔ ایمان کے بعد فسق والا نام بہت برا ہے۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۶/۹۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا:

مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہو جانے والے کو کوئی اے یہودی! اے عیسائی! اے مجوسی! کہے اور کسی مسلمان کو اے گنہگار! کہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ؗ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ...

اے ایمان والو! بہت گمان سے احتراز کرو اس لیے کہ بعض گمان گناہ ہیں اور عیب مت ڈھونڈو۔

۱۔ امام ابو داوٴدؒ نے اپنی سنن ۲/۱۹۴ میں یہ لکھا ہے:

حضرت ابن مسعودؓ کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور آپؓ نے کہا گیا اس آدمی کی داڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہمیں تجسس اور ٹوہ لگانے سے منع کیا گیا ہے البتہ اگر کوئی چیز واضح ہو تو ہم اس کے متعلق حکم لگائیں گے۔

اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط ....﴿۱۲﴾

اور ایک دوسرے کی غیبت مت کرو کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس تم اس کو ناپسند کرتے ہو۔

۱۔ طبری نے جامع ۸۶/۲۶ میں لکھا ہے حضرت قاسم معاویہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو یہ فرماتے سنا کہ:

کسی نے مومن کی غیبت سے بڑھ کر کوئی بڑا لقمہ نہیں نگلا۔ اگر کسی نے دوسرے کے بارے میں ایسی بات کی جس کا اسے علم ہے تو اس نے غیبت کی اور اس نے اگر ایسی بات کی جس کے بارے میں اسے کوئی علم نہیں تو اس نے تہمت لگائی۔

۲۔ سیوطی نے ۹۶/۶ میں لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے 'ادب' میں یہ درج فرمایا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

جس کے پاس کسی بندہ مومن کی غیبت کی گئی اور اس نے اس کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں اچھا بدلہ عطا فرمائیں گے۔ اور جس کے پاس کسی کی غیبت کی گئی مگر اس نے اس کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں سزا دیں گے۔

***

۵۰۔ سورۃ ق

۱۔ سیوطی نے الدر ۱۰۱/۶ میں لکھا ہے کہ طبرانی نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

قرآن مجید کی آخری بڑی بڑی سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں، ہم حج کے سلسلہ میں وہاں قیام پذیر تھے اوران سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کچھ نازل نہیں ہوا۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۱۰۱/۶ میں لکھا ہے کہ دارمی، طبرانی، محمد بن نصر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے آپؓ نے فرمایا:

ہر چیز کا خلاصہ اور نچوڑ ہوتا ہے قرآن مجید کا نچوڑ مفصلات سورتیں ہیں۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾

یقیناً ہم نے انسان کو بنایا اور ہم انسان کو جانتے ہیں جو اس کا نفس اس کو وسوسہ ڈالتا ہے اور ہم اس کے شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۱۔ امام مسلم نے اپنی صحیح ۱۱۹/۱ میں یہ حدیث مبارکہ درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وسوسہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ایمان ہی ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾

وہ جو بھی منہ سے بولتا ہے مگر ایک نگران تیار کھڑا ہے (لکھنے کو)۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۱-۱۲/۱ میں یہ حدیث شریف نقل کی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کراماً کاتبین جب کسی آدمی یا عورت کے پاس جاتے ہیں تو ان کے پاس ۴ مہر لگی ایک کتاب ہوتی ہے۔ آدمی یا عورت جو کچھ بولتا ہے وہ لکھتے جاتے ہیں۔

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾

اس دن ہم جہنم کو کہیں گے کہ کیا تو بھر گئی ہے وہ کہے گی کیا اور کچھ ہے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۹/۷ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جہنم میں ہر گرز، ہر زنجیر ہر ہتھوڑا اور ہر تابوت پر اس کے اہل کا نام لکھا ہوا ہے اور جہنم کے سب چوکیدار اس اہل کا انتظار کر رہے ہیں جس کا نام اور حالت وہ جان چکے ہیں۔ جب سب کام پورا ہو جائے گا اور جس کا انتظار کیا جا رہا تھا ان میں سے کوئی بھی باہر نہیں رہ جائے گا تو چوکیدار کہیں گے

بس بس کافی ہیں کافی ہیں۔ اس وقت جہنم کی طنابیں کھینچی جائیں گی۔ کوئی ایسا نہیں رہ جائے گا جس کا انتظار ہو۔

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍۚ ﴿۳۲﴾

یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ہر رجوع کرنے والے حفاظت کرنے والے کے لیے۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۲۰/۷ا میں لکھا ہے حضرت شعبی و مجاہدؒ نے فرمایا:

اواب حفیظ وہ ہوتا ہے جسے تنہائی میں اپنے گناہ یاد آجائیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے ان کی معافی مانگنے لگ جائے۔

یہ حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد مبارک ہے۔

***

۵۱۔ سورۃ الذاریات

۵۲۔ سورۃ الطور

....وَ سَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُۙ ﴿۴۸﴾

اور تم تسبیح کرو اپنے رب کی حمد کے ساتھ جب تم قیام کرو۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۷/۷۸ امیں لکھا ہے حضرت عون بن مالک اور حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

بندہ جب مجلس برخاست کرے تو یوں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے سبحان اللہ وبحمدہ یا یوں کہے سبحانک اللھم وبحمدک۔

اگر مجلس خیر کی ہوگی تو یہ حمد و ثنا میں اضافہ ہو جائے گا اور اگر مجلس خیر کی نہ ہوئی تو یہ کفارہ ہو جائے گا۔

***

۵۳۔ سورۃ النجم

۱۔ سیوطی نے الدر ۱۲۱/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے اعلانیہ جس سورۃ کی تلاوت فرمائی وہ سورۃ النجم ہے۔

۲۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح ۱۴۲/۶ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

پہلی سورت جس میں سجدہ تلاوت ہوا سورۃ النجم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ تلاوت فرمایا۔ آپؐ کے پیچھے کھڑے تمام لوگوں نے بھی سجدہ کیا مگر ایک آدمی کو میں نے دیکھا کہ اس نے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور اس پر سجدہ کر لیا۔ بعد میں میں نے دیکھا کہ وہ کافر ہو کر قتل ہوا۔ یہ امیہ بن خلف تھا۔

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰىۙ ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰىۙ ﴿۶﴾ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰىؕ ﴿۷﴾
ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰىۙ ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰىۚ ﴿۹﴾ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰىؕ ﴿۱۰﴾
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾

اوراس وحی کی تعلیم ان کو ایک بڑا طاقتور فرشتہ کرتا ہے۔ جو خوش منظر اور زور آور ہے وہ اس حالت میں آسمان کے بلند کنارے پر تھا پھر وہ فرشتہ قریب ہوا اور نیچے اتر آیا اور رہ گیا فاصلہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر وحی کی جو وحی کی۔ پیغمبر کے دل نے اس کی تکذیب نہ کی جو اس کی آنکھوں نے دیکھا۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۹۴ میں یہ حدیث ذکر فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

رسول مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ کو دیکھا تھا۔ ان کے چھ سو پر تھے۔

۲۔ طبری نے جامع ۲۷/۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر فرمائی کہ:

حضرت جبرائیلؑ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے قریب آئے کہ ایک یا دو گز کا فاصلہ رہ گیا تھا۔

۳۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۷۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ماکذب الفؤاد مارای کی تفسیر میں فرمایا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ کو ریشمی لباس میں دیکھا۔ زمین و آسمان کا درمیانی خلا ان کے وجود سے بھر گیا تھا۔

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰىۙ ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾
عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰىؕ ﴿۱۵﴾ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰىۙ ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا
طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾

پس کیا تم پیغمبر کی دیکھی ہوئی چیز کے متعلق جھگڑا کرتے ہو اور بلاشبہ انہوں نے اس فرشتہ کو اس کی اصلی شکل میں ایک اور مرتبہ بھی دیکھا اس بیری کے پاس جو حد کی انتہا پر واقعہ ہے۔ اس بیری کے قریب ہے جنت آرام سے رہنے کی۔ اس وقت دیکھا جب بیری کو ڈھانک رکھا تھا جس چیز نے بھی ڈھانک رکھا تھا پیغمبر کی نگاہ نے نہ کجروی اختیار کی اور نہ حد سے بڑھی بیشک انہوں نے اپنے رب کی قدرت کے بڑے عجائبات دیکھے۔

۱-امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی سند ۶/۹ میں درج فرمایا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے:

میں نے حضرت جبرائیلؑ کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا ان کے چھ سو پر تھے ان کے پروں سے موتی اور یاقوت جھڑتے تھے۔

۲- امام حنبلؒ نے اپنی سند ۵/۳۳۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ اسلام کو ان کی اصل شکل میں صرف دو مرتبہ دیکھا تھا۔ پہلی بار اس وقت جب آپ ﷺ نے خود ان سے فرمایا کہ مجھے اپنی اصل شکل دکھائیں۔ انہوں نے اپنا آپ دکھایا تو افق سارا بھر گیا تھا۔

اور دوسری مرتبہ اس وقت جب آپ ﷺ ان کے ہمراہ معراج پر تشریف لے گئے تھے۔ اسی واقعہ کے متعلق ارشاد باری ہے وھو بالافق الاعلی ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین اؤ ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ پھر جب حضرت جبرائیلؑ نے

پروردگار کا قرب محسوس کیا تو اپنی اصلی شکل میں لوٹ آئے اور سجدہ ریز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

ولقد رآہ نزلۃ اخری، عند سدرۃ المنتہی، عند جنۃ الماوی، اذ یغشی السدرۃ ما یغشی، ماذاغ البصر وما طغی، لقد رای من آیات ربہ الکبری۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ نشانی حضرت جبرائیلؑ کی شکل تھی۔

۳۔ طبری نے جامع ۲۷/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ ولقد راہ نزلۃ اخری کی تفسیر میں فرمایا رسالت مآب ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ کو دیکھا موتی جیسے چمکدار نرم پاؤں جیساکہ سبزے پر شبنم کا قطرہ چمکتا ہے۔

۴۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۴۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا : جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہی تک لے جایا گیا یہ چھٹے آسمان پر ہے۔ یہی وہ مقام جو زمین سے اوپر جانے والوں کی انتہا ہے اور اوپر سے نیچے آنے والوں کی بھی انتہا ہے۔ اس سے اوپر نیچے جانے والوں کو پکڑ لیا جاتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اذیغشی السدرۃ ما یغشی سے مراد ہے وہ سونے کا ایک بستر ہے۔

یہاں اس موقع پر آپ ﷺ کو تین تحفے عطا کیے گئے۔ پانچ نمازیں، سورۃ بقرہ کی آخری آیات اور آپ ﷺ کی امت کے ہر اس فرد کے ہلاکت خیز گناہوں کی معافی جس نے شرک نہ کیا ہو گا۔

۵- طبری نے جامع ۲۲-۳۳/۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا سدرۃ المنتہی جنت کا بالائی کنارہ ہے اس پر ریشم و حریر کی چادر ہے۔

۶- امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۴۳/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کا سبز ریشم دیکھا تھا جس نے افق بھر دیا تھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾

بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کے مونثوں والے نام رکھتے ہیں

سیوطیؒ نے الدر ۲/۲۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

فرشتوں کو مذکر سمجھو یہ فرما کر آپؓ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو مونث قرار دیتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ .... ﴿۳۲﴾

وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں مگر معمولی گناہ۔

۱- طبری نے جامع ۳۹/۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، ہونٹوں کا زنا بوسہ لینا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے اور تکذیب بھی، پس اگر شرمگاہ سے کام لے تو زانی ہے اور اگر خیالات کی حد تک رہا تو یہ لمم ہے۔

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا۩ ﴿٦٢﴾

اور اللہ کے لیے سجدہ کرو اور اس کی عبادت کرو۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۸۶/۸ میں لکھا ہے ایک روایت کے مطابق یہاں سجدہ تلاوت ہے، حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد بھی یہی ہے۔

***

۵۴۔ سورة القمر

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾

قیامت قریب آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۷/۵۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

چاند کے ٹکڑے ہونے والا معجزہ ہو چکا ہے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۳۵/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اطہر میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ اس حدیث مبارکہ کے راوی حضرت شبعہ کو شک ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرقتین کا لفظ ارشاد فرمایا یا فلقتین۔

بہر حال ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوجھل ہو گیا اور ایک پہاڑ کے اوپر تھا، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الھم اشھد۔

۳۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مسند ۱۲/۶ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: رحمت دو عالم ﷺ کے زمانہ مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا تھا میں نے پہاڑ کو دیکھا کہ وہ چاند کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان تھا۔

۴۔ طبری نے جامع ۵۰-۵۱/۶۷ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: سرور کائنات ﷺ کے زمانہ اطہر میں چاند کے ٹکڑے ہو گئے تو قریش نے کہا یہ ابن ابی (مراد آپ ﷺ ہیں) کا جادو ہے تم مسافروں سے اس کے متعلق پوچھو۔ چنانچہ لوگوں نے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے بھی دیکھا تھا۔

اس موقع پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی

اقترب الساعۃ وانشق القمر۔

***

۵۵۔ سورۃ الرحمٰن

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۱۰۵/۸ میں فرمایا یہ سورت مدنی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا یہی ارشاد ہے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے ایک آدمی نے عرض کیا میں مفصلات پڑھتا ہوں اور سب ایک رکعت میں جمع کر دیتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا تیرا ناس ہو ایسے پڑھتے ہو گے جیسے شعر پڑھے جاتے ہیں۔ مجھے وہ تمام سورتیں معلوم ہیں جو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ وہ دو قریبی قریبی سورتیں ہوتی تھیں۔ حضرت ابن مسعودؓ سورۃ رحمن کو مفصلات میں سے پہلی سورت گردانتے تھے۔

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾

اس سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔

ا۔ طبری نے جامع ۷۷/۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا مرجان ایک پتھر ہے۔

۲۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۴۶۸/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا مرجان۔

وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِۚ (۲۷)

اور باقی رہے گی ذات تیرے جلال واکرام والے رب کی۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۱۶۵/۷ امیں لکھا ہے حضرت انسؓ سے مروی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا ذا الجلال والاکرام کے الفاظ سے دعا کرنا اپنے اوپر لازم کرلو۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ یہ حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے۔

....كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍۚ (۲۹)

ہر روز وہ ایک نہ ایک شان (کام) میں ہے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۲/۳ میں مختلف حوالہ جات دیکر لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: تمہارے پروردگار کے ہاں نہ کوئی رات ہے نہ دن، آسمانوں کا نور اس کے چہرہ پر جلال کے نور سے ہے۔ یہ جو تمہارے دن ہیں ان میں سے ایک دن کی مقدار اس کے ہاں بارہ گھنٹے ہے۔ تمہارے کل کے کئے ہوئے اعمال آج کے دن صبح کے وقت اس کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ تو وہ عظیم ذات تین گھنٹے ان اعمال پر نظر فرماتی ہے، پھر کوئی ناپسند عمل نظر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی وجہ سے غصہ آجاتا ہے۔

عرش اٹھانے والے فرشتوں کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے غصہ کا پتہ چلتا ہے پھر مقرب فرشتوں کو، پھر حضرت جبرائیلؑ ایک سنکھ میں پھونک مارتے ہیں جو جن وانس کے علاوہ ہر

کسی کو سنائی دیتی ہے۔ پھر یہ سارے تین گھنٹے تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجاتی ہے۔ یوں چھ گھنٹے ہو گئے۔

پھر ماؤں کے رحم پیش کئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ تین گھنٹے انہیں دیکھتے ہیں۔

(یصور کم الارحام کیف یشاء لا الہ الا ھو العزیز الحکیم (آل عمران/٦)

(یخلق مایشاء یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور۔۔۔ یہ آیت حضرت ابن مسعودؓ نے علیم قدیر تک تلاوت فرمائی (الشوری/۴۹)

یوں نو گھنٹے ہو گئے۔

پھر مخلوق کی روزی کے معاملات تین گھنٹے تک دیکھتے ہیں۔ یبسط الرزق لمن یشاء یقدرانہ بکل شئ علیم (الشوری/١٦)

یوں بارہ گھنٹے ہو گئے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کل یوم ھو فی شان یہ ہے تمہارے پروردگار کی ہر روز کی مصروفیت۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾

اور تم پر خالص آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا پھر تم اس کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ٦/ ٧میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا النحاس پیپ کو کہتے ہیں۔

وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾

اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لیے تو باغ ہیں۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۱۴۶/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا دو جنتیں اس کے لیے ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈر گیا۔

۲۔ طبری نے جامع ۸۵/۴۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:

اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اگرچہ اس نے چوری کی ہو۔

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾

اور وہ ایسے گدوں پر تکیہ لگانے والے ہوں گے جن کے اندروں موٹے ریشم کے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۸۶/۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:

تمہیں ان بستروں کے اندر والی چیز کا بتایا گیا ہے تمہیں کیسا لگتا اگر تمہیں ان کے باہر والے کور کا بتایا جاتا!

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾

گویا کہ وہ یاقوت و مرجان ہیں۔

۱۔ امام ترمذیؒ نے اپنی صحیح ۸-۹/۱۰ میں درج فرمایا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

جنت کی عورت ایسی ہوگی کہ ستر کپڑوں کی اوٹ سے بھی اس کی پنڈلی کی سفیدی دکھائی دے گی حتیٰ کہ اس کی پنڈلی کی مخ بھی نظر آئے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کانھن الیاقوت و المرجان۔

یہ یاقوت ایک ایسا پتھر ہے کہ اگر اس میں دھاگہ داخل کیا جائے۔ تو نظر آتا ہے۔

فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴿٦٦﴾

اس میں دو چشمے ابلتے ہوں گے۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۱/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

یہ دو چشمے اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر مشک و کافور کا چھڑکاؤ کریں گے۔

فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾

ان میں نیک سیرت خوبصورت عورتیں ہوں گی۔

۱۔ طبری نے جامع ۹۲/۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا: ہر خیمہ میں ایک بیوی ہوگی۔

۲۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۴۸۳/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

ہر مسلمان کے لیے نیک سیرت بیوی ہوگی اور ہر بیوی کا ایک خیمہ ہوگا جس کے چار طرف دروازے ہوں گے جن سے اس کو ایسے ہدایا ملیں گے اور کرامتیں ملیں گی جو پہلے ان کے ہاں نہ تھے وہ متکبر نہ ہوں گی اور نہ سرکش نہ ان کے منہ سے بدبو آئے گی نہ ان سے بدبو ظاہر ہوگی وہ بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی گویا کہ وہ چھپے ہوئے انڈے ہیں۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾

حوریں ہوں گی جو کہ خیموں میں محفوظ ہوں گی۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۷/۹۳ میں ذکر کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا یہ اندر سے خالی موتی ہے۔

***

۵۶۔ سورۃ الواقعہ

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۷/۲۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے اللہ کے حبیب ﷺ سے سنا کہ جس نے ہر رات سورۃ واقعہ کی تلاوت کی اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾

اس پر ایسے بچے جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے پیالوں اور کوزوں اور جاری پانی کے جام ہوں گے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۶/۱۵۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

جنتی اپنی بیوی کے پاس بیٹھا ہوگا کہ اس کے پاس ایک جام لایا جائے گا وہ اسے پی لے گا پھر اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو کر کہے گا تو میری نظر میں پہلے سے ستر گنا بڑھ گئی ہے۔

وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور پرندے کا گوشت جو وہ چاہیں گے۔

۱۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۷/۴۹۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا:

آپ جنت میں ایک پرندے کی طرف دیکھ رہے ہوں گے آپ کا دل اسے کھانے کو چاہے گا تو وہ اسی وقت بھنا ہوا آپ کے ہاتھوں میں چلا آئے گا۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۶/۱۵۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ

بلاشبہ جنت میں ایک ایسا پرندہ ہے جس کے ستر ہزار پر ہیں، جب اللہ تعالیٰ کے کسی دوست کے سامنے دسترخوان لگایا جائے گا تو یہ پرندہ آکر اس پر گر جائے گا اور اپنے پر جھاڑے گا تو اس کے ہر پر سے شہد کے رنگ سے زیادہ مزیدار، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھی کوئی چیز نکلے گی اور پھر وہ اڑ جائے گا۔

وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾

اور دراز سائے

۱۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۷/۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جنت کا موسم بڑا سہانا ہوگا جیسے طلوع فجر سے سورج کے طلوع کے درمیان کا وقت ہوتا ہے۔

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾

بہت بڑی جماعت، پہلوں میں سے اور پچھلوں میں

طبری نے جامع ۱۰۹-۱۱۰۰/۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہم لوگ رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں بیٹھے بات چیت کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :
گزشتہ رات سارے انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے فرمانبردار امتیوں سمیت مجھے دکھائے گئے ، کسی نبی کے ساتھ اس کی امت کی بڑی تعداد تھی کسی نبی کے ساتھ اس کی امت میں سے ایک جماعت تھی کسی نبی کے ساتھ اس کی امت کے چند افراد تھے ، کسی نبی کے ساتھ ایک آدمی تھا کسی نبی کے ساتھ ایک بھی آدمی نہیں تھا پھر حضرت موسیٰؑ دکھائے گئے ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا ایک جم غفیر موجود تھا۔

میں نے عرض کیا پروردگار! میری امت کہاں ہے ؟ مجھے کہا گیا اپنی دائیں جانب دیکھیں ، میں نے دیکھا تو مکہ مکرمہ کے سارے ٹیلے انسانی چہروں سے بھرے ہوئے ہیں میں نے عرض کیا یہ کون ہیں ؟ مجھے بتایا گیا یہ آپ کی امت ہے ۔ مجھے فرمایا گیا آپ راضی ہو گئے ؟ میں نے عرض کیا پروردگار میں راضی ہوں ۔

مجھے کہا گیا اپنی بائیں جانب دیکھیں ، میں نے دیکھا تو سارا افق انسانی چہروں سے اٹا پڑا تھا ، میں نے عرض کیا پروردگار یہ کون ہیں ؟ مجھے بتایا گیا یہ آپ کی امت ہے ۔ پھر مجھ سے پوچھا گیا آپ راضی ہیں ؟ میں نے کہا میں راضی ہوں پروردگار! میں راضی ہوں پروردگار!

پھر مجھ سے فرمایا گیا ان لوگوں کے ہمراہ آپ کی امت کے ستر ہزار اور لوگ یوں جنت میں داخل ہوں گے کہ ان کا کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائے گا۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس دن رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا تھا مجھے امید ہے میری امت میں میرے فرمانبردار اہل جنت کا چوتھائی ہونگے تو ہم نے نعرہ تکبیر لگایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے تم اہل جنت کا نصف ہوں گے ہم نے نعرہ تکبیر لگایا۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی

ثلة من الاولین، وثلة من الاخرین۔

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾

اچھا پھر یہ تو بتاؤ کہ جس آگ کو تم سلگایا کرتے ہو تو کیا اس آگ کے لیے درخت تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم نے اس کو نصیحت کا باعث اور مسافروں کے لیے بڑے فائدے کی چیز بنایا ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۳/۱۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

تمہاری یہ آگ جب آسمان سے اتاری گئی تو اسے دو دفعہ سمندر میں رکھا گیا جس سے یہ کچھ ٹھنڈی ہو گئی، اگر ایسا نہ کیا جاتا تو تم اس سے فائدہ نہ اٹھا پاتے۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾

کہ یہ کتاب ایک گرامی قدر قرآن جو لوح محفوظ میں درج ہے اس لوح کو سوائے پاک فرشتوں کے اور کوئی مس نہیں کر سکتا۔

۱ ۔ قرطبی نے احکام ۲۲۶/۷ امیں لکھا ہے حضرات علماء کرام کی رائے میں اس بارے اختلاف ہے کہ بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا کیسا ہے۔ اکثریت نے ایسی حالت میں قرآن مجید کو ہاتھ لگانے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کی رائے بھی یہی ہے۔

* * *

۵۷۔ سورۃ الحدید

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ ...﴿۱۰﴾

جن لوگوں نے فتح مکہ سے قبل خدا کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بعد والوں کے برابر نہیں ہیں۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۷/۶۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ نے سب سے پہلے اپنی تلوار کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار فرمایا۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ ...ؕ﴿۱۲﴾

اے نبی! وہ دن قابل ذکر ہے جس دن آپ ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو اس حال میں دیکھیں گے کہ ان کا نور تیز رفتاری سے ان کے آگے اور ان کے دائیں جانب چلتا ہو گا۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۲۷۱/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا:

نوران کے آگے آگے پل صراط کے اوپر چلے گا

۲۔ طبری نے جامع ۱۲۸/۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق روشنی عطا ہوگی، کسی کو کھجور کے تنے جتنا نور عطا ہوگا کسی کو ایک کھڑے آدمی کی لمبائی جتنا نور عطا ہوگا۔ سب سے کم درجہ یہ ہوگا کہ کسی کے انگوٹھے پر نور ہوگا جو کبھی بجھ جائے گا کبھی جل اٹھے گا۔

اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ .... ﴿۱۶﴾

کیا مسلمانوں کے لیے وہ وقت ابھی تک نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت اور اس دین حق کے سامنے جو نازل ہوا جھک جائیں۔

۱۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح مسلم ۲۳۱۹/۴ میں یہ حدیث درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

ہمارے اسلام لانے کے اور اس بات کے درمیان کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آیت مبارکہ کے ذریعہ سرزنش فرماتے چار سال کا فرق ہے۔

... وَ لَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر اس پر ایک طویل مدت گزری ۔ پس ان کے دل سخت ہو گئے اور اب ان کی حالت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر دین سے خارج ہیں۔

طبری نے جامع ۱۳۲/۲۷ میں ذکر فرمایا ہے عتریس بن عوف حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں آئے اور کہا اے عبداللہ! جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تباہ ہوا وہ جس کے دل نے اسے نیکی کا حکم نہ دیا اور جس کے دل نے اسے برائی سے نہ روکا۔

بنی اسرائیل پر جب مدت طویل ہو گئی اور ان کے دل پتھر ہو گئے تو انہوں نے خود سے ایک کتاب گھڑلی جسے ان کے دل بھول گئے۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۱۷۵/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا:

تم پر مدت طویل نہ ہو جائے ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے سنو! جس نے آنا ہے وہ قریب ہے اور دور وہی ہے جس نے آنا ہی نہیں۔

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ..... ﴿۱۹﴾

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو یہی لوگ اپنے رب کے لیے سچے اور گواہی دینے والے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۳۳/۲۷ میں لکھا ہے شہداء کا تذکرہ ہوا تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: کوئی آدمی اپنی یادگیری کے لیے لڑتا ہے کوئی اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لیے لڑتا ہے کوئی دنیا کے لیے لڑتا ہے کوئی غنیمت کے لیے لڑتا ہے۔ راوی حدیث حضرت شعبہ نے ایسی ہی کوئی چیز کہی تھی۔ کوئی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لڑتا ہے جبکہ ایک بندہ اپنے بستر پر جان دے دیتا ہے مگر وہ شہید ہوتا ہے۔ یہ سب فرمانے کے بعد حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی والذین امنو باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم۔

۲۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۴۸/۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس آیت مبارکہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم میں تین قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہے۔ تصدیق کرنے والے، صدیقین اور شہداء جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین و الشھدا و الصالحین (النساء/۶۹)

.... كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ ﴿۲۰﴾ ....
اس کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کہ اس کی پیداوار کاشتکار کو خوش کرتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے پھر اے مخاطب تو اس کو دیکھتا ہے کہ وہ زرد پڑ گئی۔

۱۔ امام رازیؒ نے مفاتیح ۹۹/۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کفار سے مراد یہاں کاشتکار ہیں۔

سَابِقُوْۤا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۙ..... ﴿۲۱﴾

تم اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف بڑھے چلو جس کا عرض ایسا ہے جیسا آسمان وزمین کا پھیلاؤ۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۴۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرور دوعالم ﷺ نے فرمایا:

جنت بندہ سے اس کے جوتے کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے اور یونہی جہنم بھی۔

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ﴿۲۳﴾

تم کو یہ اس لیے بتلایا تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ نہ لگے تم اس پر رنجیدہ نہ ہوا کرو اور جو تم کو عطا کردے تم اس پر اترایا نہ کرو۔

قرطبی نے احکام ۱۷/۲۵۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک ایمان کا ذائقہ نہیں پا سکتا جب تک یہ نہ جان لے کہ جو اسے ملنا ہے وہ کبھی ملنے سے نہیں رہ سکتا اور جو ملنے سے رہ گیا ہے وہ اسے کبھی ملنا ہی نہیں تھا۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی لکیلا تاسوا علی مافاتکم

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ۬ وَ جَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

پھر ان رسولوں کے پیچھے ہم اور رسولوں کو پے در پے بھیجتے رہے اور ان کے بعد ہم نے عیسیٰؑ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے اسے انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے عیسیٰ بن مریم کی پیروی کی ہم نے ان کے قلوب میں شفقت اور رحم پیدا کیا اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا ہم نے رہبانیت کو ان پر لازم نہ کیا تھا مگر ہاں انہوں نے رہبانیت مذکورہ کو اللہ کی خوشنودی کے لیے ایجاد کیا تھا لیکن جو اس کی رعایت کا حق تھا انہوں نے اس کو پورا نہ کیا پھر جو ان میں سے ایمان لائے یعنی آپ پر تو ہم نے ان کو اجر دیا اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۳۸-۱۳۹/۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا:

ہم سے پہلے لوگ تہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ ان میں سے تین فرقے نجات سے ہمکنار ہوئے اور باقی تباہ ہو گئے۔

ان تین فرقوں میں سے ایک فرقہ نے بادشاہوں کا مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے دین اور حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے دین کی خاطر ان سے لڑائی کی تو بادشاہوں نے انہیں شہید کر دیا۔

اور ایک فرقہ میں بادشاہوں سے لڑائی کی طاقت نہیں تھی تو وہ اپنی قوم میں کھڑے ہو کر انہیں اللہ تعالیٰ کے دین اور حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے دین کی دعوت دینے لگے بادشاہوں نے انہیں بھی شہید کر ڈالا اور آروں سے انہیں چیر ڈالا۔

اور ایک فرقہ میں بادشاہوں سے نبرد آزمائی کی طاقت تھی نہ اس کی کہ اپنی قوم میں کھڑے ہو کر انہیں اللہ تعالیٰ کے دین حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے دین کی طرف بلائیں چنانچہ یہ لوگ جنگلوں اور پہاڑوں میں چلے گئے اور وہں تنہائی کی زندگی اختیار کر لی۔

اس بات کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایاورھبانیۃ ابتدعوھا ماکتبناھا علیھم۔ آپؐ نے فرمایا انہوں نے یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کیافمارعوھا حق رعآیتھا کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کے بعد والوں نے اس کام کا صحیح حق ادا نہیں کیا۔

فاتینا الذین اٰمنو اٰمنھم اجرھم کی تفسیر میں آپؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔

وکثیر مھم فاسقون کی تفسیر میں مفسر اور نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرا انکار کیا اور مجھے جھٹلایا۔

* * *

۵۸۔ سورۃ المجادلۃ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَ
تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰی ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹﴾ اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ
الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَیْسَ بِضَآرِّهِمْ شَیْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ
الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾

اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ کی اور ظلم کی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں نہ کیا کرو بلکہ بھلائی اور پرہیزگاری کی باتوں کا باہم مشورہ کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے روبرو تم سب جمع کیے جاؤ گے۔ اس قسم کی بری سرگوشی محض شیطان کی حرکت ہے تاکہ وہ مسلمان کو رنج میں مبتلا کر لے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی حیثیت کے بغیر مسلمانوں کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۱۹۱ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں معلم انسانیت ﷺ نے فرمایا:

جب تم تین ہوں تو دو آدمی اپنے تیسرے آدمی کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کیا کریں کیونکہ یہ بات اس کو رنجیدہ کر دے گی۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ .... ﴿۱۱﴾

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے اور ان لوگوں کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند کر دے گا۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۷/۴۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا:

لوگو! یہ آیت مبارکہ کہ سمجھو یہ تمہیں علم حاصل کرنے کی ترغیب دے رہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں یرفع اللہ الذین امنوامنکم والذین اوتو العلم درجات۔

عالم مومن غیر عالم پر کئی درجے فوقیت رکھتا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ .... ﴿۲۲﴾

اے پیغمبر! آپ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہ دیکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے اعزہ واقرباء ہوں۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۶/۱۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں عبادت گزار سے فرمائیں دنیا کی رغبت تجھے نفس کی راحت کا سامان مہیا کرے گی اور اس سے کٹ کر تیرا میرے پاس آنا تجھے میرے ہاں معزز بنا دے گا۔ تو نے ان حقوق کے بارے کیا عمل کیا جو میرے تجھ پر لازم تھے۔ اس نے عرض کیا اے پروردگار آپ کے کیا حقوق مجھ پر لازم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے کسی دوست سے تو نے دوستی کی یا میرے کسی دشمن سے دشمنی کی؟

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۴۶/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا:

ولو کانوا آباءھم سے مراد حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ ہیں کہ انہوں نے احد کے دن اپنے والد عبداللہ بن الجراح کو قتل کیا تھا۔

اوابناءھم سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں کیونکہ آپ نے بدر کے دن اپنے بیٹے کو لڑائی کی دعوت دی تھی اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا تھا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں لشکر کے اگلے حصہ میں رہوں تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا ابو بکر! آپ ہمارے ساتھ ہی رہیے۔

او اخوانھم سے مراد حضرت مصعب بن عمیرؓ ہیں جنہوں نے احد کے دن اپنے بھائی عبید بن عمیر کو جہنم واصل کیا تھا۔ او عشیرتھم سے مراد حضرت عمر بن خطابؓ ہیں انہوں نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بدر کے دن جہنم واصل کیا تھا اور اس سے مراد حضرت علی

المرتضیؓ ہیں اور حضرت عبیدہؓ ہیں۔ ان لوگوں نے بدر کے دن ربیعہ کے دو بیٹوں عتبہ وشیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا تھا۔

* * *

۵۹۔ سورۃ الحشر

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾

اے مسلمانو! جن کھجور کے درختوں کو تم نے کاٹ ڈالا یا جن کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا کہ وہ اپنی جڑوں پر کھڑے رہے وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے تھا۔

ا۔ زمخشری نے کشاف ۴/۸۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

حضرات صحابہ کرامؓ نے لڑائی کا میدان بنانے کے لیے کچھ درخت کاٹ دیے تھے۔

... وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ.... ﴿۷﴾

اور رسول تم کو جو دیا کرے اسے لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو منع کر دیا کرے اس سے رک جایا کرو۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶/۸۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

ایک عورت تھی ام یعقوب نامی اسے اپنے گھر میں یہ بات پتا چلی تو وہ حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا مجھے پتا چلا ہے کہ آپ نے یوں یوں فرمایا ہے؟ حضرت ابن

مسعودؓ نے فرمایا میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہو۔

اس نے کہا میں نے بھی قرآن مجید پڑھ رکھا ہے میں نے تو یہ بات اس میں نہیں پائی آپؓ نے فرمایا اگر تو نے پڑھا ہوتا تو یہ بات اس میں ضرور پاتی۔ کیا تو نے یہ نہیں پڑھا وما آتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عند فانتھوا اس نے کہا کیوں نہیں یہ تو پڑھا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس میں کوئی شک نہیں کہ سرور دو عالم ﷺ نے اس کام سے منع فرمایا ہے۔

۳۔ علامہ زمحشری نے کشاف ۴/۸۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

انہیں ایک ایسا احرام والا آدمی ملا جس کے اوپر کپڑے تھے، آپؓ نے اسے فرمایا یہ کپڑے اتار دے، اس نے کہا اس بارے قرآن مجید کی کوئی آیت مجھے پڑھ کر سنائیے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ٹھیک ہے پھر آپؓ نے یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

.... وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹

اور جو اپنے طبعی بخل سے بچا لیا گیا وہ وہی کامیاب ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۸/۲۹ میں لکھا ہے حضرت ابو شعثاء اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا حضرت مجھے اندیشہ ہے تباہ ہو جاؤں گا۔ آپؓ نے فرمایا کیوں کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ

فرمان سنا ہے ومن یوق شح نفسہ جبکہ میں اتنا بخیل آدمی ہوں کہ کہ مجال ہے کوئی چیز میرے ہاتھ سے نکل جائے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ وہ بخل نہیں جس کا ذکر اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے، وہ بخل تو یہ ہے کہ تو اپنے کسی بھائی کا مال ظلم سے ہڑپ کرلے، البتہ یہ بخل بھی بڑی بری چیز ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾

ان منافقین کی مثال شیطان جیسی ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے بے تعلق ہوں۔

طبری نے جامع ۲۸/۳۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:

ایک عورت بکریاں چراتی تھی اس کے چار بھائی تھے، وہ ایک رات ایک راہب کے گرجا میں چلی گئی، راہب آیا تو اس نے اس عورت سے بدکاری کرلی جس سے وہ حاملہ ہو گئی۔

اب شیطان اس راہب کے پاس آکر کہنے لگا تم اسے قتل کرکے کہیں دفنا دو کیونکہ تو بندہ بڑا معتبر ہے تیری بات مانی جاتی ہے۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کیا اور دفنا دیا۔

پھر شیطان اس عورت کے بھائیوں کے خواب میں آیا اور ان سے کہنے لگا یہ گرجے والا جو راہب ہے اس نے تمہاری بہن سے منہ کالا کیا ہے جب وہ حاملہ ہو گئی تو اسے قتل کر کے فلاں جگہ دفنا دیا ہے۔

صبح ہوئی تو ان میں سے ایک کہنے لگا اللہ کی قسم میں نے گزشتہ رات ایک ایسا خواب دیکھا ہے میں فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ تمہیں بتاؤں یا رہنے دوں۔

انہوں نے کہا بتاؤ۔ اس نے خواب سنا دیا تو دوسرے نے کہا اللہ کی قسم میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ سب نے کہا یہ تو ایک ہی خواب ہے۔

اس کے بعد یہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے بادشاہ کو اس راہب کے خلاف ابھارا۔

پھر راہب کے پاس آئے اور اسے لے کر بادشاہ کے پاس آئے۔

اب شیطان اسے ملا اور کہا یہ میں ہوں جس نے تجھے اس مصیبت میں ڈالا ہے اب تجھے میرے علاوہ کوئی اور نہیں بچا سکتا ہے تو مجھے ایک سجدہ کر دے تو میں تجھے اس مصیبت سے نجات دلا دوں گا تو راہب نے اسے سجدہ کر لیا۔

جب یہ لوگ اسے بادشاہ کے پاس لائے تو بادشاہ نے اس سے برات کا اظہار کر کے اسے گرفتار کرا دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۶/۲۰۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے سرور دو عالم ﷺ کے زمانہ مبارک کے کفار اور منافقین کی مثال بیان فرمائی ہے کہ ان کی مثال شیطان کی مثال کی طرح ہے جو انسان کو کہتا ہے کہ تو کفر کر۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ...﴿۲۱﴾

اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو تم اس پہاڑ کو دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔

سیوطی نے الدر ۶/۲۰۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ سے مرفوعا نقل ہے کہ لوانزلنا هذا القرآن على جبل لرايته سے سورۃ کے آخر تک۔ یہ آیات سر درد کے دم کے لیے ہیں۔

۲۔ علامہ سیوطیؒ نے الدر ۲۰۱-۲۰۲/۶ میں لکھا ہے آگے ذکر ہونے والی حدیث کے راوی ادریس بن عبدالحکیم الحداد فرماتے ہیں میں نے خلف کے پاس پڑھا جب میں اس آیت مبارکہ لو انزلنا هذا القرآن على جبل پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھو کیونکہ میں نے سلیم کے پاس پڑھا جب میں اس آیت مبارکہ پر پہنچا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھو کیونکہ میں نے اعمش کے پاس پڑھا جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھو کیونکہ میں نے حضرت یحییٰ بن وثاب سے پڑھا جب میں اس آیت مبارکہ پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھو کیونکہ میں نے حضرت علقمہ اور حضرت اسود سے پڑھا جب میں اس آیت کریمہ پر پہنچا تو ان دونوں حضرات نے مجھ سے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھو کیونکہ ہم دونوں نے حضرت ابن مسعودؓ کے پاس پڑھا جب ہم اس آیت کریمہ پر پہنچے تو انہوں نے فرمایا تم دونوں اپنے ہاتھ اپنے

سر پر رکھو کیونکہ میں **معلم** کائنات ﷺ کے پاس پڑھا جب میں اس آیت مبارکہ پر پہنچا تو سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھو کیونکہ حضرت جبرائیلؑ جب یہ آیت مبارکہ لے کر نازل ہوئے تھے تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا اپنا دست اقدس اپنے سر مبارک پر رکھیے کیونکہ یہ آیت مبارکہ سام کے علاوہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے اور سام موت کو کہتے ہیں۔

***

٦٠۔ سورۃ الممتحنۃ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿١٣﴾

اے ایمان والو تم اس قوم سے دوستی مت کرو جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اور وہ آخرت سے اسی طرح مایوس ہیں جیسے کفار اپنے قبروں والوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۲۱۱/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا:

تو یہ لوگ آخرت پر ایمان بھی نہیں لائیں گے اور نہ اس کی امید رکھتے ہیں۔

۲۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۱۲۹/۸ میں فرمایا:

جیسے یہ کافر اس وقت ناامید ہو جائے گا جب مرے گا اور اپنے کیے کا بدلہ دیکھے گا اور اس سے مطلع ہو گا۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۷۶/۱۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے آخرت کے لیے عمل کرنا چھوڑ رکھا ہے اور دنیا کو ترجیح دے لی ہے۔

* * *

٦١۔ سورۃ الصف

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ .... (٦)

اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل! بیشک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جس کا نام احمد ہو گا۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۸۵-۱۸۶/ ۱ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا :

سرور دو عالم ﷺ نے ہمیں نجاشی کے پاس بھیجا ہم کوئی اسی ایک آدمی تھے، ان میں حضرت ابن مسعود، حضرت جعفر، حضرت عبداللہ بن عرفطہ، حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت ابو موسیٰؓ شامل تھے۔ یہ لوگ نجاشی کے پاس آئے۔

قریش نے عمرو بن ابی العاص اور عمارۃ ابن الولید کو تحائف دے کر بھیجا۔ یہ دونوں جب نجاشی کے پاس گئے تو اسے سجدہ کیا پھر اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے اور کہا ہمارے کچھ رشتہ دار آپ کے ملک میں آئے ہیں۔ وہ لوگ ہم سے اور ہمارے دین سے پھر گئے ہیں۔

بادشاہ نے کہا وہ کہاں ہیں؟ ان دونوں نے کہا وہ آپ کے ملک میں ہیں انہیں بلائیے۔

بادشاہ نے انہیں بلا بھیجا۔

حضرت جعفرؓ نے فرمایا میں آج تمہارا متکلم ہوں۔ سب لوگ ان کے پیچھے چل دیے۔

حضرت جعفرؓ نے سلام اور سجدہ نہ کیا۔ لوگوں نے کہا تم نے بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟

حضرت جعفرؓ نے فرمایا ہم لوگ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ بادشاہ نے کہا کیوں؟ حضرت جعفر نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر ﷺ ہماری طرف مبعوث فرمایا ہے انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو بھی سجدہ نہ کریں۔ اور آپؐ نے ہمیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم فرمایا ہے۔

عمرو بن عاص نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے بارے میں بھی آپ سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا تم لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم اور آپ کی والدہ محترمہ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

حضرت جعفرؓ نے فرمایا:

ہم وہی کہتے ہیں جو اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پاکدامن کنواری عورت کی طرف ڈالا جسے کسی انسان نے نہیں چھوا تھا اور نہ ہی ان کے ہاں پہلے کوئی بچہ پیدا ہوا تھا۔

بادشاہ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا اے حبشہ والو اور اے راہبو! اللہ کی قسم ان کی اور ہماری رائے میں ذرہ برابر بھی اختلاف نہیں۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھ آنے والوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں کیونکہ یہ وہی ہستی ہیں جن کا تذکرہ ہم انجیل میں پاتے ہیں اور یہ وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰؑ نے دی ہے۔ تم لوگ جہاں مرضی رہو۔ اللہ کی قسم اگر میں اس بادشاہی میں مصروف نہ ہوتا تو میں ضرور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تاکہ آپؐ کے نعلین مبارک اٹھاؤں اور آپؐ کو وضو کراؤں۔

پھر اس نے حکم دیا کہ ان دونوں کو تحائف واپس کر دئے جائیں۔

حضرت ابن مسعودؓ جلدی واپس آ گئے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے جنگ بدر میں شرکت فرمائی اور ان کا گمان یہ ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ نے جب نجاشی کی وفات کے بارے سنا تو ان کے لیے بخشش کی دعا فرمائی۔

***

٦٢۔ سورۃ الجمعہ

ا۔ علامہ سیوطی نے الدر ۲۴۷/٦ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعۃ المبارک کی نماز میں سورۃ جمعہ اورسبح اسم ربک الاعلی کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا نُودِىَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوْمِ ٱلْجُمُعَةِ فَٱسْعَوْا۟ إِلَىٰ ذِكْرِ ٱللَّهِ وَذَرُوا۟ ٱلْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾

اے ایمان والو! جب نماز کے لیے جمعہ کے دن تم کو آواز دی جائے۔۔۔۔۔)

ا۔ ابن ماجہؒ نے اپنی سنن ۳۴۸/ امیں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت علقمہ فرماتے ہیں میں حضرت ابن مسعودؓ کے ہمراہ جمعہ کی نماز کو گیا۔ آپؓ نے دیکھا تو تین آدمی آپؓ سے پہلے پہنچ چکے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں چوتھا ہوں اور چوتھا بھی زیادہ دور نہیں ہوگا کیونکہ میں نے سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے۔

لوگ جمعہ کو جانے کے حساب سے ہی قیامت کے دن اللہ کے قریب بیٹھیں گے۔ پہلا ہوگا پھر دوسرا ہوگا پھر تیسرا ہوگا پھر آپؐ نے فرمایا جو چوتھا ہوگا وہ بھی زیادہ دور نہیں ہوگا۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۸/۱۱۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جمعہ پڑھنے جلدی جایا کرو کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ ہر جمعہ کو اہل جنت کے لیے سفید کافور میں ظہور فرمایا کریں گے تو لوگ اس کے قرب میں یوں ہوں گے حضرت ابن مبارکؒ نے فرمایا یعنی جس حساب سے دنیا میں جمعہ کو جلدی جایا کرتے تھے۔

حضرت یحییٰ بن سلامؒ نے فرمایا یعنی دنیا میں جمعہ کو جلدی جانے کے حساب سے پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے اکرام میں ایسی چیز پیدا فرمائیں گے جو انہوں نے اس سے قبل دیکھی نہ ہوگی۔

۳۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۳۱۲ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں :

سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا :

کچھ لوگ جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں میرا ارادہ بنتا ہے کہ میں کسی کو جماعت کرانے کا کہوں اور خود جا کر جمعہ سے پیچھے رہ جانے والوں کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨانْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾

جب کوئی تجارتی قافلہ یا کھیل تماشے کی بات دیکھتے ہیں تو اس کے لیے منتشر ہو جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں آپ فرما دیں جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور

تجارت سے بدرجہا بہتر ہے اللہ تعالیٰ سب روزی دینے والوں سے بڑھ کر روزی دینے والا ہے۔

۱۔ ابن ماجہؒ نے اپنی سنن ۱/۳۵۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر ارشاد فرماتے تھے یا بیٹھ کر؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تو نے یہ نہیں پڑھا وترکوک قائما۔

۲۔ امام ترمذیؒ نے اپنی صحیح ۲/۲۹۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:
سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب منبر پر تشریف فرما ہو جاتے تو ہم لوگ آپؐ کی طرف چہرے کر کے بیٹھ جاتے۔

۳۔ حاکم نے مستدرک ۲/۴۸۸ میں لکھا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ نماز طویل کرو اور خطبہ مختصر پڑھو سے مراد نماز جمعہ ہے۔

***

٦٣۔ سورۃ المنافقون

٦٤۔ سورۃ التغابن

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّ مِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲﴾

وہی ذات ہے جس نے تم کو بنایا پس تم میں بعض کافر اور بعض مومن ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھنے والے ہیں۔

قرطبی نے احکام ۱۸/۱۳۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اس کی ماں کے پیٹ میں کافر پیدا کیا تھا اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو ان کی والدہ محترمہ کے بطن میں ہی مومن پیدا کیا تھا۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۲۲۳ میں یہ حدیث شریف نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے

سوا کوئی معبود نہیں تم میں سے کوئی اہل جنت کے اعمال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر کا لکھا غالب آجاتا ہے اور وہ جہنمیوں والے اعمال کرکے جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

اور کوئی بندہ ایسا ہوتا ہے کہ جہنمیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر کا لکھا غالب آجاتا ہے. جس سے اس کا خاتمہ اہل جنت والے اعمال پر ہوتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ ....﴿۱۱﴾

تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے پہنچتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کی رہنمائی کر دیتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح ۱۵۵/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

ومن یومن باللّٰہ یھد قلبہ سے مراد وہ آدمی ہے جسے کوئی مصیبت پہنچے اور وہ رضائے الٰہی پر راضی رہے اور پہچان لے کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم سے آئی ہے۔

* * *

۶۵ ۔ سورۃ الطلاق

ا ۔ امام ابوداوُدؒ نے اپنی سنن ۲۳۱/ ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا :

جو چاہے میں اس کے مباہلہ کے لیے تیار ہوں سورۃ طلاق یہ چھوٹی سورۃ نساء ہے ۔ چار ماہ دس دن والی عدت کے بعد اتری ہے ۔

ا يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ .... ﴿۱﴾

ے نبی !جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو عدت کے وقت سے پہلے طلاق دو اور عدت کو شمار کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے ۔

ا ۔ علامہ بغوی نے معالم ۱۹۱/ ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا :

سنت طلاق یہ ہے کہ بندہ عورت کو طہر میں طلاق دے جس میں اس نے صحبت نہ کی ہو۔

....لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ ... ﴿۱﴾

تم ان کوان کے گھروں سے نہ نکالواور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۷/۹۰میں لکھا ہے اہل علم کی ایک جماعت نے کہا ہے فاحشۃ سے مراد یہ ہے کہ کوئی عورت زنا کی مرتکب پائی گئی ہو پھر اسے شرعی سزا کے نفاذ کے لیے گھر سے باہر لایا گیا ہو پھر سزا کے بعد واپس اس کے گھر لوٹا دیا گیا ہو۔

.... مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ ...﴿۳﴾

جواللہ تعالیٰ کا تقوی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کی راہ پیدا کر دیں گے اور ایسی جگہ سے اس کو رزق دیں گے جہاں سے اس کو تصور بھی نہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۸/۸۹میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا کی تفسیر میں فرمایا:

بندہ جان لے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے اور وہی روکتا ہے۔

۲۔ سیوطی نے الدر۲۳۳/۶میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا مخرجا سے مراد نجات ہے۔

۳۔ سیوطی نے الدر۲۳۳/۶میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے من حیث لایحتسب کی تفسیر میں فرمایا کہ ایسی جگہ سے جہاں سے بندہ جانتا بھی نہیں۔

۴۔ حاکم نے مستدروک ۵۴۳/ ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں :

ایک صحابی رسالت مآب ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور میرا خیال ہے وہ حضرت عوف بن مالکؓ تھے۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ فلاں خاندان نے مجھ پر حلہ بولا اور میرے بیٹے اور اونٹ لے گئے۔

رحمت دوعالم ﷺ نے فرمایا آل محمد ﷺ کے اتنے گھر ہیں۔ اور میرا خیال ہے آپؐ نے فرمایا نو گھر ہیں۔ ان میں کھانے کا نہ ایک صاع ہے نہ مد، البتہ میں اللہ عزوجل سے دعا کروں گا۔

حضرت عوفؓ اپنی اہلیہ کی طرف لوٹ گئے۔ اہلیہ نے پوچھا اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے کیا جواب ارشاد فرمایا ہے؟ حضرت عوفؓ نے انہیں ساری بات بتائی۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کچھ مدت ہی گزری تھی کہ ان اونٹوں اور بیٹوں سے زیادہ اونٹ اور بیٹے ان کو عطا کر دیے گئے۔ یہ پھر رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس سارے معاملے سے مطلع کیا تو رحمت عالم ﷺ منبر پر قیام فرما ہو گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی اور لوگوں کو اللہ عزوجل سے مانگنے اور اسی کی طرف لو لگائے رکھنے کا حکم فرمایا اور یہ آیت مبارکہ ان کے سامنے تلاوت فرمائی :

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔

۴۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۱۷۲/۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا :

سب سے زیادہ کشائش کا بیان کرنے والی آیت قرآن مجید میں یہ ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا۔

... مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ③

جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہے بیشک اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۵۷-۲۵۸/۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا:

جس بندے کو کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے اور وہ اس کے حل کے لیے لوگوں کے پاس چلا جاتا ہے تو وہ اسی لائق ہے کہ اس کی مشکل آسان نہ ہو اور جو اللہ کی بارگاہ میں آجاتا ہے اللہ عزوجل جلد پہنچنے والے رزق سے اس کی مشکل آسان فرما دیتے ہیں یا دیر سے آنے والی موت سے معاملہ حل فرما دیتے ہیں۔

۲۔ طبری نے جامع ۲۸/۹۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ کی تفسیر میں فرمایا توکل کرنے والا وہ نہیں ہے جس کی ضرورت پوری ہو چکی ہو۔

۳۔ سیوطی نے الدر ۲۳۴/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا:

توکل کرنے والا وہ نہیں جو کہتا ہے میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے اور نہ ہی وہ متوکل ہے جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں سے کافی ہو جاتا ہے اور اس کی مصیبتیں دور فرما دیتا ہے اور اس کی ضروریات پوری فرما دیتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے

متوکل کو توں نہ کرنے والے پر یوں فضیلت دی ہے کہ اس کے گناہ مٹا دیتے ہیں اور اسے زیادہ اجر عطا فرمائیں گے۔

قد جعل اللہ لکل شئ قدرا میں فرمایا کہ قدرا سے مراد مدت مقرر اور انتہا ہے۔

۴۔ طبری نے جامع ۲۸/۹۰ میں لکھا ہے حضرت شتیر بن شکل اور حضرت مسروق ایک جگہ اکٹھا بیٹھے تھے کہ حضرت شتیر نے کہا آپ نے جو کچھ حضرت ابن مسعودؓ سے سنا وہ بیان کریں میں اس کی تصدیق کروں گا یا پھر میں بیان کرتا ہوں آپ تصدیق کریں۔

حضرت مسروق نے فرمایا میں نہیں کرتا آپ بیان کریں میں تصدیق کروں گا تو حضرت شتیر نے فرمایا میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے :

خود سپردگی کا بیان کرنے والی سب سے بڑی آیت قرآن مجید میں یہ ہے

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

وَ الّٰٓـِٔیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّ الّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ .... (۴)

اور اگر تم کو اپنی ان مطلقہ عورتوں کی عدت کے بارے میں شبہ ہو جو عورتیں حیض سے مایوس ہو چکیں تو ان کی عدت تین ماہ ہے اسی طرح ان عورتوں کی عدت بھی تین ماہ ہے جن کو حیض آنا نہ شروع ہوا ہو۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۷/۹۲ میں لکھا ہے مراد وہ چھوٹی بچیاں ہیں جو ایام آنے کی عمر کو نہ پہنچی ہوں پس ان کی عدت تین ماہ ہے، رہی وہ جوان لڑکی جسے ایام آتے تھے مگر انتہائی

بوڑھی عورتوں کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کے ایام آنے بند ہو گئے ہوں تو اس کے بارے میں اکثر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اس کی عدت تب تک ختم نہ ہو جب تک دو کام نہ ہو جائیں، یا اس کے ایام دوبارہ شروع ہو جائیں ایسی صورت میں تین حیض شمار کر لیے جائیں گے یا پھر ایسی عمر کو پہنچ جائے جس میں حیض آتا ہی نہیں ایسی صورت میں تین ماہ عدت شمار کر لی جائے گی۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا یہی فرمان ہے۔

وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ ....﴿۴﴾

اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔

۱۔ امام نسائیؒ نے اپنی سنن ۶/۱۹۷ میں یہ حدیث درج فرمائی ہے:

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں اس بات میں مباہلہ کے لیے تیار ہوں کہ یہ آیت عدت والی آیت سے بعد اتری ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ ....﴿۶﴾

تم ان مطلقات کو اپنی طاقت کے مطابق مکان دو جہاں تم آپ رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کی غرض سے تکلیف نہ پہنچاؤ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو وضع حمل تک ان کا خرچہ اٹھاؤ۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۸/۹۵ میں لکھا ہے کہ کچھ علماء نےوان کن اولات حمل سے ہر مطلقہ مرادلی ہے چاہے اس کا خاوند حق رجوع رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔

ان علماء میں حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابن مسعودؓ بھی ہیں۔

۲۔ طبری نے جامع ۲۸/۹۰ میں لکھا ہے حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ طلاق یافتہ عورت کو تین چیزیں دلایا کرتے تھے۔ رہائش خرچہ اور چند استعمال کے کپڑے۔

۳۔ ابن جوزی نے زاد۸/۲۹۷ میں لکھا ہے علماء کرام کی رائے ایسی حاملہ کے بارے مختلف ہے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا مرد کے تمام مال سے اسے نفقہ دیا جائے گا۔

۴۔ امام رازی نے مفاتیح۲۸۶/۲ میں لکھا ہے طلاق یافتہ عورت رہائش کی حقدار ہے۔ یہ حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے۔

***

٦٦۔ سورۃ التحریم

يَآيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿١﴾ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿٢﴾

اے پیغمبر! تم کیوں حرام کرتے ہو اس چیز کو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کر رکھی ہے۔ تم اپنی بیویوں کی رضا کو چاہتے ہو اللہ تعالیٰ بخشنے رحم کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے قسموں سے نکلنا لازم کر دیا اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے اور علم و حکمت والا ہے۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۷/۹۷ میں لکھا ہے لفظ تحریم کے بارے اہل علم کا اختلاف ہے کچھ علماء نے فرمایا یہ قسم نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے یا میں نے تجھے حرام قرار دے دیا ہے تو اگر اس نے اس لفظ سے طلاق کی نیت کی تو اسے طلاق ہو جائے گی اور اگر اس سے ظہار کی نیت کی تو ظہار ہو گا اور اگر اس لفظ سے اس عورت کا جسم حرام قرار دینے کی نیت کی یا مطلق لفظ کہا تو اس مرد پر محض اس لفظ کی وجہ سے قسم کا کفارہ ہو گا۔

اگر کسی کھانے کے بارے میں کہا کہ میں نے اسے اپنے لیے حرام قرار دے لیا تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں آئے گا۔

حضرت ابن مسعودؓ کی رائے یہی ہے اور حضرت امام شافعیؒ نے بھی یہی رائے اختیار فرمائی ہے۔

۲۔ علامہ سیوطی نے الدر ۶/۲۴۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا رسالت مآب ﷺ نے اپنی بعض ازواج مطہرات سے ایلاء فرمایا اور حرام قرار دے لیں، پھر حرام قرار دی ہوئیں کو اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا اور ایلاء کے بارے حکم دیا کہ قسم والا کفارہ ادا فرمایا جائے۔

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾

اور اگر تم پیغمبر کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مددگار بنی رہو گی تو یاد رکھنا کہ پیغمبر کا رفیق اور حامی اللہ تعالیٰ ہے اور جبرائیل اور نیک مومن اور فرشتے اس کے علاوہ مددگار ہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے الدر ۶/۲۴۳ میں لکھا ہے کہ ابن عساکر نے یہ روایت نقل کی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رسالت مآب ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ صالح المومنین سے مراد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خالص توبہ کرو عنقریب تمہارا رب تم پر سے تمہاری غلطیاں مٹا دے گا اور تم کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۸/۱۰۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا توبۃ نصوحا سے مراد ایسی توبہ ہے کہ توبہ کرے تو پھر توبہ توڑے نہ۔

۲۔ حاکم نے مستدرک ۲/۴۹۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا توبۃ النصوح تمام گناہ مٹا دیتی ہے اور یہ بات قرآن مجید میں ہے۔ یہ فرما کر قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

یا ایھا الذین امنوا توبو الی اللہ توبۃً نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم۔

۳۔ امام ابن ماجہؒ نے اپنی سنن ۱۴۱۹-۱۴۲۰/۲ میں یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں پیغمبر آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:

گناہ سے تائب ہو جونے والا ایسے ہے جیسے کسی نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

۴۔ حاکم نے مستدرک ۴/۲۶۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ سات بند ہیں، ایک دروازہ توبہ کے لیے اس وقت تک کھلا ہے جب تک کہ سورج اس کی طرف سے نہ نکلے۔

۵۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۱۹۴-۱۹۵/۵ میں لکھا ہے حضرت عبداللہ بن معفل بن مقرن فرماتے ہیں میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت ابن مسعودؓ کے پاس گیا تو والد محترم نے پوچھا کیا آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ندامت بھی توبہ ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہاں!

***

٦٧۔ سورۃ الملک

١۔ حاکم نے مستدرک ٤٩٨ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاؤں کی طرف کوئی چیز آنے لگتی ہے تو اس کے پاؤں کہتے ہیں تمہارے لیے میری جانب سے کوئی راستہ نہیں۔ یہ ہم پر کھڑا ہو کر سورۃ ملک کی تلاوت کیا کرتا تھا پھر وہ اس کے سینے کی طرف جاتی ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے پیٹ کی طرف جاتی ہے تو پیٹ کہتا ہے تمہارے لیے میری جانب سے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ بندہ میرے ساتھ سورۃ ملک کی تلاوت کرتا تھا۔ پھر وہ سر کی طرف جاتی ہے تو سر کہتا ہے تمہارے لیے میری جانب سے کوئی راستہ نہیں یہ بندہ میرے ذریعے سورۃ ملک کی تلاوت کیا کرتا تھا۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس سورۃ کا نام مانعہ ہے کیونکہ یہ عذاب قبر کو روکتی ہے۔ اور تورات میں بھی یہ سورۃ ملک کے نام سے موجود ہے۔ جس نے رات کو اس کی تلاوت کر لی اس نے گویا کافی سارا پڑھ لیا۔

* * *

٦٨۔ سورۃ القلم

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَۙ ۝١

ن اور قسم ہے قلم کی اور جو لکھتے ہیں۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۱/۴٦ میں لکھا ہے حضرت ابن عباس، حضرت مسعود اور چند دیگر اصحاب رسول ﷺ اجمعین سے روایت ہے:

اللہ تعالیٰ نے زمین ایک مچھلی کے اوپر بنائی ہے اور یہ مچھلی وہی نون ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے ن و القلم ومایسطرون۔

عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍۙ ۝١٣

بدمزاج اور بداصل اس کے علاوہ۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۱۸/۲۳۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جواظ جنت میں جائے گا نہ ہی جعظری اور نہ ہی عتل زنیم۔

ایک آدمی نے عرض کیا جواظ کیا ہے جعظری کون ہے اور عتل زنیم کسے کہتے ہیں؟ معلم کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جواظ وہ ہے جس نے جمع کیا اور روکے رکھا اور جعظری بد مزاج بندہ ہے اور عتل زنیم وہ تند خو بڑے پیٹ والا کئی لوگوں کا کھانا چٹ کر جانے والا۔

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۱۷﴾ وَ لَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ هُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۙ﴿۲۰﴾

بیشک ہم نے ان کو آزمایا جیسا باغ والوں کو آزمایا جبکہ انہوں نے قسمیں اٹھائیں کہ وہ اس باغ کا پھل صبح سویرے توڑ لیں گے اور انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا تو رات کو ان پر تیرے رب کا گھومنے والا گھوم گیا جبکہ وہ سو رہے تھے پس وہ باغ کٹی ہوئی کھیتی کی طرح بن گیا۔

ا۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۸/۲۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں رحمت دو جہان ﷺ نے فرمایا:

لوگو! گناہوں سے بچو کیونکہ بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کی وجہ سے ایسے رزق سے محروم ہو جاتا ہے جو اسے دیا جا رہا ہوتا ہے۔ یہ ارشاد فرما کر آپؐ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

فطاف علیها طائف من ربک وهدنا نائمون، فاصبحت کالصریم۔

یہ لوگ اپنے گناہوں کہ وجہ سے اپنے بہترین باغ سے محروم ہو گئے۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾

وہ کہنے لگے ہائے افسوس! ہم سرکشی اختیار کرنے والے تھے امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس کے بہتر باغ بدلے میں دے ہم اپنے رب کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔

ا۔ علامہ بغویؒ نے معالم ۲۱۱/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

مجھے پتا چلا کہ کچھ لوگوں نے اخلاص سے کام لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر سچائی دیکھی تو بدلے میں ان کو ایسا باغ عطا فرمایا جس کا نام حیوان ہے۔ اس میں ایسے انگور ہیں جن کا ایک گچھا ایک خچر اٹھا سکتا ہے۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَ قَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَ هُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

اس دن کو یاد کرو جس دن تجلی ساق ہوگی اور ان کو سجدہ کی دعوت دی جائے گی وہ اس کی طاقت نہ رکھیں گے ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھا رہی ہوگی ان کو سجدہ کی طرف دعوت دی جاتی تھی اس حال میں کہ وہ بھلے چنگے ہوتے تھے۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۴-۲۵/۲۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مخلوق کے سامنے جلوہ افروز ہونگے۔ مسلمان کا گزر ہوگا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ وہ کہیں گے ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے۔ وہ کہے گا تم اپنے رب کو پہچانتے ہو؟ یہ کہیں گے وہ پاک ہے جب ہمارے سامنے آئے گا تو ہم پہچان لیں گے۔

اس لمحے اللہ تعالیٰ پنڈلی مبارک سے پردہ ہٹائیں گے سب مومن سجدہ ریز ہو جائیں گے اور منافق یوں رہیں گے۔ ان کی پشتیں ایک تختے کی مانند ہو جائیں گی گویا اس میں لوہے کی سلاخیں ہوں۔ منافق کہیں گے اے ہمارے رب!۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے :

تم جب صحیح و سالم تھے تو تمہیں سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا۔

* * *

٦٩ ۔ سورۃ الحاقۃ

وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍۙ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍۙ
....﴿۷﴾

اور پھر عاد کو باد سرکش سے ہلاک کیا گیا جو ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی جو ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل مسلط کر دی گئی۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۹/۳۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

حسوما کا معنی لگا تار ہے۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ﴿۱۸﴾

اس دن تم پیش کیے جاؤ گے تمہاری کوئی چھپنے والی بات نہ چھپ سکے گی۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۹/۳۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

قیامت کے دن لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی۔ دو پیشیاں عذر معذرت اور جھگڑوں کی ہوں گی اور تیسری پیشی میں اعمال نامے ہاتھوں میں اچھال دیے جائیں گے۔

***

۷۰۔ سورۃ المعارج

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًاۙ ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًاۙ ﴿۲۰﴾ وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ
مَنُوْعًاۙ ﴿۲۱﴾

بیشک انسان بے صبرا ہے۔ جب اسے ذراسی تکلیف پہنچتی ہے جزع فزع کرتا ہے اور
جب اس کو خیر کی بات پہنچتی ہے تو اترانے لگتا ہے۔

طبری نے الدر ۶/۲۶۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے الذین ھم علی صلاتھم دائمون
کی تفسیر میں فرمایا کہ نمازوں کے اوقات پر ہمیشگی کرتے ہیں۔

***

۷۱۔ سورۃ نوح

۷۲۔ سورۃ الجن

وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ؕ﴿۱۹﴾

اور یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ خدا کی عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس پر ہجوم کر کے اس پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔

سیوطی نے الدر۲۶۵/۲۷۴میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہجرت سے پہلے کہ بات ہے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ کے نواح میں ہمارے پاس تشریف لائے میرے لیے زمین پر ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کوئی چیز نظر آئے تو ڈرنا نہیں پھر خود تھوڑا آگے تشریف لے جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں بہت زیادہ آدمی تھے گویا۔۔۔۔۔ اور یہ بالکل ایسے تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کادوا یکونون علیہ لبدا۔

***

۷۳۔ سورۃ المزمل

وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًاؕ﴿۴﴾

اور تم قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھو۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۶/۲۷۷ میں لکھا ہے حضرت علقمہ نے حضرت ابن مسعودؓ کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کی تو آپ نے فرمایا اسے ترتیل سے پڑھا کرو کیونکہ ترتیل اسے مزین کر دیتی ہے۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۸-۱۷/۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قرآن مجید کو اچھے طریقے سے پڑھا کرو اور اسے اچھی آوازوں سے مزین کرو اور اسے عرب کے لہجے میں پڑھو کیونکہ یہ عربی ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اسے عرب کے انداز سے پڑھا جائے۔

۳۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۶۳-۶۲/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے گزشتہ رات مفصل سورۃ ایک ہی رکعت میں پڑھی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کیا ایسے جیسے کھجوریں بکھری ہوتی ہیں اور کیا ایسے جیسے شعر جلدی جلدی

پڑھے جاتے ہیں؟ میں وہ سورتیں جانتا ہوں جنہیں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپس میں ملاتے تھے یعنی دو سورتیں ایک رکعت میں۔

۴۔ علامہ بغوی نے معالم ۱۳۸/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قرآن مجید کو کھجوروں کی طرح نہ بکھیرو اور نہ ہی شعر کی طرح جلدی جلدی پڑھو اس کے عجائبات پر رکا کرو اور اس کے ذریعے دلوں کو متحرک کیا کرو، تمہارا مقصد سورۃ ختم کرنا نہ ہو۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ؕ﴿۶﴾

بیشک رات کا اٹھنا نفس کو پامال کرنے میں نہایت موثر اور بات کے اعتبار سے ٹھیک ہے۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۵۰۵/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا حبشہ کی زبان میں ناشئۃ اللیل قیام لیل کو کہتے ہیں۔

اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا ۙ﴿۱۲﴾

بیشک ہمارے ہاں بیڑیاں اور آتش سوزاں ہے۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۲۷۹/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا انکالا کا معنی بیڑیاں۔

... وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ... ﴿۲۰﴾

اور بعض لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لیے زمین میں سفر کریں گے۔ اور کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کرنے والے ہوں گے۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۱۴۲/۷میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا :

جو بندہ کوئی چیز لے کر کسی مسلمان شہر میں آئے صبر کرنے والا ہو اور ثواب کی نیت والا ہو اور اس چیز کو اسی دن کے ریٹ پر بیچ دے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید جتنا درجہ رکھتا ہے۔

یہ فرما کر آپؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی :

وآخرون يضربون فى الارض يبتغون من فضل الله وآخرون يقاتلون فى سبيل الله۔

***

۷۴۔ سورۃ المدثر

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾
وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾
فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾

تم کو دوزخ میں کس چیز نے ڈالا وہ جواب دیں گے نہ تو ہم نماز پڑھتے تھے اور نہ مسکین کو کھانا کھلاتے تھے یہاں تک کہ موت آ گئی پس ایسے لوگوں کو سفارش والوں کی سفارش فائدہ نہ دے گی۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۹/۱۰۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے شفاعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

پھر فرشتے، انبیاء علیہم السلام، شہدا، نیک لوگ اور مومن شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائیں گے میں سب سے بڑا رحم کرنے والا ہوں پھر جتنی مخلوق پہلے آگ سے نکال چکے ہوں گے اس سے زیادہ اب نکالیں گے۔ پھر فرمائیں گے میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔

یہ فرما کر حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اے کافرو!ما سلککم فی سقر، قالوا لم نک من المصلین، ولم نک نطعم المسکین، وکنا نخوض مع الخائضین وکنا نکذب یوم الدین۔

***

۷۵۔ سورۃ القیامۃ

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾

اس دن انسان کہے گا آج کہیں بھاگنے کی جگہ ہے۔ ہرگز نہیں آج پناہ کی جگہ نہیں۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۹/۹۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے لاوزر کا معنی ہے کوئی پناہ نہیں ہوگی۔

۲۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۸/۳۰۲ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا معنی یہ ہے کہ کوئی نجات نہ ہوگی۔

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾

اس دن آپ کے رب ہی کے پاس ٹھکانہ ہوگا۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۹/۹۷ میں ذکر کیا ہے کہ کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تیرے پروردگار کی طرف ہی ہوگا لوٹنا اور واپس جانا۔

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ﴿١٣﴾

اس دن انسان کواس کے اگلے پچھلے اعمال سے آگاہ کر دیا جائے گا۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۹/۱۱۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

بما قدم سے مراد انسان کے اعمال ہیں اور اخر سے مراد اس کا وہ اچھا یا برا طریقہ ہے جس پر اس کے بعد والوں نے عمل کیا۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾

ہر گز نہیں مگر بات یہ ہے کہ تم جلد آنے والی کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔

۱۔ سیوطی نے ۲۸۹-۶/۲۹۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:

دنیا کی چمک اور اچھائی ان کے سامنے کر دی گئی اور آخرت ان سے پوشیدہ کر دی گئی۔

* * *

٧٦۔ سورۃ الانسان

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ... ﴿٢﴾

بیشک ہم نے انسان کو ایسے نطفہ سے بنایا جو ملے جلے اجزا سے مرکب تھا۔

١۔ طبری نے جامع ۲۹/۱۲۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا امشاج کا معنی ہے اس کی رگیں۔

٢۔ قرطبی نے احکام ۱۹/۱۱۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے آدمی کا مادہ تولید اور عورت کا مادہ تولید یہ دو رنگ ہیں۔

.... لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا ﴿١٣﴾

وہ جنت میں نہ سورج کی سخت گرمی پائیں گے اور نہ سخت ٹھنڈک۔

١۔ طبری نے جامع ۲۹/۱۳۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے زمہریر کے بارے میں فرمایا کہ یہ بھی عذاب کا ایک رنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا يذوقون فيها برد اولا شرابا۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۹/۱۳۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ بھی سزا کا ایک طریقہ ہے یہ شدید سردی ہے اتنی شدید کہ جہنمیوں کو جب اس میں ڈالا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ انہیں آگ کا عذاب ایک ہزار سال دے لیا جائے کیونکہ وہ زمہریر کے ایک دن کے عذاب سے ہلکا ہے۔

....وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾

اوران کے پھل ان کے اختیار میں کر دیے جائیں گے۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۶/۲۰۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اہل جنت کے غلمان کہیں گے ہم کہاں سے تیرے پھل توڑ کر لائیں اور کس جگہ سے تجھے پلائیں؟

***

۷۷۔ سورۃ المرسلات

وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًاۙ﴿۱﴾

اور قسم ہے ان ہواؤں کی جو نفع رسانی کے لیے بھیجی جاتی ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۹/۱۴۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا عرفا سے مراد ہوا ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۲۹/۱۴۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا والمرسلات سے مراد فرشتے ہیں۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۱۹/۱۵۲ میں لکھا ہے بعض نے کہا ہے ان سے مراد پند و نصیحت کی باتیں ہیں۔

وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًاۙ﴿۳﴾

پھر ان ہواؤں کی قسم ہے جو زور سے چلتی ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۹/۱۴۲ میں لکھا ہے حضرت ابو عبیدہ ین نے حضرت ابن مسعودؓ سے دریافت کیا الناشرات نشرا کیا ہے تو آپؓ نے فرمایا ہوا۔

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾

اور قسم ہے ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھاڑ کر جدا کر دیتی ہیں اور ان ہواؤں کی جو دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد پیدا کرتی ہیں عذر کرنے یا ڈرانے کو۔

ا۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۸/۳۲۱ میں لکھا ہے آیت کریمہ میں مذکور سب چیزوں سے مراد فرشتے ہیں۔

یہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ کا ارشاد ہے۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۙ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۙ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ڰ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾

کیا ہم نے تم کو ایک ناقدر پانی سے نہیں بنایا پھر ہم نے اس نطفہ کو ایک محفوظ مقام میں ایک مقررہ وقت تک کے لیے رکھا غرض ہم نے اس کی بناوٹ کا ایک اندازہ کیا ہم کیا خوب اندازہ کرنے والے ہیں۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۱۵۸/۱۹ میں لکھا ہے معنی یہ ہے کہ ہم نے بدبخت اور خوش بخت بنائے ہیں اور ہم کتنا ہی اچھا بنانے والے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ نے یہ تفسیر رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت فرمائی ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۙ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا ۙ﴿۲۶﴾

کیا ہم نے زمین کو سب کو سمیٹنے والا نہیں بنایا زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی۔

ا۔ طبری نے جامع ۲۹/۱۴۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ کو اپنے کپڑوں میں ایک جوں ملی تو آپؓ نے اسے مسجد میں دفن کر کے فرمایا:
الم نجعل الارض کفاتا، احیا واموانا۔

اِنَّهَا تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾
وہ دھوئیں کا بادل آگ کی بڑی بڑی چنگاریاں پھینکتا ہے جو محل کی طرح ہیں۔
ا۔ سیوطی نے الدر ۶/۳۰۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا:
وہ چنگاریاں درختوں اور پہاڑوں جتنی نہیں ہوں گی بلکہ وہ شہروں اور قلعوں جتنی ہوں گی۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾
اور جب ان کو کہا جاتا ہے تم رکوع کرو وہ رکوع نہیں کرتے۔
ا۔ طبری نے جامع ۲۹/۱۵۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ نماز تو پڑھتا ہے مگر رکوع نہیں کرتا اور دوسرا اپنا تہبند گھسیٹ کر چلتا ہے تو آپؓ مسکرا پڑے۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت آپ کیوں مسکرائے؟ آپ نے فرمایا مجھے ان دو بندوں نے ہنسا دیا۔ ایک کی اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرمائیں گے اور دوسرے کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔
* * *

۷۸۔ سورۃ النباء

وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾

اور ہم نے برسنے والے بادلوں سے بکثرت پانی برسایا۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۶/۳۰۶ میں لکھا ہے امام شافعیؒ سمیت کئی دیگر حضرات نے یہ اثر نقل فرمایا حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ ایک بادل کو بھیجتے ہیں وہ آسمان سے پانی لیتا ہے پھر وہ پانی دوسرے بادلوں کے پاس لے کر جاتا ہے پس وہ اس بادل کو پیوند کرتا ہے۔ الثجاج وہ بادل جس کا پانی زور سے برسے پھر اس کو ہوائیں پھیرتی ہیں پس مختلف بارش اترتی ہے۔

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾

بیشک جہنم گھات کی جگہ ہے سرکشوں کے لیے ٹھکانہ ہے وہ اس میں حقب ہا حقب تک رہیں گے۔

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۷/۱۶۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جہنمیوں کو اگر پتہ چل جائے کہ وہ جہنم میں اتنی مدت رہیں گے جتنی دنیا میں کنکریاں ہیں تو وہ خوشی سے پھولے

نہ سمائیں اور اگر اہل جنت کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جنت میں اتنا ہی ٹھہرنا ہے جتنی دنیا میں کنکریاں ہیں تو وہ مغموم ہو جائیں۔

ا۔ حاکم نے مستدرک ۲/۵۱۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا:

حقب اسی سال کی مدت کو کہتے ہیں۔

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۔۔۔۔﴿۳۸﴾

جس دن روح اور ملائکہ صف بستہ ہوں گے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۵/۳۰ میں تحریر کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا روح چوتھے آسمان میں رہنے والا ایک فرشتہ ہے۔ وہ آسمانوں، پہاڑوں اور تمام فرشتوں سے بڑا ہے۔ وہ ہر روز بارہ ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر ایک تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں۔ یہ قیامت کے دن اکیلا ایک صف میں کھڑا ہو گا۔

* * *

۷۹۔ سورۃ النازعات

وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًاۙ(۱) وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًاۙ(۲) وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًاۙ(۳)

قسم ہے ان فرشتوں کی جو نہایت سختی سے کھینچنے والے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو نرمی سے روح نکالنے والے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو تیرتے پھرتے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۳۰/۱۸۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے والنازعات غرقا کی تفسیر یوں فرمائی کہ یہ فرشتے ہیں۔

۲۔ قرطبی نے احکام ۱۹/۱۸۸ میں لکھا حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

مراد کافروں کی روحیں ہیں موت کا فرشتہ انہیں کافروں کے جسموں سے کھینچتا ہے۔ ہر بال کے نیچے سے ہر ناخن کے نیچے سے اور قدموں کی جڑوں سے جیسے گرم سلاخوں کو گیلی اون سے کھینچتے ہیں پھر ان کو جسم میں واپس کرتے پھر اس کو کھینچتے ہیں یہ کفار سے سلوک ہوتا ہے۔

۳۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۸/۳۳۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے والسابحات سبحا کی تفسیر میں یہ فرمایا یہ فرشتے ہیں۔

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾

پھر ان فرشتوں کی جو دوڑ کر آگے بڑھتے ہیں۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۱۷۰/۷میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ مومن بندوں کی روحیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے شوق میں خود بخود فرشتوں کی طرف دوڑی اور لپکتی چلی آتی ہیں کیونکہ وہ خوشی دیکھ چکی ہوتی ہیں۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ ﴿۴۱﴾

اور پھر وہ شخص جو اپنے رب کے مقام سے ڈرا اور نفس کی خواہش سے روک لیا پس جنت اس کا ٹھکانا ہے۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۲۰۶/۱۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

تم ایسے زمانے میں ہو کہ حق خواہش کی قیادت کر رہا ہے اور عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ خواہش حق کی قیادت کرنے لگے گی۔ ہم اس زمانے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

***

۸۰۔ سورۃ عبس

۸۱۔ سورۃ التکویر

وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۪ۙ﴿۸﴾ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۚ﴿۹﴾

جب زندہ درگور کی ہوئی بچی سے سوال ہوگا کہ تم کو کس گناہ میں قتل کیا گیا۔

ا۔ امام ابو داوؒدؒ نے اپنی سنن ۱۷۸/۲ میں لکھا ہے حضرت عامر فرماتے ہیں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

زندہ درگور کرنے والی اور زندہ درگور ہونے والی جہنم میں جائے گی۔

حضرت ابن مسعودؓ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث روایت فرمائی ہے۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۙ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۙ﴿۱۶﴾

میں ان ستاروں کی قسم اٹھاتا ہوں جو ایک سمت کو چلتے چلتے پیچھے ہٹنے لگتے ہیں اور پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۳۰/۴۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے الجوار الکنس کی تفسیر میں فرمایا یہ جنگلی گائے ہے۔

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾

وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پوشیدہ باتوں کے بتانے میں بخیل بھی نہیں۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۶/۳۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا:

نہ اسے اس چیز کے بارے میں موردالزام ٹھہرایا جاسکتا ہے جو وہ لے کر آیا اور نہ وہ اس کے حوالے سے بخیل ہے جو اسے عطا کیا گیا۔

***

۸۲۔ سورۃ الانفطار

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ﴿۵﴾

اور ہر نفس جان لے گا جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۳۲۲/۶ یں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا:

جو کچھ آگے بھیجا سے مراد نیک اعمال ہیں اور جو پیچھے رکھا سے مراد وہ اچھا طریقہ ہے جس پر اس کے بعد عمل کیا جائے گا۔ اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس طریقہ پر عمل کرنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔ یا اس سے مراد وہ برا طریقہ ہے جس پر اس کے بعد عمل کیا جائے گا تو اسے بھی اتنا ہی گناہ ہو گا جتنا اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کو ہو گا بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں سے کچھ کم کیا جائے۔

***

۸۳۔ سورۃ المطففین

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۹/۵۱ میں لکھا ہے یہ سورۃ مکی ہے اور حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ضحاک وغیرہ کا یہی ارشاد ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَۙ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ﴿۲﴾ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّ
زَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَؕ ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَۙ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍۙ ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ
النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَؕ ﴿۶﴾

اور بڑی خرابی ہے ماپ تول میں کمی کرنے والوں کی جب وہ لوگوں سے پیمانہ ناپ کرلیں تو پیمانہ پورا بھرلیں اور جب لوگوں کو پیمانہ سے ناپ کردیں یا تول کردیں تو وہ کم کرتے ہیں کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں کہ ان کو اس دن میں دوبواہ زندہ کیا جائے گا وہ بڑا سخت دن ہے۔جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

ا۔ طبری نے جامع ۳۰/۵۷-۵۸ میں لکھا ہے کسی بندے نے حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا اے ابو عبدالرحمن! اہل مدینہ ناپ تول پورا پورا کرتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا انہیں ناپ تول پورا پورا کرنے سے کس نے روکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرما دیا:

ویل للمطففین۔۔۔۔ یوم یقوم الناس لرب العلمین۔

۲۔ طبری نے جامع ۳۰/۵۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ یوم یقوم الناس لرب العلمین کی تفسیر میں فرمایا:

(قیامت کے دن) لوگ چالیس سال تک سر آسمان کی طرف اٹھائے کھڑے رہیں گے ان سے کوئی بات نہیں کرے گا۔ ہر نیک و بد پسینے میں غرق ہوگا۔ پھر کوئی پکارنے والا صدا لگائے گا کیا یہ تمہارے اس پروردگار کی طرف سے انصاف نہیں ہوگا جس نے تمہیں پیدا کیا پھر شکلیں عطا فرمائیں پھر تمہیں رزق عطا فرمایا پھر تم نے اس کے غیر کو اپنا سب کچھ سونپ دیا کہ تم میں سے ہر ایک کو اسی کے سپرد کر دے جس کے سپرد اس نے خود کو دنیا میں کیا ہوا تھا؟ لوگ کہیں گے کیوں نہیں۔

يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍۙ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَؕ﴿۲۶﴾

ان کو خالص مہر شدہ شراب پلایا جائے گا جس کی مہر کستوری کی ہوگی۔

۱۔ طبری نے جامع ۳۰/۶۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا رحیق شراب کو کہتے ہیں۔

۲۔ طبری نے ۳۰/۶۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا مختوم کا معنی ہے ملایا ہوا، اور ختامہ کا معنی ہے اس کا ذائقہ اور اس کی خوشبو۔

۳۔ طبری نے جامع ۳۰/۶۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ختامہ کا معنی یہ نہیں کہ مہر ہوگی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کی ملاوٹ کی جائے گی۔

وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍۙ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَؕ ﴿۲۸﴾

اوراس میں تسنیم کی ملاوٹ ہوگی وہ ایک چشمہ ہے جس سے مقربین پیئیں گے۔

ا۔ طبری نے جامع ۶۹/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تسنیم جنت میں ایک چشمہ ہے اصحاب یمین کے لیے اس کی ملاوٹ کی جائے گی اور مقرب لوگ اس کا پانی پیئیں گے۔

***

۸۴۔ سورۃ الانشقاق

وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْۙ ﴿۳﴾

اور جب زمین کو کھینچ دیا جائے گا۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۱۹/۲۱۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے ارشاد فرمایا:

زمین اتنی وسیع کر دی جائے گی تاکہ مخلوق حساب کے لیے اس پر کھڑی ہو سکے پھر بھی مخلوق کی کثرت کی وجہ سے ہر بندے کو صرف قدم رکھنے کی جگہ ملے گی۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِۙ ﴿۱۶﴾

پس میں شفق کی قسم کھاتا ہوں۔

ا۔ ابن جوزی نے زاد ۶۵-۹/۶۶ میں لکھا ہے حضرت ابن عمرؓ نے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی کہ آپؐ نے فرمایا:

شفق سرخی کو کہتے ہیں۔

حضرت عمر اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ کا بھی یہی ارشاد ہے۔

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿١٩﴾

تم کو ایک حالت کے بعد دوسری حالت میں پہنچنا ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۷۹/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اسے زبر کے ساتھ یوں پڑھا لترکبَن اور فرمایا یہ آسمان ہے۔

۲۔ طبری نے جامع ۷۶/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا آسمان کے اوپر آسمان ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۷۹/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اسے یوں پڑھا لترکبن طبقا عن طبق اور فرمایا یہ آسمان ہے جس کی ایک کے بعد ایک حالت ہوگی اور ایک کے بعد ایک درجہ ہوگا۔

۴۔ طبری نے جامع ۷۹-۸۰/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ آسمان جو ایک کے بعد ایک رنگ بدلے گا۔

***

۸۵۔ سورۃ البروج

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿۱۲﴾

بیشک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

۱۔ حاکم نے مستدرک ۲/۵۱۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا والسماء ذات البروج (البروج/۱) سے جو قسم ہے اس کا جواب قسم ان بطش ربک لشدید سے آخر سورۃ تک ہے۔

***

۸۶۔ سورۃ الطارق

۸۷۔ سورۃ الاعلیٰ

ا۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۸/۴۰۰ میں فرمایا روایت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر میں یہ سورتیں تلاوت فرماتے تھے سبح اسم ربک الاعلی (الاعلی) قل یا ایھا الکافرون (الکافرون) قل ھو اللہ احد (الاخلاص)۔

یہ حدیث مبارکہ حضرت جابر اور حضرت ابن مسعودؓ سے بھی یوں ہی مروی ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿١﴾

تم تسبیح کرو اپنے رب اعلیٰ کے نام کی۔

ا۔ قرطبی نے احکام ۲۰/۱۴ میں لکھا ہے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؑ اور حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ جب اس سورت کی تلاوت شروع فرماتے تو سبحان ربی الاعلی کہتے تاکہ اس کی ابتدا میں ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔

وَ نُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۚ﴿٨﴾

اور آپ کو دین کے لیے آسانیاں بہم پہنچائیں گے۔

۱۔ امام رازی نے مفاتیح ۱۱ /۱۴۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا الیسری جنت ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾

یقیناً وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز ادا کی۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۳۴۰/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب کوئی نماز ادا کرنے نکلے تو اس پر لازم نہیں کہ وہ کچھ صدقہ کرے کیونکہ فرمان الٰہی ہے قدافلح من تزکی، وذکراسم ربہ فصلی۔

۲۔ علامہ بغوی نے معالم ۱۹۶/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس پر جو صدقہ دے پھر نماز پڑھے۔ اس کے بعد آپؓ یہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۲۳/۲۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جس نے نماز کو قائم کیا مگر زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کی نماز بھی کوئی نہیں۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۖ﴿١٦﴾ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿١٧﴾

بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۰۰/۳۰ میں لکھا ہے عرفجہ الثقفی کہتے ہیں میں حضرت ابن مسعودؓ سے سبح اسم ربک الاعلی کی تلاوت کی درخواست کی۔ جب آپؓ بل توثرون الحیوۃ الدنیا پر پہنچے تو قرات چھوڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف توجہ فرمائی اور پوچھا کیا ہم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے لی ہے؟ لوگ خاموش رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے دنیا کو اس لیے ترجیح دی کیونکہ ہم نے اس دنیا کی خوبصورتی، اس کی عورتوں اور کھانے پینے کو دیکھ جو لیا ہے جبکہ آخرت ہم سے پوشیدہ کر دی گئی ہے پس ہم نے اس نقد کو پسند کر لیا اور اس ادھار کو چھوڑ دیا۔

***

۸۸۔ سورۃ الغاشیۃ

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۝٢ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝٣ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝٤

بعض چہرے اس دن جھکے ہوں گے کام کر کے تھک چکے ہوں وہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۱۹۸/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ آگ میں ایسے گھس جائیں گے جیسے اونٹ کیچڑ میں گھس جاتا ہے۔

* * *

۸۹۔ سورۃ الفجر

وَ الْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَیَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّیْلِ اِذَا یَسْرِ ۚ﴿۴﴾

اور قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور قسم ہے رات کی جب وہ رخصت ہونے لگے۔

ا۔ سیوطی نے الدر ۶/۳۴۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے والفجر سے اذا یسر تک تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا یہ قسم ہے، ان ربک لبا لمرصاد جواب قسم ہے۔

وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۪ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۪ۙ﴿۱۱﴾

اور فرعون میخوں والا وہ لوگ جنھوں نے علاقوں میں سرکشی کی۔

ا۔ حاکم نے مستدرک ۵۲۲-۵۲۳/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا:

فرعون نے اپنی بیوی میں چار میخیں ٹھونکیں پھر اس کی پشت پر ایک بہت بڑی چکی رکھوا دی جس سے وہ شہید ہوگئی۔

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾

بیشک تیرا رب البتہ گھات میں ہے۔

۱-حاکم نے مستدرک ۲/۵۳۳ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایاوالفجر، ان ربک لبالمرصاد کے لیے قسم ہے۔

پل صراط کے بعد تین پل ہیں۔ ایک پل پر امانت ہے۔ ایک پل پر رشتہ داری ہے اور ایک پل پر اللہ رب العزت ہے۔

وَ جِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ .... ﴿۲۳﴾

اور اس دن جہنم کو لایا جائے گا۔

۱۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح ۴/۲۱۸۴ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اس روز جہنم لائی جائے گی۔ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر ایک لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔

***

۹۰۔ سورۃ البلد

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ﴿۴﴾

یقیناً انسان کو مشقت میں پیدا کیا۔

۱۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۸/۲۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا النجدین سے مراد بھلائی اور برائی ہے۔

* * *

۹۱۔ سورۃ الشمس

۹۲۔ سورۃ اللیل

ا۔ قرطبی نے احکام ۲۰/۹۰ میں لکھا ہے یہ سورۃ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے یہی بات مروی ہے۔

وَ الَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ﴿۱﴾ وَ النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ﴿۲﴾ وَ مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰۤی ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰی ﴿۴﴾

اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے اور دن کی جب وہ خوب روشن ہو جائے اور اس ذات کی قسم جس نے نر و مادہ بنائے بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے۔

ا۔ علامہ واحدی نے اسباب ۴۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ سونے کے بدلے میں خرید کر آزاد فرما دیا تو اللہ تبارک و تعالی نے واللیل اذا یغشی سے ان سعیکم

لشتی تک آیات نازل فرمائیں۔ کوشش سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ اور امیہ بن خلف کی کوشش ہے۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی ۝۵

اور پھر وہ شخص جس نے دیا اور تقوی اختیار کیا۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۱۴۸/۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اس آیت مبارکہ کے مصداق حضرت ابو بکرؓ ہیں۔

وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰی ۝۸ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝۹ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝۹ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ۝۱۰

اور پھر جس شخص نے بخل کیا اور بے پروائی اختیار کی اور جھٹلایا اچھائی کو ہم تکلیف دہ چیز کا سامان اس کو مہیا کر دیں گے۔

۱۔ سیوطی نے الدر ۳۵۸/۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا وکذب بالحسنی سے مراد لا الہ الا اللہ ہے اور فسنیسرہ للعسری سے مراد جہنم ہے۔

***

۹۳۔ سورۃ الضحیٰ

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝۴ وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝۵

اور پچھلی زندگی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے اور عنقریب تم کو تمہارا رب دے گا پس تم راضی ہوجاؤ گے۔

۱۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۸/۴۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

ہم گھر کے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دنیا کے مقابلہ میں آخرت پسند فرمائی ہے۔ولسوف یعطیک ربک فترضی۔

***

۹۴۔ سورۃ الم نشرح

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶

پس بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۵۱/۳۰میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا مشکل اگر کسی بل میں گھس جائے گی تو آسانی وہاں بھی چلی آئے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فان مع العسر یسرا، ان مع العسر یسرا۔

۲۔ ابن جوزیؒ نے زاد ۱۶۴/۹میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓاور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

ایک مشکل کبھی بھی دو آسانیوں پر غالب نہیں آئے گی۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸

پس جب تم فارغ ہو تو مشقت اٹھاؤ اور اپنے رب کی طرف رغبت کرو۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۲۲۰/۷میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا آپ جب فرائض سے فارغ ہوجائیں تو تہجد میں محنت لگائیے۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۶/۳۶۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب آپ فارغ ہوں تو دعا کی طرف متوجہ ہوجائیں اور اپنے پروردگار سے مانگنے میں وقت لگائیے۔

۳۔ سیوطی نے الدر ۶/۳۶۵ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے. جس بندے کو نماز کے آخر میں حدث لاحق ہوجائے اس کی نماز مکمل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاذافرغت فانصب۔ فراغت کا معنی یہ ہے کہ رکوع و سجود سے فارغ ہوجائیں۔ والی ربک فارغب کا مطلب ہے جب بیٹھ جاؤ تو دعا میں دل لگاؤ۔

ابن حجرؒ نے کافی ۱۸۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بلاشبہ مجھے اس بندے پر بڑا غصہ آتا ہے جو فارغ ہے نہ دنیا کے کسی دھندے میں لگا ہے نہ آخرت کے کسی عمل میں مصروف ہے۔

* * *

۹۵۔ سورۃ التین

۹۶۔ سورۃ العلق

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰىٓ ﴿٦﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿٧﴾

ہرگز نہیں بیشک انسان سرکشی اختیار کرتا ہے جبکہ اپنے کو مالدار پاتا ہے۔

۱۔ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۸/۵۹ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک علم کی طلب والا اور ایک دنیا کی بھوک والا۔ یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ علم والا تو رحمن کی خوشنودی میں اضافہ کرتا ہے اور دنیا کی بھوک والا سرکشی میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد آپؓ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

ان الانسان ليطغى، ان راه استغنى اور دوسرے صاحب کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انما يخشى الله من عباده العلماء (فاطر/۲۸)

***

۹۷۔ سورۃ القدر

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾

بیشک ہم نے اس کو منزلت والی رات میں اتارا اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ لیلۃ القدر کیا ہے۔

ا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۳۲۹/۳۲۸ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابو عقرب کہتے ہیں میں رمضان مبارک کی ایک صبح حضرت ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؓ اپنے گھر کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ ہم نے آپ کی آواز سنی۔ آپ فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنچا دیا، ہم نے عرض کیا کہ ہم نے سنا آپ یوں فرما رہے تھے صدق اللہ وبلغ رسولہ تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا شب قدر رمضان المبارک کے آخری سات دنوں کے نصف میں ہوتی ہے۔ اس رات کی صبح کا سورج بالکل صاف ہوتا ہے اس کی کرنیں نہیں ہوتیں۔ میں نے اس سورج کو دیکھا تو بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

۲۔ امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن ۱۳۹/ا میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا:

شب قدر، رمضان المبارک کی سترھویں، اکیسویں اور تیئسویں رات میں تلاش کرو، اس کے بعد آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

۳۔ حاکم نے مستدرک ۳/۲۱میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

تم لیلۃ القدر کو بدر کے دن انیسویں کی صبح کو تلاش کرو وہ یوم الفرقان ہے جب دو لشکر آپس میں لڑے۔ یوم الفرقان یوم التقی الجمعان (انفال/۱)

۳۔ امام ابو داؤدؒ نے اپنی سنن ۱۳۸/ ا میں لکھا ہے حضرت زر فرماتے ہیں میں نے حضرت ابی بن کعبؓ سے عرض کیا اے ابوالمنذر! مجھے شب قدر کے بارے میں بتائیے کیونکہ ہمارے ایک ساتھی سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا جو بندہ پورا سال قیام کرے وہ شب قدر پالے گا تو حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمن (حضرت ابن مسعودؓ) پر رحم فرمائے انہیں معلوم تھا کہ وہ رمضان المبارک میں ہوتی ہے۔

حضرت مسدد نے اس میں یہ اضافہ کیا لیکن آپؓ ناپسند فرماتے تھے کہ لوگ اس پر قناعت کر کے بیٹھ جائیں اور یہ پسند فرماتے تھے کہ لوگ قناعت کر کے نہ بیٹھیں۔

۵۔ سیوطی نے الدر ۶/۳۷۲میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: سرور کائنات ﷺ سے شب قدر کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

پہلے مجھے اس کے بارے بتا دیا گیا تھا پھر مجھے بھلا دی گئی۔ یہ ہے رمضان میں ہی۔ اسے رمضان المبارک کی آخری نو یا آخری سات یا آخری تین راتوں میں ڈھونڈو۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی صبح کا سورج یوں طلوع ہوتا ہے کہ اس کی کرن کوئی نہیں ہوتی۔

اور جس نے سال بھر قیام کیا وہ تو اس پر پہنچ ہی جائے گا۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝۳

لیلۃ القدر ایک ہزار ماہ سے بہت بہتر ہے۔

۱۔ قرطبی نے احکام ۱۳۲/۲۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں بلاشبہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا تذکرہ فرمایا کہ اس نے راہ خدا میں ایک ہزار مہینے اسلحہ اٹھایا۔

مسلمانوں کو یہ سن کر تعجب ہوا تو انا انزلنا، نازل ہوئی۔

خیر من الف شهر۔ معنی یہ ہے کہ ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں اس نے اللہ کی راہ میں اسلحہ اٹھائے رکھا۔

* * *

۹۸۔ سورۃ البینۃ

۹۹۔ سورۃ الزلزلۃ

ابن جوزی نے زاد ۲۰۱/۹ میں لکھا ہے یہ سورۃ مکی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت جابرؓ اور حضرت عطاء کا یہی ارشاد ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَاۙ ﴿۱﴾ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَاۙ ﴿۲﴾ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَاۚ ﴿۳﴾ يَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَاۙ ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَاؕ ﴿۵﴾

جب زمین کو اس کے زلزلہ سے ہلا دیا جائے گا اور وہ زمین اپنے بوجھ نکال دے گی اور انسان کہے گا اس کو کیا ہو گیا۔ اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔ اس لیے کہ تیرے رب نے اس کو حکم دیا ہے۔

ا۔ طبری نے جامع ۱۷۱/۳۰ میں لکھا ہے حضرت سعید فرماتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ کے زمانہ میں زلزلہ آیا تو آپؓ نے زمین سے فرمایا تجھے کیا ہے؟ اگر یہ بولتی تو قیامت قائم ہو جاتی۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾

جس نے ایک ذرہ کی مقدار نیک عمل کیا ہوگا وہ اس کو پالے گا اور جس نے ذرہ کی مقدار برا عمل کیا ہوگا وہ اس کو پالے گا۔

۱۔ بغوی نے معالم ۲۳/۷میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قرآن مجید میں سب سے محکم آیت یہ ہے۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ، ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔

***

۱۰۰۔ سورۃ العادیات

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۹/۲۰۶ میں لکھا ہے یہ سورۃ مکی ہے۔
حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت جابرؓ وغیرہ کا یہی ارشاد ہے۔

وَ الْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ﴿۴﴾
فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ﴿۵﴾

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر ان کی جو ٹاپ سے آگ نکالتے ہیں اور قسم ہے ان کی جو صبح سویرے چھاپہ مارتے ہیں۔ اور اس کے غبار اڑاتے اور جماعتوں میں گھس جاتے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۳۰/۱۷۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا والعادیات سے مراد اونٹ ہیں جب وہ ہانپ کر سانس لیں۔

۲۔ طبری نے جامع ۳۰/۱۷۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا والعادیات ضبحا حج کے بارے میں ہے۔

۳۔ طبری نے جامع ۱۷۸/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فالموریات قدحا کی تفسیر میں فرمایا کنکریاں جب اونٹوں کے کھروں سے لگ کر اڑتی ہیں تو آپس میں ٹکرانے کی وجہ سے ان سے آگ نکلتی ہے۔

۴۔ طبری نے جامع ۱۷۸/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فالمغیرات صبحا کی تفسیر میں فرمایا جب وہ مزدلفہ سے لوٹتے ہیں۔

۵۔ طبری نے جامع ۱۷۹/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فاثرن بہ نقعا کی تفسیر میں فرمایا:

جب چلتے ہیں تو گرد اڑاتے ہیں۔

٦۔ طبری نے جامع ۱۷۹/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فوسطن بہ جمعا کی تفسیر میں فرمایا:

اس سے مراد مزدلفہ ہے۔

* * *

۱۰۱۔ سورۃ القارعۃ

۱۰۲۔ سورۃ التکاثر

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾

یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔

۱۔ امام ابن ماجہؒ نے اپنی سنن ۱/۵۰۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا اب زیارت کر لیا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد کا سبب بنتی ہے۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾

پھر تم سے ضرور نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۸/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا وہ نعمتیں امن اور صحت ہیں۔

۲۔ سیوطی نے الدر ۳۹۰-۶/۳۹۱ میں لکھا ہے کلبی نے کہا:

ابوالقاسم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ گھر سے نکلے۔ ان سب حضرات نے بیان کیا کہ ہمیں بھوک نے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا۔ رحمت کائنات ﷺ اپنے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ ابوالھیثم نامی انصاری صحابیؓ کے گھر کو چلے، وہ گھر نہیں تھے، ان کی زوجہ محترمہ نے رحمت مجسم ﷺ اور آپ کے دونوں صحابہ کرامؓ کو خوش آمدید کہا اور ایک بچھونا بچھا دیا۔ یہ تمام حضرات اس پر بیٹھ گئے۔ سرور دو عالم ﷺ نے دریافت فرمایا ابو الھیثم کہاں گئے ہیں۔ ان کی زوجہ نے بتایا وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت ابوالھیثمؓ پانی کی مشک اٹھائے تشریف لے آئے اور اسے لٹکا دیا۔ ایسے لگا جیسے انہوں نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا مگر رحمت دو عالم ﷺ نے یہ بات پسند نہ فرمائی، تو انہوں نے بکری کا سال سے کم عمر بچہ ذبح کر لیا۔ پھر جا کے کھجور کے چند گچھے لے آئے۔

ان سب حضرات نے گوشت بھی تناول فرمایا اور خشک و تر کھجوریں بھی اور پانی بھی نوش فرمایا۔

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے عرض کیا کیا یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے متعلق ہم سے پوچھا جائے گا۔ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا:

ان کے بارے تو کفار سے پوچھ گچھ ہو گی اور مومن کو دنیا میں جو کچھ عطا ہوتا ہے اس کے بارے اس سے کچھ پوچھ نہیں ہو گی اور کفار سے ہو گی۔

راوی حدیث کلبی سے پوچھا گیا کہ یہ حدیث آپ سے کس نے بیان کی ہے تو انھوں نے کہا حضرت شعبی سے حضرت حارث اور ان سے حضرت ابن مسعودؓ نے بیان فرمائی ہے۔

۳۔ سیوطی نے الدر ۱/۳۹۱ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین رجسٹروں کے سامنے پیش ہوں گے۔ ایک رجسٹر میں نیکیاں لکھی ہوں گی، ایک میں نعمتیں، ایک میں برائیاں، نیکیوں والے رجسٹر کا مقابلہ نعمتوں والے رجسٹر سے کیا جائے گا تو نعمتیں نیکیوں کے برابر ہو جائیں گی۔ اور برائیاں بچی رہیں گی۔ ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہیں گے تو سزا دیں گے اور اگر چاہیں گے تو معاف فرما دیں گے۔

***

۱۰۳۔ سورۃ العصر

۱۰۴۔ سورۃ الھمزۃ

۱۰۵۔ سورۃ الفیل

وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴿۳﴾

پس ان پر پرندے گروہ در گروہ بھیجے۔

۱۔ طبری نے جامع ۱۹/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے طیرا ابابیل کی تفسیر میں فرمایا ابابیل کا معنی ہے ٹولیاں۔

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۴﴾

وہ ان پر کھنگر کے پتھر پھینکتے تھے۔

ا۔ علامہ بغوی نے معالم ۲۶/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا پرندے آواز لگاتے تھے اور ان کو پتھر مارتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی جس نے ان پتھروں کی شدت میں اور اضافہ کر دیا۔ اب یہ پتھر جسے بھی لگتا اس کے آر پار ہو جاتا اگر کسی کے سر پر لگتا تو اس کی شرمگاہ سے نکلتا۔

* * *

۱۰۶۔ سورۃ قریش

۱۰۷۔ سورۃ الماعون

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَۙ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَۙ ﴿۵﴾

پس ان نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غفلت برتنے والے ہیں۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۹/۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا بخدا انہوں نے نماز بالکل ترک نہیں کر دی تھی اگر ایسا کرتے تو پھر تو کافر ہو جاتے بلکہ انہوں نے نماز کے اوقات کی پابندی چھوڑ دی تھی۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۵/۱۹۰ میں یہ حدیث مبارکہ درج فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک آدمی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں بندہ گزشتہ رات نماز ادا کیے بغیر سو گیا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شیطان نے اس کے کان میں یا یوں فرمایا۔۔۔ دونوں کانوں میں پیشاب کیا ہے۔

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَۙ ﴿۶﴾ وَ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾

وہ جو کہ دکھاوا کرتے ہیں اور معمولی چیز کو بھی روکتے ہیں۔

۱۔ طبری نے جامع ۲۰۴/۳۰ میں لکھا ہے حضرت ابو عبیدین نے حضرت ابن مسعودؓ سے دریافت کیا مجھے بتائیے ماعون کیا ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا وہ چیزیں جنہیں لوگ ایک دوسرے سے استعمال کے لیے مانگ کر لے جاتے ہیں۔

۲۔ امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن ۱۶۷/۱ میں یہ اثر نقل فرمایا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

ہم لوگ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اطہر میں ڈول اور ہانڈی استعمال کرنے کے لیے ایک دوسرے سے مانگ کر لینے کو ماعون گردانتے تھے۔

***

۱۰۸۔ سورۃ الکوثر

۱۰۹۔ سورۃ الکافرون

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۹/۲۵۲ میں لکھا ہے یہ سورت مکی ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت حسن اور حضرات جمھور نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

۲۔ امام ترمذی نے اپنی صحیح ۲۲۳-۲/۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی دفعہ سنا رحمت دو عالم ﷺ کو کہ انہوں نے نماز مغرب کے بعد والی دو رکعات اور نماز فجر سے پہلی دو رکعات میں یہ دو سورتیں تلاوت فرمائیں۔ (قل یا ایھا الکافرون) (الکافرون) اور (قل ھو اللہ احد) (الاخلاص)

***

۱۱۰۔ سورۃ النصر

۱۔ علامہ زمخشری نے کشاف ۲۴۰/۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

اس سورت کا نام سورت التودیع بھی ہے۔

۲۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند ۲۵۲/۵ میں یہ اثر نقل فرمایا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جب اذا جآء نصر اللہ والفتح (النصر) رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپؐ نے نماز میں اکثر اس کی تلاوت فرماتے تھے اور رکوع میں تین بار یوں پڑھتے۔ سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی انک انت التواب الرحیم۔

* * *

۱۱۱۔ سورۃ المسد

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝۲

ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوئے اور وہ خود ہلاک ہوا اس کو اس کے مال نے اور جو اس نے کمایا کچھ فائدہ نہ دیا۔

۱۔ علامہ بغوی نے معالم ۲۶۳/۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: جب پیغمبر کائنات ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی تو ابولہب نے کہا: اگر بھتیجے کی بات سچی ہے تو میں اپنی جان، اپنے مال اور اولاد کے بدلہ میں چھڑوالوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ ما اغنی عنہ مالہ۔

***

۱۱۲۔ سورۃ الاخلاص

قل ھو اللہ احد

کہہ دو کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔

۱۔ ابن جوزی نے زاد ۹/۲۶۴ میں لکھا ہے یہ سورت مکی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت حسن وغیرہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

۲۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ۸/۵۳۸ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: قریش نے رحمت کائنات ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا نسب نامہ بتائیں تب یہ سورت نازل ہوئی۔

۳۔ قرطبی نے احکام ۲۰/۲۵۲ میں لکھا ہے کہ امام نسائی نے روایت کی ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: ہلکی بوندا باندی ہوئی اور اندھیرا چھا گیا تو ہم لوگ انتظار کرنے لگے کہ رحمت دو عالم ﷺ باہر تشریف لائیں۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ نے کچھ باتیں ذکر فرمائیں، ان کا مفہوم یہ ہے کہ پھر سرور دو عالم ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے لیے باہر تشریف لے آئے

اور مجھے فرمایا۔ قل ۔ (کہو) میں نے عرض کیا میں کیا کہوں ؟ آپؐ نے فرمایا۔ قل هو الله احد ۔ اور معوذ تین صبح و شام تین تین بار پڑھ لیا کرو یہ تمہیں ہر چیز کی طرف سے کافی ہو جائیں گی ۔

۴۔ سیوطی نے الدر ۶/۴۱۴ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا : کیا تم میں سے کسی کے لیے یہ مشکل ہے کہ وہ ہر رات ایک تہائی قرآن مجید کی تلاوت کر لیا کرے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اتنا زیادہ کون پڑھ سکتا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ قل هو الله احد ایک تہائی قرآن مجید کے برابر ہے ۔

۵۔ امام ابو داؤدؒ نے اپنی سنن ۱/۸۲ میں یہ روایت درج فرمائی ہے حضرت ابو عثمان النہدی نے حضرت ابن مسعودؓ کے پیچھے نماز مغرب ادا کی ۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس نماز میں قل هو الله احد کی تلاوت فرمائی ۔

الله الصمد

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے ۔

۱ ۔ امام ربیع نے اپنی مسند ۳/۳۷ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ سے الصمد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا : صمد وہ ذات ہے ضروریات کے پورا کرنے میں جس کی محتاجی ہو،

۲۔ امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر ۸/۵۴۷ میں لکھا ہے۔ حضرت شقیق ابو وائل نے فرمایا الصمد وہ سردار ہے کہ جس پر سرداری ختم ہو جائے۔ حضرت عاصم نے حضرت ابو وائل سے اور انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔

* * *

۱۱۳، ۱۱۴۔ سورۃ الفلق و سورۃ الناس

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۶ ۴۱۶ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں سید الاولین والاخرین شفیع المذنبین راحتہ العاشقین ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ایسی آیات اتری ہیں کہ ان جیسی پہلے نہیں اتریں وہ معوذتین ہے۔

۲۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ عزوجل نے اپنی مسند ۵/ ۲۹۱۔ ۲۹۲ میں یہ نقل فرمایا ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ سید المرسلین امام الانبیاء خاتم النبیین ﷺ معوذات کے علاوہ کسی اور چیز سے دم کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

ختم القرآن۔

۱۔ علامہ سیوطی نے الدر ۶/ ۴۲۲ میں لکھا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا جو شخص مکمل قرآن پڑھے اس کی ایک دعا قبول ہوتی ہے۔

* * *

ماخذ:

http://equranlibrary.com

تدوین اور ای بک کی تشکیل: اعجاز عبید